ایک ناگ اور ناگن کی پراسرار داستان
ناگ دیوتا
ایم اے راحت
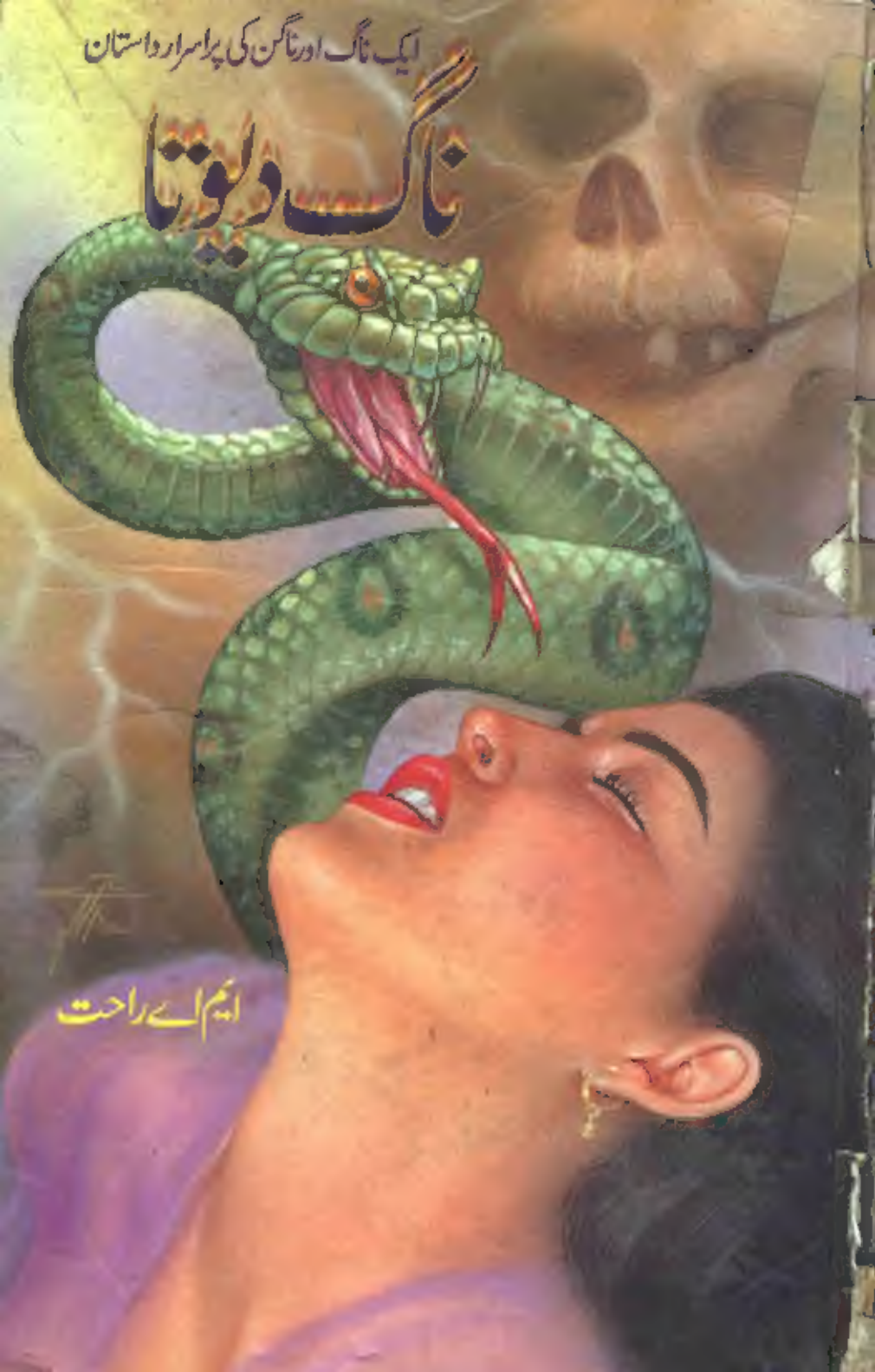
ناگ قبیلے کی زبان میں اس وادی کو "اشمولا" کہا جاتا تھا۔ نہ جانے کتنے ہزار سال پہلے بوڑھے سانپوں نے یہ وادی دریافت کی تھی اور پھر وہ سب بارش کے پانی سے بھر جانے والی پرانی سرزمین کو چھوڑ کر یہاں آباد ہو گئے تھے اور یہ سچ ہے کہ یہ جگہ یعنی وادی اشمولا' ہر لحاظ سے ایک خوبصورت جگہ تھی۔ چکنی گول چٹانوں کے میدان دور دور تک بکھرے ہوئے تھے اور ان چٹانوں میں غار ہی غار تھے جن میں ہم سانپ آسانی سے بسیرا کر سکتے تھے۔ پھر اس سے آگے جنگل تھا جس میں ہاتھی' شیر' گینڈے' چیتے' جوہڑوں میں مگرمچھ اور نہ جانے کیسے کیسے جانور۔ بہرحال میں نے اسی وادی میں جنم لیا تھا اور "امبینا" نے بھی۔ ہمارا بچپن ساتھ گزرا تھا اور ہماری دوستی بہت گہری تھی۔

جہاں امبینا کی لمبائی بڑھی وہیں میری درازی بھی بے مثال تھی۔ امبینا کے چکنے چمکدار اور سیاہ بدن پر' سنہری دھاریوں نے اسے سانپوں کی سرزمین کی سب سے حسین ناگن قرار دلوایا تو میرے گہرے سیاہ چمکدار اور سڈول بدن کے حوالے سے مجھے "کیشا" ناگ کا رتبہ ملا۔ نوجوانی کے عالم میں' جب میں پھن کاڑھ کر کھڑا ہوتا تو میرے پھن کی گولائی چکی کے پاٹ کے برابر ہوتی اور میں کسی درخت کے تنے کی چوتھائی تک کھڑا ہو جاتا تھا۔ اس کے علاوہ میرے کالے بدن پر کوئی دھبہ نہ تھا۔ ہشالا نے تو کہا تھا کہ ممکن ہے میں شیش ناگ بن جاؤں لیکن اچھا ہی تھا کیونکہ شیش ناگ پر بڑی ذمہ داریاں آپڑتی تھیں اور وہ مشکلات میں گرفتار رہتا ہے۔ میرے لئے بس اتنا ہی کافی تھا کہ مجھے امبینا کا ساتھ حاصل تھا۔ ایک دن امبینا نے کہا۔

"پراتا۔"

"ہوں۔" میں نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ جوانی کیا ہوتی ہے؟"

"کسی جڑی بوٹی کا نام ہوگا۔" میں نے سادگی سے کہا۔

"نہیں، یہ کوئی جڑی بوٹی نہیں ہوتی۔"

"تو پھر؟"

"پتہ نہیں۔ بوڑھی گومتا بہت عرصے کے بعد کینچلی سے نکلی تو مجھے دیکھ کر بولی۔

"پیاری تُو، تو جوان ہو گئی۔"

"تُو نے اسی سے کیوں نہ معلوم کیا؟"

"بہت سے دوسرے ناگ گومتا کے پاس آ گئے تھے۔ تُو جانتا ہے پراتا، گومتا جب کینچلی سے باہر آتی ہے تو ناگوں کو بڑی عجیب و غریب کہانیاں سناتی ہے۔ وہ کہتی ہے کہ اس کی عمر ہزار سال ہے اور وہ اِچھادھاری ہے۔ پراتا، اِچھادھاری اپنی مرضی سے اپنی جُون بدل سکتا ہے۔ ہزار سال کی عمر پانے کے بعد اس کے اندر ناگ شکتی پیدا ہو جاتی ہے اور وہ شکتی اسے اس کے من پسند روپ دے دیتی ہے۔ پھر شاید وہ جادوگر بھی ہو جاتی ہے اور بہت سے ایسے کام کر سکتی ہے جو ہم سانپ نہیں کر سکتے۔ دوسرے ناگ اس کی یہ بات مانتے ہیں اور اس سے طرح طرح کی باتیں پوچھتے ہیں۔"

"ہزاروں سال کی عمر تو ہشالا کی بھی ہے اور ہشالا کو بھی دوسرے ناگ اِچھادھاری کہتے ہیں۔ مگر یہ تو سچ ہے کہ ہشالا بڑی انوکھی باتیں بتاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ سنسار بادلوں کی طرح ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیلا ہوا ہے اور جیسے بادلوں کی تھاہ نہیں ہوتی اسی طرح سنسار کی تھاہ نہیں ہے۔ ایسی باتیں کرتے ہیں یہ کہ ہماری سمجھ میں نہیں آتیں۔"

"خیر یہ تو سچ ہے کہ جہاں ایک طرف گومتا سب سے زیادہ عمر کی ہے وہیں ہشالا بھی اس سے کم عمر کا نہیں ہے اور جب یہ سنسار کی انوکھی باتیں کرتے ہیں تو سچ مچ کچھ سمجھ میں ہی نہیں آتا کہ کیا کہہ رہے ہیں۔ تیری سمجھ میں آتا ہے؟"

"نہیں۔"

"سارے ناگ اور ناگنیں یہی کہتی ہیں کہ ہشالا اور گومتا سب سے بڑی عمر کے ہیں اور جانتا ہے گومتا کیا کہتی ہے؟"

"کیا کہتی ہے؟"

"وہ کہتی ہے کہ سنسار میں سب سے بڑی عمر ان خوفناک گندی چونچ والوں کی ہوتی ہے جن کے پر پھیلے اور بڑے ہوتے ہیں اور گردن پروں سے ننگی ہوتی.........
گومتا ان کا نام گدھ بتاتی ہے۔ اس کے بعد سب سے بڑی عمر ہماری یعنی سانپوں کی

ہوتی ہے۔ پھر ہاتھی کی ہوتی ہے۔ اسی طرح اور دوسرے جانوروں کی بھی ہو گی مگر بات پھر وہیں آ جاتی۔ یہ جوانی کیا ہوتی ہے؟"

"ایک کام کرتے ہیں۔" میں نے امبینا سے کہا۔

"کیا؟"

"ہشالا کو میں نے ریت کے ٹیلوں کے دوسری پار جاتے ہوئے دیکھا تھا۔ گومتا نے جو بات آدھی بتائی ہے، ہم ہشالا سے پوچھتے ہیں۔ شاید وہ ہمیں پوری بات بتا دے۔"

"ہاں یہ ٹھیک ہے جتنا گومتا جانتی ہے اتنی ہی باتیں ہشالا کو بھی معلوم ہیں۔ آؤ پراتا ہشالا کی تلاش میں چلتے ہیں۔" سو ہم چٹانوں کی وادی سے دوسری طرف یعنی اس طرف جہاں جنگل نہیں تھا بلکہ بھوری ریت کے پہاڑ پھیلے ہوئے تھے اور ایسے کہ نگاہوں کی حد تک ختم نہ ہوں اور جب سورج چمکے تو اتنے گرم کہ اگر ان پر سے گزر جاؤ تو سمجھو ساری کھال جل جائے لیکن جونہی سورج چھپے تو برف کی طرح ٹھنڈے اور ایسے کہ ان پر چلتے ہوئے نئی زندگی حاصل ہو اور ویسے تو ہم اس طرف کبھی مجبوری کی حالت میں ہی رخ کرتے تھے کیونکہ ریت کے دوسرے پار بھی ہمارے لئے کچھ نہیں تھا بس کبھی کبھی ایسے بھورے کیڑے مکوڑے نظر آ جاتے تھے جن کی بے شمار ٹانگیں ہوتی ہیں اور جو کھانے میں لذت رکھتے ہیں لیکن ایسا ہم اس وقت کرتے تھے جب آسمان پر چاند چمک رہا ہوتا تھا اور امبینا کو یہ ٹھنڈی ریت چاند کی پیلی روشنی میں بہت ہی اچھی لگتی تھی۔ وہ کہتی تھی کہ کاش چاند کا سنہرا رنگ میرے بدن کی زینت بن جائے اور میں چاند کی رنگت میں رنگ جاؤں تو کیسی لگوں اور یہ سچ ہے کہ امبینا بہت خوبصورت تھی۔ بچپن ہی سے وہ مجھے اچھی لگتی تھی اور میں یہ سوچتا تھا کہ کہیں زندگی کے کسی لمحے، ایسا نہ ہو کہ امبینا کہیں دور نکل جائے اور میں اسے تلاش نہ کر پاؤں۔ ایسا اگر ہوتا تو میں نہیں جانتا کہ میرے لئے جینا کتنا مشکل ہو جاتا اور میں نے امبینا سے کہا بھی تھا۔

"تُو نے سنا امبینا؟"

"کیا؟"

"اگر تُو کبھی مجھ سے جدا ہو گئی تو میں صرف ایک کام کروں گا۔"

"کیا؟"

"سورج کی گرم روشنی میں' ریت کے میدان میں نکل جاؤں گا اور اس وقت تک سفر کرتا رہوں گا جب تک میرا جھلستا ہوا بدن' پانی نہ چھوڑنے لگے اور اس سے زخموں کا پانی نہ ابلنے لگے اور پھر میں سکڑ کر بہت چھوٹا ہو جاؤں گا اور زندگی ختم ہو جائے گی۔ یہ ہو گا۔" سو امبینا کی آنکھیں خوف سے بڑھ جاتیں اور وہ اپنا پھن' میرے پھن پر رکھ کر کہتی۔

"خبردار' دوبارہ ایسی بھیانک بات کبھی نہ کہنا پراتا۔ اگر کبھی ایسا ہو بھی جائے گا تو میں بھی تجھ سے زیادہ فاصلے پر نہ ہوں گی اور تیرے پیچھے پیچھے ہی میں بھی ریت کے اس میدان میں سورج کی روشنی میں گزر جاؤں گی تو اس وقت جب تیرا بدن سکڑا ہوا کہیں پڑا ہو گا تو میرے بدن کا فاصلہ بھی تجھ سے زیادہ دور نہ ہو گا۔ یہ میں نے تجھے بتا دیا ہے۔"

"تو پھر ہم ایک دوسرے سے دور کیوں ہوں؟"

"تو کہتا کون ہے؟" امبینا غصیلی نگاہوں سے مجھے دیکھ کر کہتی اور بات ختم ہو جاتی۔ سو یہ الجھن ہمارے لئے مشکل بنی ہوئی تھی کہ آخر جوانی کیا چیز ہوتی ہے اور یہ بھی اچھی بات تھی کہ ہشالا کی تلاش میں ریت کے میدان سے گزرتے ہوئے آخری راتوں کا چاند ابھر آیا تھا اور ہم نے یہ طے کر لیا تھا کہ اگر ہشالا کی تلاش میں ہمیں دیر ہوئی تو سنہرے میدان کی دوسری طرف ان پہاڑی چٹانوں کے سوراخوں میں گھس جائیں گے اور دن کی روشنی وہیں بسر کریں گے۔ ہاں اگر ہشالا ہمیں جلدی مل گیا تو اس سے پوچھیں گے اور بات ختم ہو جائے گی۔ تو پھر یوں ہوا کہ ہم چل پڑے تھے اور بھوری ریت پر ہشالا کے بدن کی لکیریں تلاش کرتے ہوئے وہاں پہنچ گئے تھے جہاں وہ پھن اٹھائے بیٹھا ہوا کسی سوچ میں غرق تھا۔ ہمیں دیکھ کر وہ زور سے پھنکارا اور ہم سر جھکائے اس کے سامنے کھڑے ہو گئے تو اس نے غصے سے کہا۔

"بے وقوفو' تمہارا دماغ خراب ہے جو اس طرف نکل آئے ہو آخر تم کیا چاہتے ہو۔ میں یہاں عبادت میں مصروف ہوں اور مستقبل کا حال جاننے کے لئے کوششیں کر رہا ہوں۔ تم میری عبادت میں خلل انداز کیوں ہوئے ہو؟"

"آہ ہمیں یہ معلوم نہ تھا' بزرگ ہشالا کہ تم اتنا بڑا کام کر رہے ہو۔ ویسے ہم نے تمہیں ادھر آتے ہوئے دیکھا اور ہماری ایک مشکل تھی جس کے بارے میں ہم تم سے معلوم کرنا چاہتے تھے۔"

"مشکل؟"

"ہاں۔"

"کیا بات ہے؟ کیا تم کچھ پریشان ہو؟"

"نہیں۔ بس ایک سوال تھا جس کا جواب تیرے ہی پاس ہو سکتا ہے۔"

"کیسا سوال؟" ہشالا نے پوچھا۔

"ہشالا! یہ جوانی کیا چیز ہوتی ہے؟" امبینا نے اپنے مخصوص انداز میں پوچھا اور ہشالا چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ پھر اس کی نگاہیں امبینا کے پھن سے لے کر دم تک سے گزر گئیں اور اس کے بعد اس نے مجھے سر سے پاؤں تک دیکھا پھر بولا۔

"کیا تم مجھ سے مذاق کر رہے ہو؟"

"نہیں ہشالا' ہم تو تیری عزت کرتے ہیں بھلا ہماری ہمت............ کہ تجھ سے مذاق کریں۔ اصل میں بوڑھی گومتا نے امبینا سے کہا تھا کہ وہ جوان ہو گئی ہے تو امبینا مجھ سے پوچھنے لگی کہ جوانی کیا ہوتی ہے۔ میں تو خود نہیں جانتا۔" جواب میں ہشالا مہربان نظر آنے لگا اور اس نے کمال مہربانی سے کہا۔

"اصل میں تم بہت معصوم ہو اور تمہارے اس سوال نے میرا سارا غصہ ٹھنڈا کر دیا جو یہ پوچھے کہ جوانی کیا چیز ہوتی ہے؟ وہ تو بچہ ہی ہو سکتا ہے حالانکہ تم بچے نہیں ہو جہاں تک میرا اندازہ ہے تمہاری عمر بھی آٹھ سو سال سے کم نہیں ہو گی اور دو سو سال گزریں گے تو تم اپنی عمروں کے ہزار سال پورے کر لو گے۔ صحیح معنوں میں جوانی تو تم پر اس وقت سجے گی جب تم ہزار سال کے ہو کر اچھا دھاری ہو جاؤ گے۔ بے وقوف ناگ اور ناگن' آج پوچھ لو تم مجھ سے............ کیا پوچھنا چاہتے ہو۔"

"ہشالا' تیری مہربانی کہ تو ہم پر اس قدر مہربان ہے اور یہ باتیں بتاتا ہے۔ بات کچھ یوں ہے کہ چھوٹی سی بات جوانی کی آئی تھی اور یہ تو تجھے پتہ ہے ہشالا' کہ امبینا میری بچپن کی ساتھی ہے اور ہم ایک دوسرے سے دور رہنے کا تصور بھی نہیں کرتے تو ایک بات تجھ سے معلوم کرنی تھی جوانی کے بارے میں۔"

"اپنے چکنے سڈول اور پھرتیلے بدن دیکھو اور بات یوں بھی ہے کہ پراتا' تو کیشا ہے۔ کیشا اس ناگ کو کہتے ہیں جو دوسرے تمام ناگوں سے لمبا اور خوبصورت ہوتا ہے تیرے اندر کوئی دھبہ نہیں ہے یعنی تو ان سانپوں میں سے ہے جن کے لئے جادوگر مارے مارے پھرتے ہیں ورنہ ہر ناگ میں کوئی نہ کوئی کھوٹ ہوتی ہے۔ بہت سے ناگ

جادوگر تجھے پاکر اپنا جادو عمل کرسکتے ہیں اور یہ تو اچھا ہی ہوا کہ تُونے مجھ سے اپنے بارے میں یہ معلوم کرلیا اور تو ہوشیار رہے گا ان جادوگروں سے اور امبینا' یہ تو تیری ذمہ داری ہے کہ جب یہ کسی ایسی جگہ ہو جہاں جادوگر ناگ اس پر قابو پاسکیں اور یہ ان سے مقابلہ کرکے انہیں ہلاک نہ کردے تو' تو ان کی نگرانی کر۔ تو سمجھ رہی ہے نا یہ تیرا ناگ ہے اور تُو اس کی ناگن۔ سمجھ رہی ہے یہ بات؟ اور اچھی طرح غور کرلے اور اب تُو سن پراتا کہ امبینا ناگنوں میں سے سب سے حسین ناگن ہے اور تم دونوں ہی ایک دوسرے کے لئے ہو اور تمہیں نئے جہان ملیں گے۔"

سو ہم نے کچھ فیصلے کئے اور سفر کے منصوبے بنا کر چل پڑے کہ جنگلوں کے اتنے حصے کا سفر کریں گے کہ واپسی میں دقت نہ ہو۔ ویسے بھی ہم نے اپنی اس وادی سے ایک مخصوص فاصلے تک علاقہ ہی دیکھا تھا اور اس سے آگے کے بارے میں ہماری معلومات نہیں تھی چنانچہ تھوڑا سا معلومات میں اضافہ ہی ہو جائے تو بہتر ہے۔ غرض یہ کہ امبینا تو ہمیشہ ہی میرے ساتھ ہوا کرتی تھی چاہے صورتِ حال کیسی بھی ہو اور کچھ بھی ہو۔ تو ہم سفر کرتے رہے اور بہت دور تک سفر اختیار کیا تھا ہم نے۔ بہت سی نئی چیزیں ہماری نگاہوں کے سامنے آئی تھیں۔ جنگل میں رہنے والے نت نئے' عجیب وغریب جانور۔ کچھ درختوں کی بلندیوں پر چھلانگیں لگاتے ہوئے۔ کچھ زمین پر ہماری طرح رینگتے ہوئے لیکن بہت سے ایسے جنہیں ہم نے پہلے کہیں نہیں دیکھا تھا۔ ہاں ہاتھی' شیر' گینڈے' چیتے وغیرہ تو ہمارے قرب وجوار میں موجود تھے اور کتنی ہی بار ہم انہیں دیکھ چکے تھے۔ ہمارا اور ان کا کوئی ایسا مسئلہ نہیں تھا جو پریشان کن ہو اور ان سے ہمارا جھگڑا ہو جائے لیکن بہرحال ہمیں چونکہ اب ایک نئی زندگی کی تلاش تھی اس لئے ہم اپنے مستقبل پر غور کررہے تھے اور ایک ایک شکل کو دیکھ رہے تھے اور اس دن اس وسیع وعریض' گھنے اور چوڑے درختوں کی شاخوں پر لٹکتے ہوئے ہم لوگ باتیں کررہے تھے کہ ہم نے دور سے شیروں کا ایک جوڑا دیکھا اور ہماری توجہ ان کی جانب مبذول ہوگئی۔ شیر کا سر بہت ہی بڑا تھا اور وہ بڑا لمبا چوڑا نظر آرہا تھا۔ امبینا پسندیدہ لہجے میں بولی۔

"کتنا خوبصورت جوڑا ہے۔ کیوں نہ' ہم لوگ شیر کا روپ اختیار کریں۔ کیسا رہے گا؟" ابھی امبینا نے اپنا جملہ پورا بھی نہیں کیا تھا کہ دفعتاً ایک ہاتھی کی چنگھاڑ سنائی دی۔ ایسی زبردست چنگھاڑ تھی کہ زمین کانپتی محسوس ہوئی تھی لیکن ہم نے

شیروں کو دیکھا کہ وہ اس چنگھاڑ کو خاطر میں نہیں لائے تھے۔ انہوں نے ہاتھی کو دیکھ لیا تھا جو اپنی سونڈ اٹھائے شیروں کی طرف بڑھا چلا آرہا تھا۔ شیروں کے جوڑے نے آپس میں مشورہ کرکے شاید کوئی فیصلہ کرلیا تھا اور اس فیصلے کے تحت دونوں ایک دوسرے سے تھوڑے تھوڑے دور ہوگئے تھے۔ جیسے ہی ہاتھی سامنے آیا شیرنی نے ہاتھی پر چھلانگ لگائی اور ہاتھی کی سونڈ پر پنجہ مارا۔ شیر نے ایک چکر کاٹا اور چھلانگ لگا کر ہاتھی کی پشت پر چڑھ گیا۔ اب کیفیت یہ تھی کہ شیر کے پنجے ہاتھی کے بدن میں گڑے ہوئے تھے اور ہاتھی نے پشت پر جمے ہوئے شیر کو سونڈ سے پکڑنے کی کوشش شروع کردی تھی مگر شیرنی نے دوبارہ ہاتھی کی سونڈ پر حملہ کردیا اور اندازہ یہ ہو رہا تھا کہ اب یہ دونوں ہاتھی پر قابو پالیں گے۔ درحقیقت ہاتھی اب بری طرح پریشان نظر آرہا تھا۔ اس کی خوفناک چنگھاڑیں اور شیروں کی ہیبت ناک آوازیں ہم سن رہے تھے۔ درختوں پر موجود پرندے گھبرا کر اپنے آشیانوں سے نکل پڑے تھے اور آسمان پر پرواز کرنے لگے تھے۔ ہاتھی اور شیروں کے جوڑے کی ہولناک آوازیں فضا میں ابھر رہی تھیں۔ دونوں کے دونوں طرح طرح کے داؤ پیچ استعمال کررہے تھے لیکن مجھے یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ ہاتھی خوفزدہ ہوگیا ہے جبکہ شیر دھاڑ ضرور رہے تھے لیکن ایسے نپے تلے حملے کررہے تھے کہ ہاتھی ان پر قابو پانے میں کامیاب نہ ہو رہا تھا اور شدید زخمی ہوگیا تھا۔ کئی بار اس نے بڑی کامیابی کے ساتھ شیروں کو اپنی سونڈ میں لپیٹ کر زمین پر پٹخا تھا اور شیر بھی شدید زخمی ہوگئے تھے لیکن دونوں ان کوششوں میں مصروف تھے کہ ہاتھی کو زمین پر گرالیں اور آخر کار انہوں نے یہ عمل کر ہی ڈالا۔ حالانکہ وہ خود بھی شدید زخمی ہوچکے تھے لیکن انہیں اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ ہاتھی پر قابو پانے میں کامیاب ہوگئے ہیں اور انہوں نے یہ واقعی کر ہی ڈالا۔ ہاتھی آہستہ آہستہ زمین پر لیٹ گیا تھا اور پھر شاید اس نے زندگی کھودی تھی۔ ہاتھی کی موت کے بعد شیروں نے یہ اندازہ لگایا کہ دشمن ختم ہوگیا ہے یا نہیں۔ پھر تھوڑے فاصلے پر بیٹھ کر گرجنے لگے اور جب انہیں یقین ہوگیا کہ ہاتھی اب زندہ نہیں ہے تو لنگڑاتے ہوئے ایک سمت چل پڑے اور بڑی تیز رفتاری سے آگے بڑھ کر جھاڑیوں میں گم ہوگئے۔ ہاتھی کی لاش ہمارے سامنے پڑی ہوئی تھی۔ شیروں نے اسے بری طرح چیر پھاڑ دیا تھا اس کے دونوں کان اپنی جگہ سے غائب ہوچکے تھے۔ ادھڑے ہوئے پیٹ سے آنتیں نکل کر چاروں طرف بکھر گئی تھیں۔ بہرحال یہ خاصا وحشت ناک منظر تھا لیکن جنگلوں میں ایسے مناظر عام

ہوتے ہیں البتہ امبینا نے کہا۔

"اگر تمہیں ان دونوں میں سے کسی کا جسم اختیار کرنے کا موقع مل جائے تو تم کون سا جسم اختیار کرو گے؟"

"ہاتھی جس انداز میں لڑ رہا تھا اس میں بے وقوفی کا عنصر نمایاں تھا۔ اگر وہ ابتدا ہی سے شیر اور شیرنی پر نگاہ رکھتا تو زیادہ بہتر ہوتا کیونکہ وہ ان سے کہیں زیادہ طاقتور تھا۔"

"مطلب؟"

"مطلب یہ کہ اگر مجھے میری پسند کی زندگی اختیار کرنے کا موقع ملا تو میں ہاتھی کا جسم اپنے لئے حاصل کروں گا تاکہ میں ایک انتہائی طاقتور جاندار.........."

"میں تمہیں اس سے منع کروں گی۔" امبینا نے منہ بنا کر کہا۔

"کیوں؟"

"موٹا بھدا اور بے ڈھنگا جسم۔ موٹے موٹے ہاتھ پاؤں سست رفتاری سے جنگل میں سفر کرنے والا جبکہ دوسری جانب شیر اور شیرنی کو دیکھا۔ کیسے قلانچیں بھرتے ہیں اور کس برق رفتاری سے دوڑتے ہیں۔" میں نے امبینا سے اتفاق نہیں کیا تھا۔ میں نے کہا۔

"مگر تم یہ نہیں دیکھتیں امبینا کہ وہ طاقتور کتنا ہوتا ہے۔ بھلا کس میں مجال ہے کہ درختوں کو جڑوں سے اکھاڑ کر پھینک دے۔ بہرحال یہ تو ابھی بعد کی بات ہے۔ دیکھیں گے' سوچیں گے۔"

"لیکن میں شیرنی بننا ہی پسند کروں گی۔"

"تم جس طرح سے مناسب سمجھو' میں نے کہا نا ابھی تو اس میں وقت ہے۔" اور وقت گزرتا رہا۔ ہم نے جنگل میں بہت سے جانور دیکھے تھے۔ ہر ایک کی اپنی اپنی الگ الگ حیثیت تھی۔ پھر یوں ہوا کہ وقت بہت سا بیت گیا اور ایک دن جب میں امبینا کے پاس پہنچا تو وہ بڑی پریشان بیٹھی ہوئی تھی۔ میں نے اس سے اس کی پریشانی کی وجہ پوچھی تو وہ کہنے لگی۔

"یہاں میرے پھن کے نچلے حصے میں' گردن کے پاس ایک عجیب سی تکلیف کا احساس ہوتا ہے اور دیکھو یہ حصہ کس طرح پھول سا گیا ہے۔"

"ارے ہاں' واقعی.......... مگر تعجب کی بات ہے یہ تکلیف تو ہم دونوں کو ایک

ہی ساتھ محسوس ہوئی۔"

"کیا مطلب؟"

"شاید میں بھی تمہیں یہی بتانے آیا تھا کہ میری گردن کے پاس بھی ایسی ہی تکلیف ہے۔"

"آہ' واقعی۔ تمہاری کیفیت تو میرے جیسی ہی ہو رہی ہے۔ یہ کوئی ایسی بیماری تو نہیں ہے جو کسی خاص جانور کے کھالینے سے پیدا ہوئی ہو؟"

"پتہ نہیں۔ ہم نے جنگل میں ایسے کیڑے مکوڑے بھی نہیں کھائے جو ہمیں یہ نقصان پہنچا سکیں۔"

"میرا تو خیال ہے کہ ہم جلدی سے گومتا کے پاس چلیں۔ گومتا ہر مشکل کا حل ہوتی ہے۔"

"اور ہشالا بھی۔"

"لیکن ہشالا کے پاس پہنچنے کے لئے ہمیں ریت کے ٹیلوں کو عبور کرنا ہوگا اور ابھی دن کی روشنی میں یہ ممکن نہیں ہے جبکہ گومتا ہمارے پاس ہی موجود ہے۔"

"تو آؤ چلیں۔" اور ہم گومتا کے پاس پہنچ گئے۔ بوڑھی گومتا کنڈلی مارے بیٹھی ہوئی اونگھ رہی تھی۔ عمر اس پر بہت زیادہ اثر انداز تھی اور ویسے بھی وہ ہزاروں سال کی عمر رکھتی تھی لیکن ہماری آہٹ پر اس نے آنکھیں کھولیں اور ہمیں دیکھنے لگی تب امبینا نے مجھ سے پہلے اسے اپنی تکلیف بتائی اور گومتا تیز نگاہ سے اس کا جائزہ لینے لگی۔ پھر میں نے کہا۔

"گومتا میری کیفیت بھی اس سے مختلف نہیں ہے۔"

"اور تم جیسے بے وقوف میں نے دوسرے نہیں دیکھے۔" وہ بولی۔ اس کی آواز میں شوخی تھی جیسے ہماری یہ 'تکلیف' تکلیف نہ ہو بلکہ کوئی ایسا مذاق ہو جس پر ہنسا جائے۔ تو میں نے کہا۔

"لیکن گومتا مجھے تو شدید تکلیف ہے۔ اس میں بھلا بے وقوفی کی کیا بات ہے۔"

"تم دونوں اب بالغ ہو چکے ہو۔"

"بالغ؟"

"ہاں۔"

"ہم سمجھے نہیں۔"

"بڑے ہو گئے ہو تم دونوں۔ تمہاری زندگی کے ہزار سال پورے ہو گئے ہیں۔ تم نے تو کبھی شاید دنوں کا حساب بھی نہ رکھا ہو گا۔ چاند سورج' سورج چاند۔ کبھی غور بھی نہ کیا ہو گا تم نے لیکن ہم بزرگ لوگ بہر طور ان تمام حقیقتوں سے آشنا ہوتے ہیں۔"

"مگر یہ ہزار سال اگر پورے ہو بھی گئے تو ہم اس تکلیف کا شکار کیسے ہیں؟"

"یہ تکلیف نہیں تمہاری گردنوں میں مکمل ہو جانے والے منکے ہیں۔"

"منکے؟"

"ہاں۔" گومتا رات کی تنہائی میں سب کے سامنے نہیں' بالکل تنہائی کی بات کر رہی تھی۔ "اپنے حلق سے ایک منکا اگلنے کی کوشش کرنا اور پھر تماشا دیکھنا اور تم بھی الگ۔ اور میری بات کو غور سے سنو ایک دوسرے کے سامنے ایسا کرنے کی کوشش نہ کرنا۔ کم از کم پہلی بار ایسا نہیں کیا جاتا کیونکہ اپنا جادو اپنے ساتھ ہوتا ہے۔" ہم دونوں حیرانی سے ایک دوسرے کی صورت دیکھنے لگے تھے۔ بہرحال گومتا دانا تھی اور اس کی بات کبھی غلط نہیں ہوتی تھی۔ میں' امبینا کے بارے میں تو نہیں جانتا لیکن تنہائی میں ایسی جگہ جہاں بہت سی چٹانیں ایک دوسرے سے سر جوڑے کھڑی ہوئی تھیں اور ان کے درمیان ایک صاف شفاف جگہ بنی ہوئی تھی۔ میں نے اپنے حلق سے وہ منکا اگلنے کی کوشش کی اور جیسے ہی منکا میرے حلق سے باہر آیا۔ چٹانوں کے درمیان تیز روشنی پھیل گئی۔ ایک عجیب سا' گول سا' خوبصورت سا پتھر جس سے بڑی اپنائیت محسوس ہوتی تھی اور جس کی روشنی میں دور دور تک دیکھا جا سکتا تھا اور اس میں تڑپنے والی بجلیاں مجھے میرے علم کا حساب بتا رہی تھیں یعنی یہ کہ زندگی میں مجھے کیا کیا فوقیت حاصل ہو گئی تھی اور میں سب سمجھ رہا تھا' سب دیکھ رہا تھا۔ طرب مسرت سے میں نے جھوم کر منکے کو واپس اپنے سینے میں اتارا اور بدمست ہو کر امبینا کی تلاش میں چل پڑا۔ آہ' واقعی بڑی حسین چیز تھی یہ اور مستقبل کا تصور بے حد خوشگوار۔ یعنی اب وہ تمام آرزوئیں پوری کرنے کا وقت آ گیا تھا جو دل میں تڑپتی تھیں اور امبینا کی بھی تو یہی خواہش تھی۔ ہاں بس میں یہ ذرا دیکھنا چاہتا تھا کہ امبینا اپنا کام مکمل کر چکی ہے یا نہیں۔ پھر ہم دونوں کا آمنا سامنا ہو گیا۔ وہ بھی شاید مجھے یہی اطلاع دینے کے لئے پہنچی تھی اور جیسے ہی وہ میرے قریب پہنچی اس نے اپنے بدن کے بل میرے بدن میں ڈال دیئے ہم دونوں محبت سے ایک دوسرے سے لپٹ گئے تھے اور ہمارے بدن ایک

دوسرے سے الجھ کر یکجا ہو گئے تھے۔ یہ مسرت کا اظہار تھا۔ امبینا نے میرے کان میں سرگوشی کی۔

"وہ منکا تو بے حد ہی خوبصورت تھا۔ اس کی روشنی تو بڑی دور دور تک پھیل جاتی ہے اور اس میں زندگی کے رنگ تڑپتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں اور ہمیں اپنا مقصد بھی نظر آتا ہے اور وہ قوتیں بھی جو ہمیں حاصل ہو گئی ہیں۔"

"ہاں' امبینا ایسا ہی ہے اور میں بھی تمہیں یہی بتانے کے لئے تمہاری جانب دوڑا تھا۔"

"لیکن گومتا نے کہا تھا کہ یہ تو پہلی بار کی بات ہے بعد میں تو ہم ایک دوسرے کے سامنے اپنا منکا اگل سکتے ہیں۔"

"ہمارے وجود میں جو قوتیں بیدار ہو گئی ہیں وہ ہمیں احساس دلاتی ہیں کہ ان منکوں کا تحفظ بھی ضروری ہے کیونکہ اس قیمتی چیز پر دشمنوں کی نگاہ ہوتی ہے۔"

"مگر ہمارے دشمن کون ہو سکتے ہیں؟"

"ابھی تو کوئی بھی نہیں ہے لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم اپنے منکے کو سامنے رکھ کر یہ سوچیں تو ہمیں اس کا جواب مل جائے گا۔"

"آہ کیسی انوکھی اور پُراسرار قوت ہے۔ اس سے پہلے تو ہمیں ایسی قوت حاصل نہ ہوئی تھی۔"

"اب یہ سنسار ہمارے سامنے ہے۔ آؤ ذرا دیکھیں تو سہی امبینا کہ اس کے آگے کیا ہے؟"

"کیا مطلب؟"

"چلو گی نہیں یہاں سے۔"

"ابھی؟"

"ہاں' مجھ سے صبر نہیں ہو رہا۔" میں نے کہا تو امبینا نے میری بات کی تائید کر دی اور ہم دونوں تیز رفتاری سے چکنے راستوں کو عبور کرتے ہوئے جنگل کی جانب بڑھنے لگے۔ سفر میں جب ہم جنگل میں بہت دور نکل آئے۔ اتنی دور جہاں ہماری قوتیں ہمارا ساتھ دے رہی تھیں اور جہاں اس سے پہلے ہم نہیں آئے تھے۔ تو ہم نے پُراسرار دلدلوں سے دھواں اٹھتے ہوئے دیکھا لیکن ساتھ ہی ان کو عبور کرنے کے بعد ایسے خوبصورت علاقے بھی جہاں پانی کے آبشار گر رہے تھے اور زمین پر پھیلی ہوئی نرم

گھاس اس طرح ہموار تھی کہ یقین نہ آئے اور اس نرم گھاس میں ہم بڑی خوشی سے کلیلیں کرتے ہوئے بہت دور جا نکلے یہاں تک کہ سورج کی روشنی نمودار ہوئی لیکن سورج بھی ریت کے گرم ٹیلوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اس گھاس کو نہیں جو سورج کی روشنی میں بھی اسی طرح سرسبز و شاداب رہی تھی اور جو گھنے درخت یہاں موجود تھے وہ اس قدر ٹھنڈے تھے کہ الفاظ میں بیان نہ کئے جا سکیں اور یوں تھا کہ آبشار کی اوپر سے گرتی ہوئی پھواریں ان درختوں کو بھگو رہی تھیں۔ ہم درختوں کی شاخوں میں لٹک گئے اور یہ ہمارا محبوب مشغلہ تھا۔ یہیں بیٹھ کر اب ہمیں آگے کے لئے مستقبل کے فیصلے کرنے تھے۔ امبینا مسرور لہجے میں بولی۔

"کتنا اچھا لگتا ہے سنسار کے بارے میں معلومات حاصل کرنا۔ تم دیکھو یہ جگہ کتنی خوبصورت ہے۔ اور نہ جانے کون کون سی ایسی جگہیں ہوں گی جنہیں خوبصورت کہا جا سکے۔ بہرحال یہیں پر رہ کر ہم دیکھیں گے کہ ہماری زندگی کیسی گزرتی ہے۔"

"نہیں امبینا ہم یہاں سے آگے بڑھیں گے۔"

"اچھا اب یہ تو بتاؤ کہ ہم کون سی جُون حاصل کریں۔"

"میں تو فیصلہ کر چکا ہوں۔"

"کیا؟"

"یہی کہ ہاتھی بنوں گا۔"

"جبکہ میں نے تم سے کہا ہے کہ مجھے وہ بھدا اور بے ڈول جانور بالکل پسند نہیں ہے۔"

"لیکن مجھے پسند ہے کیونکہ وہ بہت زیادہ طاقتور ہوتا ہے۔ میں نے اسے دیکھا ہے امبینا تم ذرا غور کرو میرے لمبے لمبے سینگ ہوں گے وہ جو منہ سے باہر نکلے ہوئے ہوتے ہیں اور جو بہت خوبصورت ہوتے ہیں۔ اور پھر اتنا طاقتور اور توانا بدن' ٹھہرو میں تمہیں دکھاؤں گا کہ میں کیا کیا کر سکتا ہوں؟"

امبینا ہنسنے لگی پھر بولی۔ "بھدے اور بے تکے لگو گے۔"

"مگر میری طاقت کے سامنے اور کوئی چیز نہیں ٹھہر سکتی۔ مگر شیروں کے جوڑے نے تو ہاتھی کو ختم کر دیا تھا۔"

"وہ ہاتھی کی بے وقوفی تھی میں اتنا بے وقوف نہیں ہوں۔ تم ایسا کرو ابھی میری تقلید مت کرو۔ میں جو کچھ بن جاؤں تم بس ذرا میرے کارنامے دیکھنا۔ کیا سمجھی؟"

"ٹھیک ہے۔" امبینا نے کہا۔ پھر بولی۔

"مگر اس کا طریقہ کار کیا ہو گا؟"

"ارے ہاں' اس کا طریقہ کار کیا ہو گا؟" میں نے حیرت سے سوچا۔ ہشالا سے ہم نے اس بارے میں نہیں پوچھا تھا لیکن پھر ایک ترکیب میرے ذہن میں آئی۔ میں نے درخت سے اترنے کے بعد اپنا منکا اگلا اور اس پر نگاہیں جما کر یہ سوچنے لگا کہ جُون بدلنے کے لئے مجھے کیا کرنا ہو گا؟ اور مجھے فوراً جواب مل گیا۔ مجھے صرف یہ سوچنا ہو گا کہ مجھے کیا بننا ہے اور جو میں سوچوں گا وہ ممکن ہو جائے گا۔ بس اتنا سا عمل ہو گا۔ میں نے امبینا کو اس بارے میں بتایا اور وہ حیرت اور مسرت کے ساتھ مجھے دیکھنے لگی اور پھر بولی۔

"تو پھر تم اپنا یہ کام کر کے دکھاؤ۔"

"ہاں اور تم؟"

"نہیں ابھی نہیں۔ میں صرف تمہارا تجزیہ کروں گی۔"

"بس تو ٹھیک ہے تم دیکھنا میں اپنی قوت سے کیا کیا کارنامے سرانجام دیتا ہوں۔" میں نے کہا اور اس کے بعد ہم دونوں تیار ہو گئے۔ امبینا مجھ سے کچھ فاصلے پر کنڈلی مار کر بیٹھ گئی۔ اس کا چوڑا پھن پھیلا ہوا تھا اور وہ پُرشوق نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی تب میں نے اپنے ذہن میں ایک بدمست اور طاقتور ہاتھی کے بارے میں سوچا جس کا قد درخت کے برابر اونچا ہو اور اس کے سفید دانت کئی کئی فٹ منہ سے باہر نکلے ہوئے۔ اور اچانک ہی میرے بدن میں ایسی کھولن ہونے لگی جیسے دلدلوں میں گرمی ابلتی ہے اور بلبلے پیدا ہوتے ہیں۔ میرے پورے جسم کی یہی کیفیت ہو گئی تھی لیکن اس میں کوئی تکلیف نہیں تھی۔ ہاں جسم پھیلتا جا رہا تھا اور مجھے یوں لگ رہا تھا کہ جیسے میرا قد اونچا ہوتا جا رہا ہو۔ لمبا چکنا اور سڈول بدن پھیلتا جا رہا ہو اور پھر کچھ ہی دیر کے بعد میں نے اپنے آپ کو محسوس کیا تو حیرت سے میرے منہ سے چیخ نکل گئی لیکن یہ چیخ ایسی تھی کہ جنگل کے لاتعداد پرندے درختوں سے اُڑ گئے۔ امبینا سہم کر پیچھے ہٹ گئی۔ میں نے مسکراتی نگاہوں سے امبینا کو دیکھا۔ وہ بہت نیچی اور بہت ہی مختصر نظر آ رہی تھی میری جسامت کے سامنے۔ میں خوشی سے بدمست ہو گیا۔ میں اب ایک خونخوار اور طاقتور ہاتھی کی شکل حاصل کر چکا تھا اور مجھے اپنی یہ کیفیت دیکھ کر دلی خوشی کا احساس ہو رہا تھا۔ میں نے چنگھاڑ کر امبینا سے کہا۔

"تم نے دیکھا میں کیا بن گیا ہوں؟" لیکن امبینا شاید میری آواز بھی نہ سمجھ سکی تھی۔ وہ کئی قدم اور پیچھے ہٹ گئی تو میں نے امبینا سے کہا۔

"امبینا' تم یوں کرو آؤ اور میری پشت پر سوار ہو جاؤ میری سونڈھ پر ہوتی ہوئی میری گردن پر آؤ مجھے تمہارا بوجھ قطعی محسوس نہیں ہوگا۔" لیکن بد قسمتی یہ تھی کہ امبینا میری آواز سمجھ ہی نہیں پا رہی تھی۔ میں اب ہاتھی کی زبان میں بول رہا تھا اور شاید اسے یہ زبان نہیں آتی تھی۔ میں نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"امبینا' پاگل ہوگئی ہو کیا؟ ایسا کرو تم بھی ہاتھی کا روپ اختیار کر جاؤ ورنہ مجھے واپس اپنی سانپ کی جُون میں آنا ہوگا۔" میں نے کہا اور اپنی سونڈ امبینا کی طرف بڑھا دی۔ امبینا نے پھنکار ماری اور برق رفتاری سے درخت کی جڑ میں غائب ہوگئی۔ میں پریشان نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔

"عجیب بے وقوف ناگن ہے۔ معلوم ہے اسے کہ یہ میں ہوں۔ مجھ سے ڈر رہی ہے۔ اب ہاتھی کی جُون اختیار کی ہے میں نے۔ فوراً ہی واپس اپنی جُون میں آنا بھی مناسب نہیں ہے۔" میں نے پھر ایک چنگھاڑ ماری اور وہاں سے آگے بڑھ گیا۔ تب میں نے دیکھا کہ امبینا میرے پیچھے پیچھے بل کھاتی ہوئی آرہی ہے۔ میرے اندر سکون کی لہریں بیدار ہوگئیں۔ یہ بہتر ہے اسے ایسا ہی کرنا چاہئے تھا۔ میں وہاں سے آگے بڑھتا رہا۔ ایک درخت کے قریب پہنچا اس کی بلندی پر اپنی سونڈ اٹھائی۔ درخت میں بہترین پھل لٹکے ہوئے تھے۔ میں نے ان پھلوں کو توڑا اور امبینا کے سامنے ڈال دیا۔ پاگل اگر میری بات سمجھے تو میں اسے بتاؤں کہ دیکھو اس حیثیت سے ہمیں کیا کیا آسانیاں حاصل ہوں گی۔ پھر میں نے بہت سے پودے اکھاڑے درختوں کو گرایا اور بڑی بڑی جھاڑیوں کو روند دیا۔ میری چنگھاڑ سے چاروں طرف دہشت پھیل رہی تھی۔ حالانکہ رات کا وقت تھا اپنی اپنی کمیں گاہوں میں سوئے ہوئے درندے پرندے اور سارے جانور دہشت زدہ ہو کر بھاگ رہے تھے اور میری خوشی اور مسرت کی انتہا نہیں تھی۔ یہ ہے طاقت اور اسے کہتے ہیں طاقت کا روپ۔ امبینا دیکھتی آرہی تھی اور میں پُر مسرت انداز میں آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ پھر بہت دور تک میں اسی طرح تباہی و بربادی پھیلاتا ہوا آگے بڑھتا رہا اور اس کے بعد ایک جگہ بیٹھ گیا۔ امبینا پھر مجھ سے تھوڑے فاصلے پر آکر پھن کاڑھ کر کھڑی ہوگئی تھی۔ میں نے اس سے کچھ کہنے کی کوشش کی لیکن وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔ تو میں نے واپس اپنی جُون اختیار کی اور کچھ

دیر کے بعد دوبارہ سانپ کے روپ میں آگیا۔ وہ پریشان نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ اس نے کہا۔

"کیا تباہی اور بربادی کی اس علامت کو تم بہتر سمجھتے ہو پراتا؟"

"امبینا تو پاگل ہے' تو بالکل پاگل ہے' تو سوچ بھی نہیں سکتی کہ اس بدن کو پانے کے بعد میری مسرتوں کی انتہا نہیں تھی۔ اری دیوانی سنسار میں اگر کسی کے پاس طاقت ہو تو سمجھ لے کہ سارا سنسار اس کے چرنوں میں ہوتا ہے۔ ہم سانپ کی حیثیت سے بھلا کیا قوت رکھتے ہیں۔ اگر کہیں دور دراز کی بستیوں میں نکل جائیں تو جنگل کے جانور ہی ہمیں ہلاک کردیں۔ تجھے یاد ہے ایک بار ایک نیولا ہمارے سامنے آگیا تھا تو کس طرح بھاگ کر ہمیں جان بچانی پڑی تھی۔ آج نیولا کیا اگر شیر بھی ہمارے سامنے آجائے تو میں اسے اپنی سونڈ میں لپیٹ کر اس وقت تک کسی مضبوط درخت کے تنے سے مارتا رہوں جب تک کہ اس کے بدن کی ایک ایک ہڈی چور چور نہ ہو جائے۔ یہ وہ پاگل ہاتھی نہیں تھا جس نے دو شیروں کے ہاتھوں اپنی زندگی گنوادی۔"

"مگر پھر بھی تمہارا بھدا جسم مجھے اچھا نہیں لگا۔"

"ایک بار امبینا' ایک بار تو جُون بدل کر تو دیکھ۔ جب تیرے بدن میں قوت سمائے گی تو تو خوشیوں میں جھولتی رہے گی۔ درخت ہمارے سامنے نیچے ہیں۔ بلندیوں سے لٹکے ہوئے پھل ہمارے اپنے ہیں۔ کھائیں گے اور مست رہیں گے۔ سارا جنگل ہمارا۔ کوئی ہمیں پوچھنے والا نہیں ہوگا۔ یا پھر اگر تو اب بھی خوشیوں میں مشکوک ہے تو مجھ سے ڈرنے کی بجائے میری پشت پر آجایا کر۔ میرے ساتھ چل اور دیکھ میری قوت کیا کیا گل کھلاتی ہے۔"

"یہ ٹھیک ہے' ابھی میں کئی سورج اور کئی چاند تیرا تجزیہ کروں گی اور پھر یہ فیصلہ کروں گی کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔"

"تو عقل سے خالی ہے امبینا لیکن ٹھیک ہے تیرے لئے میں اس بات سے انحراف نہیں کروں گا۔" اور پھر یوں ہوا کہ میں نے اسے سمجھایا بجھایا دوبارہ ہاتھی کا جسم اختیار کیا اور جب سورج نکل آیا تو میں آگے بڑھ گیا۔ بے وقوف امبینا نے پہلے ہی انکار کر دیا تھا کہ وہ میری پشت پر سواری نہیں کرے گی۔ البتہ میرا پیچھا کرے گی سو میں آگے بڑھنے لگا اور بہت سے مناظر ہماری آنکھوں کے سامنے آتے رہے۔ درحقیقت ایسی جگہیں جہاں سے کسی کا گزر ممکن نہ ہو میرے لئے سیدھے کچے راستے کی مانند تھیں۔

راستے میں آنے والی ہر رکاوٹ کو بدن کی قوت سے ہٹا دیتا تھا میں اور ایک بدمست ہاتھی کی حیثیت سے چنگھاڑتا ہوا چلا جا رہا تھا کہ ایک دلچسپ واقعے کا سامنا کرنا پڑا اور اس واقعہ کا بیان کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہو گا۔

ابھی سورج چھپا نہیں تھا۔ شام جھکتی آ رہی تھی۔ البتہ فضاؤں میں بادلوں کے ٹکڑے جمع ہو گئے تھے جن کی وجہ سے موسم خاصا مدہم ہو گیا تھا اور جب میں مستی سے چنگھاڑا تو مجھے میری چنگھاڑ کا جواب چنگھاڑ ہی سے ملا اور میں چونک کر ادھر دیکھنے لگا۔ بہت دور کافی فاصلے پر میری آنکھوں نے ایک خوبصورت ہتھنی کو دیکھا جس نے مجھے دیکھ لیا تھا اور سونڈ اٹھائے میری جانب آ رہی تھی۔ ایک لمحے کے لئے میری سٹی گم ہو گئی۔ کوئی اور جانور ہوتا تو مجھے ذرا بھی فکر نہ ہوتی۔ یہ محترمہ کس سلسلے میں تشریف لا رہی ہیں؟ دوڑنے کے انداز میں بڑا بانکپن تھا۔ میں کچھ فاصلے پر کھڑا ہو گیا اور ہتھنی صاحبہ میرے پاس تشریف لے آئیں۔ انہوں نے مجھ سے کچھ فاصلے پر کھڑے ہو کر مجھے دیکھا۔ سونڈ اٹھائی اور میری سونڈ کو اپنی سونڈ میں لپیٹنے کی کوشش کرنے لگیں۔ میں کئی قدم پیچھے ہٹ گیا تھا تو وہ چنگھاڑ کر بولی۔

"کیسے ہو تم؟ شکل سے ہی بے وقوف نظر آتے ہو۔ مجھے دیکھو کتنی سڈول کتنی حسین ہوں میں۔"

"بھاگ جاؤ یہاں سے۔ کیوں اپنی زندگی کی دشمن بن رہی ہو۔"

"ارے ارے، تمہارا دماغ خراب ہے کیا؟ نوجوان ہاتھی ہو۔ کیا میں خوبصورت نہیں ہوں۔"

"میں تم سے پھر کہہ رہا ہوں کہ اگر شامت آ رہی ہے تمہاری تو الگ بات ہے۔ ورنہ بھاگ جاؤ یہاں سے تو بہت اچھا ہو گا۔"

"نہیں میں نہیں جاؤں گی تمہیں مجھے اپنے ساتھ رکھنا ہو گا۔"

"دیکھو میرا مشورہ بہت اچھا ہے تمہارے لئے۔ تم اس وقت جس خطرے سے دوچار ہو میں تمہیں اس کے بارے میں بتا بھی نہیں سکتا البتہ اتنا ضرور کہہ سکتا ہوں کہ یہاں سے چلے جانا تمہارے حق میں مفید رہے گا۔ جو ہستی تمہیں نقصان پہنچائے گی تم اس کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتیں۔" جواب میں ہتھنی میرے قریب پہنچ گئی اور ایک بار پھر اس نے اپنی سونڈ میری سونڈ میں لپیٹنے کی کوشش کی لیکن میں جانتا تھا کہ امبینا اور کچھ سمجھے نہ سمجھے، اتنا ضرور سمجھ سکتی ہے کہ وہ ہاتھی کی مادہ ہے اور کسی مادہ

کو برداشت کرنا امبینا کے لئے مشکل ہو جائے گا۔ ہتھنی تو نہ دیکھ سکی لیکن میں نے دیکھ لیا تھا کہ امبینا آہستہ آہستہ بل کھاتی ہتھنی کی جانب بڑھ رہی ہے اور اس کے اندر بڑا غصہ ہے۔

"ماری گئی بے چاری ہتھنی۔ بہرحال میں نے سمجھایا تھا کہ باز آ جا ان فیل مستیوں سے لیکن نہیں مانی بھلا میں کیا کر سکتا ہوں اس کے لئے۔" امبینا نے اس کے داہنے پاؤں میں کاٹا تھا اور ہتھنی زور سے چنگھاڑی تھی اس نے پلٹ کر امبینا کی طرف دیکھا لیکن امبینا برق رفتاری سے بل کھاتی ہوئی دور نکل گئی تھی۔ ایک ہاتھی کے لئے سانپ پکڑنا کتنا مشکل کام ہوتا ہے اس کا منظر میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ ہتھنی نے امبینا کا تعاقب کیا تھا لیکن امبینا کسی ایسی جگہ روپوش ہو گئی جہاں سے ہتھنی اسے نہیں دیکھ سکتی تھی۔ وہ گھاس میں سونڈ ڈال ڈال کر امبینا کو تلاش کرنے لگی لیکن امبینا کم از کم اس معاملے میں جس قدر چالاک تھی میں جانتا تھا۔ میں تمسخر بھری نگاہوں سے ہتھنی کو دیکھ رہا تھا۔ بہرحال میں جانتا تھا کہ امبینا کس قدر زہریلی ہے۔ بالآخر اس ہتھنی کی زندگی کا اختتام ہو جائے گا۔ وہ ابھی بھی جگہ جگہ امبینا کو تلاش کر رہی تھی اور میں اس کی چال میں لڑکھڑاہٹ محسوس کر رہا تھا۔ پھر وہ کچھ قدم آگے بڑھی اور چکرانے لگی۔ اب وہ شاید مجھ تک پہنچنے کی کوشش میں بھی ناکام رہے۔ میں نے دل ہی دل میں سوچا۔ میرا اندازہ غلط نہیں تھا۔ اچانک اس کے دونوں گھٹنے زمین پہ آ ٹکے پھر اس نے اپنا سر بھی زمین پر ٹکا دیا اور اس کے بعد وہیں لیٹ گئی۔ میں سمجھ گیا تھا کہ امبینا کا زہر کام کر چکا ہے۔ وہ آہستہ آہستہ مر رہی تھی اور کچھ دیر کے بعد وہ ساکت ہو گئی۔ اس کا بدن پانی بن کر بہنے لگا تھا۔ میں نے ایک گہری سانس لی اتنا تو میں جانتا تھا کہ امبینا مجھ سے بے پناہ محبت کرتی ہے اور بھلا وہ کیسے یہ برداشت کر سکتی ہے کہ کوئی میری جانب نگاہِ التفات سے دیکھے لیکن آخر تھی نا مادہ۔ عقل سے خالی۔ پھنکارتی ہوئی میرے سامنے آئی تھی اور میں غصیلی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا تھا۔

"ناراض کیوں ہوتے ہو؟ تم نے اس کی حرکت نہیں دیکھی؟ وہ تمہاری جانب محبت سے بڑھ رہی تھی۔ کیا میں یہ بات برداشت کر سکتی ہوں؟"

"بے وقوف ہے تو، بالکل جاہل اور ناکارہ۔ تجھے اتنی عقل نہیں کہ میں وہ نہیں تھا جسے سمجھ کر وہ آگے بڑھ رہی تھی۔ کیا اس کی موت اتنی ہی ضروری تھی؟"

"تو تم اس کے لئے اس قدر افسردہ کیوں ہو؟"

"اس لئے کہ تو نے آخر کار ایک زندگی کا خاتمہ کر دیا۔"

"میں ہر اس زندگی کا خاتمہ کر دوں گی جس نے تمہاری طرف ایسی نگاہوں سے دیکھا یہ نگاہیں صرف میرے لئے مخصوص ہیں۔" میں بے بسی سے ہنسنے لگا پھر میں نے کہا۔

"خیر' اب تو جو بکواس چاہے کر لے۔ مجھے تیری یہ بات بالکل پسند نہیں آئی ہے۔"

"نہ سہی' لیکن تم نے دیکھ لیا کیا ہی ناپائیدار چیز ہے۔ کتنی آسانی سے میں نے اسے زندگی سے محروم کر دیا۔ اس کا مطلب ہے' کہ ایک ناگن کے سامنے ہاتھی کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔"

"کیا؟" میں نے غصیلے انداز سے کہا۔ "تو مجھے ہاتھی سمجھ رہی ہے کیا؟ چل آ تو سہی ذرا مجھے کاٹ کر دکھا۔" امبینا پیار بھرے انداز میں بولی۔

"تجھے تو میں اس وقت بھی نہ کاٹوں جب مجھ پر زندگی تنگ ہو گئی ہو۔ مگر مجھے یہ سب کچھ پسند نہیں آیا۔"

"تو ٹھیک ہے تو اپنی پسند کی جُون بدل لے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔" میں نے غصیلے انداز میں جواب دیا اور امبینا خاموش ہو گئی۔

☆======☆======☆

وقت تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ ہم دونوں جنگلوں کے سلسلے کو عبور کرتے ہوئے چلے جا رہے تھے۔ امبینا نے ابھی تک اپنے آپ کو کسی اور روپ میں تبدیل نہیں کیا تھا۔ وہ ناگن ہی بنی ہوئی تھی اور برق رفتاری سے دوڑ رہی تھی ہاں اس وقت اسے وقت پیش آتی جب جنگل میں لمبی لمبی جھاڑیاں اور کانٹے نظر آتے۔ میں مست ہاتھی بنا ہوا ان جھاڑیوں کانٹوں اور چھوٹے درختوں کو روندتا آگے بڑھ رہا تھا۔ میں نے کئی بار امبینا سے کہا کہ اگر وہ بھی ہتھنی بن جائے تو یہ جھاڑیاں ہی کیا یہ چھوٹے موٹے درخت بھی بے کار ثابت ہوں اور ان سے کوئی نقصان نہ پہنچے گا اسے لیکن وہ میری بات نہیں مان رہی تھی۔ پھر رات کا وقت تھا کہیں دور سے ہاتھیوں کے چنگھاڑنے کی آوازیں سنائی دینے لگی تھیں غالباً ہاتھیوں کا کوئی غول تھا۔ میں نے سوچا کہ مجھے ان سے بچنا چاہیے۔ کہیں ان کی وجہ سے مجھے کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔ چنانچہ میں نے رخ تبدیل کر دیا اور تیز رفتاری سے ایک جانب بڑھنے لگا پھر اچانک ہی کچھ ہو گیا۔ ہاں

بالکل اچانک ہی میں یوں محسوس کرنے لگا جیسے میرے قدموں تلے سے زمین نکل گئی ہو اور میں آسمان سے زمین میں گرتا جا رہا ہوں۔

☆======☆======☆

پھر میرے اپنے کانوں نے ایک خوفناک دھماکہ سنا۔ یہ میرے بھاری بھرکم بدن کے گڑھے میں گرنے کا دھماکہ تھا۔ چوٹ کا احساس تو خیر زیادہ شدید نہیں تھا لیکن گرنے کے بعد اٹھنے کی کوشش میں کافی جدوجہد کرنی پڑی تھی۔ گڑھا بہت گہرا تھا اور میری پہنچ سے باہر۔ میں نے اس سے نکلنے کے لئے جدوجہد شروع کر دی۔ میرے حلق سے چنگھاڑیں بلند ہو رہی تھیں اور میں بری طرح پریشان تھا۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ یہ سب کیا ہوا۔ یہ گڑھا بے شک زمین میں تھا لیکن اس کا اوپری حصہ پتوں سے ڈھکا ہوا تھا اور یوں لگتا تھا جیسے اسے پتوں میں خاص طور ڈھک کر چھپا دیا گیا لیکن ایسا کس نے کیا اور کیوں کیا؟ بات سمجھ میں نہیں آتی تھی پھر امبینا کو دیکھا جو گڑھے میں اتر رہی تھی۔ میں بے چینی سے اسے دیکھنے لگا تھوڑی ہی دیر کے بعد امبینا گڑھے میں داخل ہو گئی تھی۔ اس نے مجھے بے بسی سے اِدھر اُدھر بھاگتے اور چیختے چلاتے دیکھا تو بہت خوش ہوئی۔ کہنے لگی۔

"ارے واہ' میرے بے وقوف ساتھی' اب بتاؤ اپنے بھاری بھرکم اور طاقتور بدن کو اس گڑھے سے باہر کیسے نکالو گے؟"

"تو میرا مذاق اُڑا رہی ہے۔ اتنی بلندی سے گرنے سے میرے کافی چوٹ لگی ہے۔"

"اس کی وجہ ہے نا۔"

"بھاڑ میں جائے وجہ' میں کہتا ہوں میں یہاں سے باہر کیسے نکلوں؟"

"میں باہر نکل کر دکھاؤں تمہیں۔" اس نے کہا اور میں اسے گھورنے لگا۔ واقعی میرے باہر نکلنے کا کوئی امکان نہیں تھا۔ وہ کہنے لگی۔

"تم اپنے اس طاقتور وجود کو بہت شاندار سمجھتے تھے۔ درختوں کو جڑ سے اکھاڑ دینا' جھاڑیوں کو روند ڈالنا' جنگل کے جانوروں کو اپنی سونڈ میں لپیٹ کر زمین پر دے مارنا یا طاقتور جانوروں کے جسموں کو اپنا پاؤں رکھ کر ختم کر دینا ہی اگر سب کچھ ہوتا تو اس وقت تم اس گڑھے سے بھی باہر نکل سکتے۔"

"امبینا میرا مذاق اڑانے کی بجائے یہاں سے باہر نکلنے کی کوئی ترکیب بتا۔ ویسے تو

سمجھ رہا ہے کہ تُو نے جلد بازی میں کوئی جسم نہیں اختیار کیا۔"

"ذرا بلندی کی طرف دیکھو۔" امبیتا نے کہا اور میں نے نگاہیں اٹھا کر اوپر دیکھا۔ گڑھے کے کنارے ایک درخت لگا ہوا تھا اور اس درخت سے کافی بلندی پر کچھ پرندے پر پھیلائے گردش کر رہے تھے۔

"مجھے کوئی خاص چیز نظر نہیں آتی۔"

"آ تو رہی ہے مگر تم اس پر غور نہیں کر رہے۔"

"کیا مطلب؟"

"ان پرندوں کو نہیں دیکھ رہے؟"

"ہاں دیکھ رہا ہوں۔"

"آزاد فضاؤں کے باشندے' دیکھو کس طرح زمین کی مصیبتوں سے الگ۔ اپنی پرواز میں مصروف ہیں۔ کیا ہم ان خوبصورت پرندوں کا روپ نہیں دھار سکتے؟ یہ سنسار ہمارے سامنے کچھ بھی نہ رہے گا۔ اتنے بلند ہو جائیں گے کہ سب کچھ نیچا نظر آئے گا۔" میں نے امبیتا کی بات کو سنا۔ بات سمجھ میں آ رہی تھی۔ میں نے اس سے کہا۔

"کیا تُو ان پرندوں کا روپ دھارنے کے لئے تیار ہے؟"

"اپنے جادو سے میں ایک ایسے پرندے کا روپ دھار سکتی ہوں جس میں پھولوں کے سارے رنگ ہوں اور جس کے پر خوب مضبوط ہوں اور جو بہت بلندی تک اُڑ سکے اور میں ایسا ہی کر رہی ہوں۔ یقینی طور پر یہ سب سے اچھا کام ہے۔ پرواز کرتے ہوئے ہم دور سے دور تک جا سکتے ہیں اور ہمارے راستے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو گی۔" تو میں نے امبیتا سے کہا۔

"ٹھیک ہے اس طرح مجھے اس گڑھے سے نکلنے میں بھی آسانی ہو گی۔" سو میں نے اپنا عمل آزمایا اور اپنا سانس روک کر اپنے وجود کو سمیٹنے لگا۔ جُون بدلنے کا جادو عمل میں آیا اور امبیتا بھی شاید یہی کر رہی تھی۔ اس کا پتلا لمبا چمکدار سنہری دھاریوں والا بدن سمٹتا جا رہا تھا اور کچھ دیر بعد اس نے جس پرندے کا روپ دھارا ویسا واقعی دنیا میں تو کوئی نہیں ہو گا۔ خوب بڑا' مضبوط اور چوڑے پروں والا' خوبصورت چونچ اور بدن پر ایسی رنگین حسین دھاریاں کہ دیکھنے والے کی نگاہوں کو بھا جائیں اور ایسا ہی کرنا میرے لئے بھی مشکل نہیں تھا۔ سو میں نے امبیتا کا ساتھ دیا اور اس کے بعد ہم

دونوں اس گڑھے سے فضا میں آ گئے لیکن ابھی ہمیں زیادہ وقت نہ گزرا تھا اور ہم اس درخت تک ہی پہنچے تھے جو گڑھے کے کنارے تھا اور اس کی شاخ پر بیٹھ کر آپس میں کچھ باتیں کرنا چاہ رہے تھے کہ ہم نے کچھ عجیب و غریب جانوروں کو دیکھا جو دوڑتے ہوئے اس طرف آ رہے تھے اور یہ جانور تو واقعی بالکل اجنبی تھے ہمارے ان اجسام سے بھی بہت مختلف جو ہم نے اس وقت اپنائے تھے۔ یہ دو پاؤں والے جانور تھے لیکن ان کے ہاتھ بھی تھے اور ان کے جسم کسی خاص چیز سے ڈھکے ہوئے تھے اور ان کا رنگ و روپ بھی عجیب تھا۔ سو امبیتا نے آنکھیں بند کر کے اپنا عمل دہرایا اور اپنے جادو کے زور سے ان کے بارے میں معلومات حاصل کیں پھر میرے کان میں سرگوشی کرتی ہوئی بولی۔

"یہ انسان کہلاتے ہیں اور ان کے بارے میں تو عجیب و غریب انکشافات ہوئے ہیں مجھ پر۔ جانتے ہو کہ یہ کیا چیز ہے؟"

"انسان؟ یہ کون سا جانور ہے؟"

"میرا علم کہتا ہے کہ کائنات کا سب سے خوفناک جانور۔ ایک ایسا جانور جو سب سے زیادہ طاقتور سب سے زیادہ وحشی ہے۔"

"خیر ایسا تو نہیں۔ میں ہاتھی کا روپ دھارے ہوئے تھا تو ان میں سے ہر ایک کو میں' توڑ مروڑ کر ختم کر سکتا تھا لیکن اب کی بات مختلف ہے۔"

"میرا علم یہی کہتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے میرا علم کہ تم نے صحیح وقت پر اپنی جگہ چھوڑ دی۔ اگر تم ہاتھی کے جسم میں اس گڑھے میں پڑے ہوتے تو یہی تو ہیں جنہوں نے تمہارے لئے یہ گڑھا کھودا تھا۔ یہ تمہیں یہاں سے پکڑ کر لے جاتے یا ہلاک کر دیتے۔ چلو بہتر یہ ہے کہ ہم لوگ یہاں سے پرواز کریں اور کہیں دور نکل جائیں۔" وہ لوگ امبیتا کے کہنے کے مطابق سچ مچ گڑھے میں ہاتھی کو تلاش کر رہے تھے۔ ہم لوگوں نے وہاں سے پرواز کی اور پھر بلندی پر زیادہ سے زیادہ دور تک چلے گئے اور اس کے بعد ایک سمت اختیار کی اور واقعی اس کا تو مزا ہی کچھ اور تھا۔ پرندے فضا میں بے شک تھے لیکن سب ہم سے نیچے اور ہم بلندیوں کے ساتھ ساتھ ایک اجنبی اور نئی دنیا کی طرف تیز رفتاری سے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔

بہت لمبا سفر کر لیا تھا ہم نے لیکن نیچے اترنے کو دل ہی نہیں چاہتا تھا پھر درختوں اور جنگلوں کا یہ سلسلہ ختم ہو گیا اور ہم بہت دور پہنچ گئے لیکن اس کے بعد ہم نے جو

دیکھا وہ بڑا اجنبی تھا۔ بس عجیب و غریب جگہیں بنی ہوئی تھیں۔ ہمارے علم نے ہمیں بتایا کہ یہ انسانوں کی رہائش گاہیں ہیں وہ انہیں مکانات کہتے ہیں۔ ہم نے انہیں بڑی حیرت اور دلچسپی سے دیکھا اور ہمارے دل میں یہ تجسس بیدار ہو گیا کہ ذرا سا نیچے اتر کر ان جانوروں کو قریب سے دیکھیں جو انسان کہلاتے ہیں۔ امبینا بھی اسی بات کی خواہشمند تھی لیکن جب ہم نے انہیں دیکھا تو ہمیں احساس ہوا کہ یہ تو واقعی بڑی انوکھی دنیا کے انوکھے لوگ ہیں اور سچ مچ عام جانوروں کی مانند نہیں ہیں بلکہ ان کا تو انداز' ان کا رنگ ڈھنگ ہی نرالا ہے۔ امبینا کہنے لگی۔

"کیا یہ ایک دلچسپ مشغلہ نہیں ہے پراتا' کہ ہم ان کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟"

"مگر کیسے؟"

"بہتر ہو گا کہ کسی گوشے میں بیٹھ کر اپنے علم کو آواز دیں ہمیں کیا نہیں معلوم ہو جائے گا؟"۔

"ٹھیک ہے۔"

اور ہم اس کے بعد ایسی مناسب جگہ تلاش کرنے لگے جہاں ہم اتر سکیں۔ جگہیں تو یہاں بھی بے شمار تھیں بلاشبہ صرف گھنے جنگل نہیں تھے ورنہ کئی جگہ تو ایسے حسین درخت لگے ہوئے تھے کہ جنگلوں میں بھی نظر نہ آئیں۔ سبز گھاس کے میدان کے میدان کہ بس یوں محسوس ہو کہ ان پر اترو اور ان کے درمیان کلیلیں کرتے پھرو۔ سو امبینا کو بھی ایک گھنا اور چوڑا درخت پسند آیا اور ہم نے وہیں پر اترنے کے بعد انسانوں کے بارے میں جاننا شروع کر دیا۔

ان میں نر اور مادہ دونوں تھے۔ بچے بھی تھے' ان کا طرزِ زندگی جانوروں کی نسبت بہت شاندار تھا ان کے سوچنے کا عمل اور سوچنے کا انداز اور اس کے بعد جدت طرازیاں۔ ہم تو حیرت سے آنکھیں کھول کر رہ گئے تھے بھلا جنگل کے جانوروں یا کسی بھی طرح کے جانوروں میں یہ عقل کہاں سے پائی جاتی۔ یہ مخلوق تو بالکل ہی مختلف تھی اور بلاشبہ یہ اسی قابل تھی کہ اس انداز میں رہے۔ امبینا نے مجھ سے کہا۔

"پراتا' کیا ان کے درمیان رہ کر ہم زندگی کے ایک نئے رنگ سے روشناس نہیں ہو سکتے؟ ہزاروں سال کے بعد ہمیں یہ قوت حاصل ہوئی ہے کہ ہم اپنی جون بدل سکیں تو اگر ہم انسانوں ہی جیسے بن کر ان کے درمیان آئیں تو تمہیں کیسا لگے گا؟"

"مگر ایسا کیوں نہ کریں کہ پہلے انہیں اور اچھے طریقے سے سمجھنے کی کوشش کریں پھر ان کے درمیان شامل ہوں؟"

"کوئی حرج نہیں ہے۔ ہم بھی ان جیسے بن کر انہی کی طرح سوچ سمجھ سکتے ہیں۔ وہ دیکھو کیا خوبصورت شے ہے۔ کیا ہے یہ؟" امبینا نے ایک طرف اشارہ کیا اور میں نے زمین پر بکھری ہوئی اس خوبصورت چیز کو دیکھا۔ پتہ نہیں کیا تھا۔ میں نے اسے قریب سے دیکھنے کے لئے درخت پر سے پرواز کی اور اس پر جا بیٹھا لیکن میرا جا بیٹھنا ہی غضب ہو گیا۔ اچانک ہی وہ چیز اپنی جگہ سے اچھلی اور میرے چاروں طرف بکھر گئی۔ میرے پر اور پورا جسم اس میں قید ہو کر رہ گیا۔ امبینا زور سے چیخی تھی لیکن اچانک ہی میں نے ایک خوفناک آواز سنی۔ غالباً یہ دھماکہ اس انسان نے کیا تھا جس کے ہاتھ میں ایک لمبی سی چیز تھی اور جس نے شعلہ اگلا تھا۔ امبینا کی چیخ میں نے سنی تھی اور اس کے خون کے قطروں کو خود پر گرتے ہوئے دیکھا تھا۔ امبینا کا پرندے والا بازو زخمی ہو گیا تھا لیکن وہ جیسے تیسے فرار ہونے کی کوشش کر رہی تھی۔ تب اس شخص نے دوسرا دھماکہ کیا لیکن امبینا اب اس کی زد سے نکل گئی تھی۔ میں حیرت سے ششدر آنکھیں پھاڑے اس طرف دیکھ رہا تھا۔ میں خود تو کسی ایسی چیز میں گرفتار ہو گیا تھا جس سے نکلنا اب میرے لئے ممکن نہیں تھا۔ وہ لوگ میری جانب دوڑے جن میں سے ایک نے امبینا کو زخمی کر دیا تھا۔ آہ میری امبینا زخمی ہو کر نہ جانے کہاں چلی گئی تھی۔ غرض یہ کہ وہ میرے پاس پہنچ گئے اور پھر انہوں نے مجھے پکڑ لیا۔ ان کی آواز میری سمجھ میں آ رہی تھی۔ ان میں سے ایک کہہ رہا تھا۔

"کیا نایاب پرندہ ہے۔ آہ' وہ غالباً اس کا جوڑا تھا۔ کاش وہ بھی ہمارے ہاتھ آ جاتا۔"

"وہ بھی شدید زخمی ہو گیا۔ تم یوں کرو کہ افضل اور مراد کو اس کے پیچھے بھیج دو۔ خون کے قطرے اس کے پر سے ٹپک رہے ہیں۔ اگر کہیں گر پڑے تو اسے اٹھا کر لے آؤ۔"

"میں افضل اور مراد سے کہتا ہوں۔" دوسرے انسان نے کہا اور ایک جانب دوڑتا چلا گیا۔ میں خوفزدہ اور پریشان یہ سوچ رہا تھا کہ دیکھو اب یہ شخص میرے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے۔ ایک لمحے کے اندر تو جون بدل کر یہاں سے نکلنے کی کوشش بھی نہیں کر سکتا تھا۔ پرندہ بن کر جو تکلیف مجھے اٹھانی پڑی تھی بس میرا دل ہی جانتا تھا۔

مجھے اپنے آپ سے زیادہ امبینا کی فکر تھی۔ آہ جانے اس پر کیا بیت رہی ہو۔ وہ کیسی ہو اور کیا کر رہی ہو۔ ایک لمحے کے لئے میرے دل میں غم کے آثار ابھر آئے لیکن دوسرے لمحے کچھ افراد وہاں آگئے اور مجھے دیکھنے لگے۔ انہوں نے مجھے اس شے سمیت اٹھایا جسے بعد میں انہوں نے جال کہہ کر مخاطب کیا اور اس کے بعد وہ مجھ پر طرح طرح کی تبصرہ آرائیاں کرنے لگے۔

ایک عجیب سی جگہ جاکر انہوں نے یہ جال کھولا یہاں اس جیسے ہی فولادی پنجرے بنے ہوئے تھے۔ ایک پنجرے کا دروازہ کھول کر انہوں نے مجھے اس کے اندر ڈال دیا۔ قرب وجوار میں اور بہت سے پنجرے بنے ہوئے تھے جن میں بچ مچ کے پرندے بند تھے لیکن میں تنہا ہی اس پنجرے میں تھا اور وہ سب خوشی سے دیوانے ہو رہے تھے۔ ایک دوسرے کو مخاطب کر کے مبارکباد دے رہے تھے کہ انہوں نے ایک ایسا پرندہ پکڑا ہے جو اجنبی اجنبی ہے اور اس کے بارے میں نہیں جانا جاسکتا کہ کون سا پرندہ ہے اور اسے کیا نام دیں؟ میں پریشانی کے عالم میں اس جال میں پھنسا ہوا یہ سوچ رہا تھا کہ مارا گیا۔ جال کے خانے تو اتنے چھوٹے ہیں کہ اگر میں سانپ بن کر اس میں سے نکلنے کی کوشش کروں تب بھی میں کامیاب نہیں ہو پاؤں گا۔ اس کا مطلب ہے کہ میں قید ہو گیا۔ امبینا نے بڑی چالاکی کا ثبوت دیا تھا اور کہتی تھی کہ پرندہ بن کر دنیا دیکھی جاسکتی ہے اور یہ سب سے آسان ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ کائنات کی وسعتوں میں یہ فیصلہ کرلینا کہ کون کیا ہے اور کس انداز میں بہتر رہ سکتا ہے' ناممکن ہے۔

یہ انسان.......... انسان تو بڑا ہی خوفناک جانور ہے۔ نہ جانے اب یہ میرے ساتھ کیا سلوک کرے۔ پھر وقت گزرتا رہا۔ یہاں تک کہ رات ہو گئی۔ میری نمائش ہوتی رہی تھی نہ جانے کتنے افراد مجھے دیکھنے کے لئے آچکے تھے اور ابھی تک آرہے تھے۔ میں نے ان دونوں کو بھی دیکھا تھا جنہیں نہ جانے کیا کہہ کر مخاطب کیا گیا تھا اور میری سمجھ میں بالکل ہی نہیں آیا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ امبینا کو پانے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ بے چاری امبینا.......... رات بھر میں اس کے لئے خون کے آنسو روتا رہا۔ دوسری صبح انہوں نے ایک جانور کے لئے خوراک کا انتظام کرنا شروع کر دیا اور میرے لئے یہی خوراک مناسب تھی زندہ رہنے کے لئے خوراک کھانا ضروری تھا۔ پھر دن گزرتا رہا اور میری نمائش ہوتی رہی۔ بہت سے بچے عورتیں اور نہ جانے کیسے کیسے انسان میرے پاس آتے رہے۔ مجھ پر تبصرہ کرتے رہے ان کی باتیں میری سمجھ

میں آرہی تھیں اور میں خاص طور پر انہیں اپنے ذہن میں اتارنے کی کوشش کرتا رہا تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ جس طرح بھی بن پڑے میں امبینا کو تلاش کروں اور یہ عمل کروں کہ امبینا مجھے مل جائے لیکن ایک بات اور بھی تھی کہ اگر میں ان سے اس بات کی فرمائش کرتا تو وہ یقینی طور پر امبینا کو پکڑ کر بھی اسی پنجرے میں ڈال دیتے۔ آہ یہ مناسب نہیں تھا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر امبینا گئی کہاں؟ پھر اس رات میں نے اپنے علم کے جادو کو جگایا اور امبینا کو اس جادو کی روشنی میں تلاش کیا لیکن اس میں مجھے کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ میرے علم نے مجھے بتایا کہ امبینا زندہ ہے اور اتنی دور نکل گئی ہے مجھ سے کہ میں اپنے علم کے زور پر اسے نہیں پاسکتا۔ اس کے لئے کوششیں جاری رکھنا ہوں گی اور سمجھداری سے کام لینا ہوگا مجھے۔ پھر بھی اپنے جادو کی روشنی میں ان انسانوں کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنے لگا اور میرا تاریک دماغ روشن ہوتا چلا گیا۔ بے شک یہ بڑے انوکھے تھے۔ بہت ہی زیادہ تعجب خیز مخلوق۔ عجیب وغریب کیفیات اور روایات کی حامل۔ ان کے درمیان زندگی بسر کی جاسکتی ہے۔ موقع تلاش کیا جاسکتا ہے۔ سب کچھ تھا سوائے امبینا کے۔

اور یوں وقت گزرتا رہا۔ دن اور رات' رات اور دن۔ امبینا کے لئے میرا دل خون کے آنسو روتا تھا حالانکہ یہ زندگی جو ان انسانوں نے مجھے دی تھی' مجھے بری نہیں لگتی تھی۔ میں ایک انوکھی دنیا سے روشناس ہو رہا تھا۔ لاتعداد دن' لاتعداد ہنگامے.......... اور اس طرح بہت سے دن گزر گئے۔ اب میں انسانوں کو اچھی طرح سمجھنے لگا تھا۔ ان میں بھی وہی سب کچھ تھا جو ہم جانوروں میں ہوتا ہے یعنی ایک دوسرے کی چاہت ایک دوسرے سے نفرت۔ محبت کے مختلف انداز۔ بچوں کی منفرد سوچ۔ بہت سی پیاری پیاری باتیں۔ اب تو مجھے یہ سب اچھے لگنے لگے تھے۔ ان کے اپنے کچھ مسائل بھی تھے۔

مجھے یہاں آئے ہوئے تقریباً تیس چاند اور تیس سورج گزر چکے تھے کہ ایک دن ایک عجیب وغریب واقعہ پیش آیا۔ وہ دو افراد تھے جو رات کی تاریکی میں اس وقت میرے پنجرے تک پہنچے تھے جب میں گہری نیند سو رہا تھا اور پنجرے کے اندر لگے ایک مصنوعی درخت کی شاخ پر آنکھیں بند کئے نیند کی آغوش میں تھا کہ میں نے بہت عرصے کے بعد' اس دروازے کے بجنے کی آواز سنی جس سے ایک بار مجھے اندر داخل کیا گیا تھا اور پھر دوبارہ نہیں نکالا گیا تھا۔ میں چونک کر انہیں دیکھنے لگا۔ ایک لمحے کو جی چاہا تھا

کہ میں چیخوں مگر پھر میں نے سوچا کہ دیکھوں تو سہی یہ لوگ چاہتے کیا ہیں؟ کھلے دروازے کو میں دیکھتا رہا۔ ان میں سے ایک نے اندر ہاتھ ڈالا اور مجھے شاخ پر سے اٹھا لیا۔ میں نے احتیاطاً چیخنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ مجھے یہ اندازہ تو ہو گیا تھا کہ کوئی ایسا عمل ہے جو ان کی بددیانتی پر مبنی ہے وہ لوگ مجھے لے کر کہیں جانا چاہتے ہیں۔ ایک چھوٹا سا پنجرہ ان کے ہاتھ میں تھا جس میں انہوں نے مجھے داخل کر دیا اور پھر بے آواز وہاں سے آگے بڑھنے لگے۔ میں بڑے پنجرے سے نکل کر چھوٹے پنجرے میں آ گیا تھا لیکن میری دلچسپیاں بڑھتی جا رہی تھیں اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ کہیں ممکن ہے کہ کسی ایسی جگہ وہ لوگ چھپ جائیں جہاں میں پنجرے سے باہر نکل سکوں۔ میں یہ تمام باتیں سوچتا ہوا ان کے ساتھ چل پڑا۔ وہ لوگ مجھے لئے ہوئے اس عمارت سے باہر نکل آئے۔ تاحدِ نظر تاریکی اور سناٹے کا راج تھا۔ ماحول سائیں سائیں کر رہا تھا۔ شہری آبادیوں میں ہم نے ہزاروں چاند دیکھے تھے۔ چھوٹے بڑے چاند' جو ان انسانوں کے بنائے ہوئے تھے اور اب ہم انسانوں کو جاننے کے بعد انہیں مصنوعی روشنی کہہ سکتے تھے کیونکہ میں ان تمام باتوں کو سمجھتا جا رہا تھا۔ میرے دل میں شدید آرزو تھی کہ امبینا مجھے مل جائے تو اس کے بعد میں انہی انسانوں کے درمیاں ایک طویل زندگی گزاروں کیونکہ بہرحال یہ زندگی بری نہیں تھی اور یہ تو میرے اختیار میں تھا کہ جب اور جس طرح چاہوں اپنی شکل اختیار کر لوں اور اب یہ کہ وہ دونوں جن کے بارے میں اب مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ مجھے چرا کر لائے تھے تاریکیوں میں آگے بڑھتے رہے پھر ایک عجیب و غریب شے میں جا بیٹھے جسے ان کی زبان میں گاڑی کہا جاتا ہے اور یہ عجیب و غریب شے وہاں سے چل پڑی اور اس نے ایک طویل فاصلہ طے کیا۔ یہاں تک کہ وہ ایک عمارت میں داخل ہوئی اور اس عمارت میں پہنچنے کے بعد ان دونوں نے میرا پنجرہ اٹھایا اور ایک کمرے میں پہنچ گئے۔ مجھے ایک طرف رکھا اور پھر غالباً سونے کے لئے چلے گئے۔ غرضیکہ اب میری جگہ بدل چکی تھی۔ میں نے ایک بار پھر امبینا کو دل میں یاد کیا۔ اتنا عرصہ گزر چکا تھا پتہ نہیں بے چاری کہاں ہو گی کیا کر رہی ہو گی؟ بہرطور اس کی یاد میرے دل میں چٹکیاں لیتی رہتی تھی اور کبھی کبھی تو میری آنکھوں میں آنسوؤں کی نمی بھی آ جاتی تھی۔ امبینا............ میری امبینا............

پھر سورج نکل آیا۔ سورج کی روشنی میں' میں نے ان دونوں کو دیکھا۔ وہ دروازہ کھول کر پنجرے کے پاس آئے تھے اور مجھے لے کر اسی گاڑی میں چل پڑے

تھے۔ اس بار پھر وہ ایک عمارت میں پہنچے تھے۔ بہرحال مجھے تو ساری عمارتیں ایک جیسی ہی لگتی تھیں۔ وہ دونوں میرے پنجرے کو ساتھ لئے ہوئے' ایک خوبصورت سے کمرے میں پہنچے' پنجرہ کمرے کے فرش پر بچھی ہوئی ایک خوبصورت سی جگہ رکھا اور خود بیٹھ کر کسی کا انتظار کرنے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ شخص وہاں پہنچا تھا۔ وہ ایک دبلا پتلا انہی جیسا انسان تھا۔ اس نے ان دونوں کو دیکھ کر گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"واہ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم اسے لے آئے؟"

"ہاں۔ سر۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہم لوگ ضرورت مند ہیں۔ ہمارے حالات ایسے نہیں تھے کہ ہم اقدار کی پابندی کرتے۔ آپ براہ کرم اسے دیکھ لیجئے اور ہمیں ہمارا معاوضہ ادا کر دیجئے۔"

"کیوں نہیں' کیوں نہیں۔" آنے والے شخص نے کہا پھر بولا۔ "لیکن تم کبھی اس بات کی نشاندہی نہیں کرو گے کہ یہ خوبصورت پرندہ تم نے میرے لئے چرایا ہے اور مجھ تک پہنچا دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ شخص جس کے پاس یہ پرندہ تھا' اس کی اصلیت سے کبھی واقف نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ صرف ایک شوقین مزاج آدمی ہے۔ اسے نادر چیزیں حاصل کرنے کا شوق ہے لیکن وہ اس کی قدر نہیں کر پاتا۔ بس تھوڑے دن تک اس پرندے کو نمائش کے طور پر رکھا جاتا اس کے بعد اس کی طرف سے لاپرواہی اختیار کر لی جاتی اور یہ حسین پرندہ بالآخر اسی پنجرے میں دم توڑ دیتا۔ میں اس کی مادہ کو تلاش کروں گا۔ خیر' یہ بات تم نہیں سمجھ سکو گے۔ یہ رکھو' دس ہزار روپے ہیں۔ خیال رکھنا اس بات کا۔ اگر تم نے اس کی نشاندہی کر دی تو میں بھی جواب میں یہی کہوں گا کہ یہ دونوں یہ پرندہ فروخت کرنے آئے تھے اور میں نہیں جانتا تھا کہ یہ میجر عارف کی پرندہ گاہ سے چوری کر کے لائے تھے۔ سمجھ رہے ہو نا میری بات؟"

"جناب' اول تو ہم نے جو کچھ کیا ہے وہ بحالت مجبوری کیا ہے۔ پھر بھلا اس بات کی کیا گنجائش ہے کہ ہم اس بارے میں کسی کو بتائیں گے۔ آپ اطمینان رکھیں۔"

"ٹھیک ہے۔ تم جا سکتے ہو۔" میں صورتِ حال کو سمجھ رہا تھا۔ میجر عارف شاید وہی شخص تھا جس کے گھر میں پہلے مجھے رکھا گیا تھا اور جہاں سے یہ دونوں افراد مجھے چرا کر لے آئے تھے اور اب مجھے اس شخص کے ہاتھوں فروخت کر دیا گیا۔ خیر.......... بات اتنی پریشان کن نہیں تھی۔ زندگی کے یہ انوکھے تجربات ہو رہے تھے۔ اگر ان تجربات میں امبینا بھی میرے ساتھ ہوتی تو مجھے ذرا بھی فکر نہ ہوتی۔ ہم اس نئی جون

میں' اس اجنبی دنیا کے جانداروں کو دیکھ رہے تھے جو انسان کہلاتے تھے اور اب یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ شیر' ہاتھی' چیتے' گھوڑے اور جنگل کے دوسرے جانور تو بڑی معمولی سی زندگی گزارتے ہیں۔ اصل زندگی تو ان آبادیوں میں ہے جو انسانوں کی آبادیاں کہلاتی ہیں۔ اس میں شناوری کیا ہی دلچسپ بات ہے۔ لیکن امبینا کے بغیر کوئی چیز دلچسپ نہیں لگتی تھی۔ میں یہاں بھی سب کچھ دیکھ چکا تھا۔ یہاں نر' مرد کہلاتے تھے۔ مادہ عورت اور چھوٹی عمر کے بچے نر اور مادہ ہوتے تھے۔ ان کے بعد جوانی کی عمر' نراور مادائوں کے لئے۔ ساری کی ساری چیزیں بہ آسانی سمجھ میں آ رہی تھیں۔ نہ سمجھنے والی کوئی بات ہی نہیں تھی لیکن بس اتنا ہی مسئلہ تھا کہ امبینا میرے ساتھ موجود نہیں تھی اور یہی سب سے بڑا دکھ کا پہلو تھا لیکن خیر ابھی ذرا صورتِ حال میں تبدیلیاں رُونما ہوں گی۔ ماحول سے واقفیت حاصل ہو جائے گی تو امبینا کو تلاش کرنے کا بھی کوئی نہ کوئی ذریعہ دریافت کرلیا جائے گا۔ چنانچہ میں صبر وسکون کے ساتھ گزرنے والے وقت کا انتظار کرنے لگا۔'جب مجھے فروخت کرنے والے وہ دونوں افراد چلے گئے تو اس شخص نے مجھے دیکھا۔ پنجرے کے پاس آیا اسے اٹھا کر ایک جگہ رکھا اور میرے قریب بیٹھ کر مجھے بغور دیکھتا رہا۔ پھر بولا۔

"ویسے تو اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں نہ جانے کیا کیا بنا دیا ہے جس چیز کو نہیں دیکھا اسے دیکھ کر کائنات کے بارے میں اندازہ ہوتا ہے کہ دنیا میں حسین ترین چیزیں موجود ہیں لیکن اے خوبصورت پرندے' تیرے بارے میں تو پورے اعتماد سے یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ اللہ نے تجھے بڑی محبت سے بنایا ہوگا۔ تیرا حسن دیکھ کر تو انسان کا دل مچل ہی اٹھتا ہے۔ میں جانتا تھا کہ میجر عارف تیرا صحیح قدر دان نہیں ہوگا جس انداز میں اس نے تجھے رکھ کر چھوڑ دیا تھا وہ بہتر نہیں تھا۔ تو وہاں بے توجہی کی موت مرجاتا لیکن میں.......... میں تیرے لئے بہت خوبصورت پنجرہ بنواؤں گا۔ بہت کشادہ اور اگر ممکن ہو سکا تو دنیا کے گوشے گوشے میں تیرے لئے تیرا ساتھی تلاش کروں گا۔" وہ خاموش ہو گیا۔ مجھے اس کے یہ الفاظ اچھے لگے تھے۔ پھر یوں ہوا کہ اس نے مجھے وہاں سے ہٹا کر ایک اندرونی حصے میں صاف ستھری ہوا دار جگہ پر رکھا اور میرے کھانے پینے کا بندوبست بھی اپنے ہاتھوں سے کرنے لگا۔ میں نے اس انسان کو دیکھا تھا۔ اس کے چہرے پر غم کی پرچھائیاں محسوس کی تھیں ویسے اس کے انداز میں بڑی اپنائیت اور بڑا گداز تھا۔ پھر ایک دن وہ ایک اور شخص کے ساتھ میرے پاس آیا۔ یہ بھی ایک

بوڑھا آدمی تھا اور اس کے چہرے پر بڑی عجیب سی کیفیت طاری تھی۔ لمبے لمبے سفید بال جو چہرے پر جگہ جگہ اگے ہوئے تھے۔ اسے یہ لوگ داڑھی اور مونچھیں کہا کرتے تھے۔ سر کے بال بھی بہت لمبے تھے۔ ڈھیلا ڈھالا لباس پہنے ہوئے تھا۔ قریب آیا اور مجھے غور سے دیکھتا رہا تو اس آنکھوں کی کیفیت سے میں نے یہ اندازہ لگایا تھا کہ بہت ہی شاطر آدمی ہے۔ مجھے دیکھتا رہا اس کے بعد اس نے کہا۔

"فرید احمد' یہ نایاب پرندہ دنیا کے بیش قیمت پرندوں میں سے ہو سکتا ہے لیکن افسوس تنہا ہے۔ ویسے کیا تم اس بات کا اندازہ لگا سکتے ہو کہ یہ نر ہے؟"

"نہیں پروفیسر میں آپ سے یہی پوچھنا چاہتا تھا کہ یہ نر ہے یا مادہ؟"

"نر ہے' سو فیصدی نر ہے۔ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں۔"

"پروفیسر ہارون! کیا اس سے پہلے آپ نے کبھی ایسا کوئی پرندہ دیکھا ہے یا آپ یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس کا جوڑا ہمیں کہاں سے ملے گا؟" جواب میں شیطانی چہرے والا پروفیسر مسکرایا پھر بولا۔

"بھول جاؤ اس بات کو کہ اس کا جوڑا تمہیں آسانی سے دستیاب ہو سکتا ہے۔ سب سے پہلے تو اس خطے کے بارے میں بھی اندازہ نہیں لگایا جاسکتا جہاں یہ پرندہ پایا جاتا ہوگا۔"

"آپ بھی اس بارے میں کوئی اندازہ نہیں لگا سکتے پروفیسر ہارون؟"

"ہاں۔ یہ حقیقت ہے کہ ایسا نایاب پرندہ میں نے زندگی میں پہلی بار دیکھا ہے۔ فرید احمد میں تم سے درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ تم اسے میرے حوالے کردو۔ اگر تم اس کی کوئی قیمت لینا چاہو تو میں تمہیں اس کی قیمت دینے کو تیار ہوں۔"

"میں خوشی سے اسے آپ کے حوالے کر دیتا پروفیسر لیکن ابھی یہ ممکن نہیں۔ میں ایک مہم جو ہوں یہ الگ بات ہے کہ تقدیر نے میری پیشانی کو داغدار کر دیا ہے لیکن پھر بھی میں اس کا جوڑا تلاش کروں گا۔"

"تمہاری عمر بہت چھوٹی ہے۔ اس کا جوڑا تلاش کرنے کے لئے تمہیں اپنی موجودہ عمر سے دس گنا زیادہ عمر حاصل کرنا پڑے گی لیکن اس کے بعد بھی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ تم اسے پانے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ میری بات مانو' اسے میرے حوالے کردو۔ اس کا زندہ رہنا اسے ضائع کرنے کے مترادف ہوگا۔ میں اسے بڑے پیار سے ماردوں گا۔ پھر اس کا بدن اندر سے خالی کر کے اس میں بھوسہ بھردوں گا اور یہ میرے

میوزیم کی زینت ہوگا۔ اس پرندے کو اس طرح محفوظ کیا جاسکتا ہے۔ تم تو اسے صحیح طرح سے پال بھی نہیں سکتے۔ یہ مرجائے گا اور اس کے بعد تمہارے لئے بے مقصد ہوجائے گا۔"

"آپ کیسی باتیں کررہے ہیں پروفیسر ہارون؟ کیا میں اسے اس لئے موت کے حوالے کردوں کہ یہ بہت خوبصورت ہے؟"

"ہاں۔ اس کے حسن کو زندہ جاوید ہوجانا چاہئے۔"

"معافی چاہتا ہوں کہ میں ایسا نہیں کرسکوں گا۔" اس شخص نے' جسے فرید احمد کہہ کر مخاطب کیا جارہا تھا کہا۔

"سوچ لو فرید احمد' میں تمہیں اس کے بدلے بڑی رقم دے سکتا ہوں۔ تم جانتے ہو مجھے نوادرات کا شوق ہے اور ایسا حسین اور نادر پرندہ مجھے دوسرا نہیں مل سکے گا۔"

"میں نے اس سلسلے میں آپ سے معذرت کرلی ہے پروفیسر ہارون۔ میرا مقصد یہ نہیں تھا کہ میں آپ سے اس کی زندگی کا سودا کرلوں۔ میں آپ کے تجربے سے یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہ نر ہے یا مادہ اور یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ اس کا جوڑا میں کہاں تلاش کروں۔"

"خیر تمہاری مرضی ہے لیکن تمہاری یہ ضد' میں سمجھتا ہوں کہ کسی طور مناسب نہیں ہے۔"

"کچھ بھی ہے۔ میں آپ سے معذرت کرچکا ہوں۔"

"تو ٹھیک ہے پھر مجھے اجازت دو۔" پروفیسر ہارون نے کہا۔ اس کے چہرے سے ناگواری کے تاثرات ٹپک رہے تھے۔ پھر وہ چلا گیا اور فرید احمد سوچ میں ڈوبا رہا۔ میں بھی اس تمام صورتِ حال کو اچھی طرح سمجھ رہا تھا۔ کچھ دیر کے بعد فرید احمد نے کہا۔

"اگر مجھے یہ اندیشہ ہوا' اے حسین پرندے' کہ تیری زندگی کو خطرہ لاحق ہے تو میں تجھے کسی اچھی جگہ لے جاکر آزاد کردوں گا۔ تیری زندگی لینے کے بارے میں تو میں سوچ بھی نہیں سکتا۔" یہ کہہ کر وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔

میں اس کا ممنون تھا۔ صورتِ حال مکمل طور سے میری سمجھ میں آرہی تھی بہرحال یہ انسانوں کی کہانیاں تھیں اور میں ان کہانیوں کو سمجھ رہا تھا۔ پروفیسر ہارون میری زندگی ختم کردینا چاہتا تھا خیر یہ اتنی آسانی سے تو ممکن نہ ہوتا لیکن بہرحال میں

ابھی ان لوگوں کے سارے گُروں سے واقف نہیں تھا۔ ہوسکتا ہے میں کہیں دھوکا کھا جاتا۔ پھر وہی ہوا۔

نہ جانے رات کا کون سا پہر تھا جب اچانک مجھے کچھ عجیب سی چیخوں کی آواز سنائی دی۔ کوئی زور زور سے چیخ رہا تھا۔ میں چونک کر جاگ گیا۔ نہ جانے کون چیخ رہا تھا؟ کسی عورت کی آواز تھی۔ چیخیں بڑی دلدوز اور بھیانک تھیں۔ مگر مجبوری تھی میں کیا کرسکتا تھا البتہ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ میں نے اس دروازے پر آہٹیں سنیں جسے باہر سے بند کردیا گیا تھا۔ نہ جانے کیوں میرے ذہن میں یہ تصور آیا کہ میرے لئے کوئی خطرہ اندر آنے والا ہے۔ میرے علم نے مجھے اس کا احساس دلایا تھا پھر بالکل ناگہانی طور پر میں نے اپنے آپ کو اپنی اصل شکل میں واپس لانے کا فیصلہ کیا اور اس کے لئے تیاریاں کرنے لگا۔ میرے بدن میں لاوا سا کھولنے لگا تھا لیکن اس کے باوجود میں نے دیکھا کہ آنے والا وہی پروفیسر ہارون تھا اور وہ آہستہ آہستہ میرے پنجرے کی جانب ہی آرہا تھا۔ اس بات سے بے خبر کہ ابھی وہ جس خوبصورت پرندے کو حاصل کرنے کے لئے آیا ہے اس کی شکل ہی تبدیل ہوجائے گی۔

تو اس نے میرے پنجرے کی کھڑکی کھول لی۔ اس کے ہونٹوں پر ایک شیطانی مسکراہٹ رقصاں تھی لیکن بے وقوف شخص آنے والے دوسرے لمحے سے بے خبر تھا۔ میرے جسم سے لطیف دھواں خارج ہونے لگا تھا اور میں سانپ کی شکل میں آتا جارہا تھا۔ اس نے بڑے اطمینان کے ساتھ پنجرے کا دروازہ کھول کر اندر ہاتھ ڈالا لیکن میں اب اپنی اصلی شکل میں آگیا تھا جونہی اس کا ہاتھ اندر آیا میں نے ایک پھنکار کے ساتھ اس کے ہاتھ پر کاٹ لیا۔

پروفیسر نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھا۔ اس کا چہرہ بگڑ گیا۔ حلق سے آواز تک نہ نکل سکی۔ بس منہ اس کا کھلا تھا جیسے وہ بے آواز چیخ رہا ہو لیکن میں نے کاٹا تھا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ لمحوں کے اندر اندر اس کا بدن نیلا پڑ گیا اور پھر وہ زمین پر بیٹھ کر پانی پانی ہوگیا۔ میں پنجرے سے باہر نکل آیا تھا اور نیچے اس فرش پر پہنچ گیا تھا جہاں سے آگے بڑھ کر میں دروازے سے باہر نکل سکتا تھا۔ عورت کی چیخوں کی آواز اب بھی آرہی تھی۔ کمرے کا دروازہ بھی کھلا تھا چنانچہ مجھے باہر نکلنے میں کوئی دقت نہ ہوئی۔ میں رینگتا ہوا اس آواز کی سمت تلاش کرتا آگے بڑھنے لگا یہاں تک کہ عمارت کے عقبی حصے میں پہنچ گیا جہاں ایک اور چھوٹی عمارت تھی مجھے اس کے بارے میں کچھ

نہیں معلوم تھا لیکن عمارت میں ایک سوراخ تلاش کرلینا بھلا میرے لئے کیا مشکل ہو سکتا تھا۔ دروازوں وغیرہ کے بارے میں تو میں زیادہ تفصیلات نہیں جانتا تھا لیکن سوراخ کے ذریعے اندر داخل ہو کر میں اس بڑے سے وسیع کمرے میں پہنچ گیا جہاں سے چیخوں کی آواز اب بھی آرہی تھی۔ میں نے دیکھا کہ فرید احمد ایک طرف مغموم سا کھڑا ہوا ہے اس سے کچھ فاصلے پر ایک بہت ہی خوبصورت لڑکی کرسی سے بندھی بیٹھی ہوئی ہے۔ اس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ آنکھوں میں وحشت کے نقوش تھے۔ وہ اس عالم میں بھی بہت خوبصورت نظر آرہی تھی۔ فرید احمد اسے مغموم نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ مدہم لہجے میں بولا۔

"میں تیرے لئے کیا کروں میری بچی۔ کاش میں اپنی زندگی دے کر بھی تیرے لئے کچھ کر سکتا۔ کاش......... کاش.........." اور میں نے اس نیک اور شریف انسان کو روتے ہوئے دیکھا۔ میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ میں کیا کروں۔ نہ جانے کیوں میرے دل میں اس کے لئے محبت اور ہمدردی کے جذبات پیدا ہو گئے تھے۔ غالباً اس لئے کہ اس نے مجھے پروفیسر ہارون کے ہاتھ فروخت کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ پروفیسر ہارون جو میری زندگی ختم کرنے کا خواہش مند تھا۔ جو مجھے قتل کر کے میرے بدن میں بھس بھر کے مجھے کسی جگہ نمائش کے لئے رکھنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ بہر حال یہ تو جذبات ہوتے ہیں کوئی اگر کسی کے ساتھ ہمدردی اور محبت کا سلوک کرتا ہے تو جواب میں اس کے لئے وہی سب کچھ سوچا جاتا ہے۔ میں فرید احمد کی باتیں سننے لگا وہ کہہ رہا تھا۔

"مگر قصور تیرا ہے نجمہ قصور تیرا ہے۔ تُو نے اپنی تند مزاجی سے حالات خراب کر دیئے۔ کہاں نہیں تلاش کیا میں نے اسے؟ کہاں نہیں تلاش کیا......... آہ......... کاش میں تیرے لئے کچھ کر سکتا میری بچی۔ تجھے دیکھ کر میرا دل روتا ہے میں زندگی کی قیمت پر تیرے لئے خوشیاں خرید سکتا تھا لیکن کیا کروں زندگی بھی بے قیمت ہی نکلی۔" لڑکی کے انداز میں عجیب سی کیفیت نظر آئی اور اس نے اپنا سر سینے پر جھکا لیا اور زار و قطار رونے لگی۔ فرید احمد بے قرار ہو کر اس کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے لڑکی کا سر اپنے سینے سے لگا لیا۔

"ہوش میں آ میری بچی، ہوش میں آ، اس سے کچھ نہیں حاصل ہو گا تجھے۔ ہوش میں آ۔ تُو نہیں جانتی کہ میرا دل کس طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔" بڑی عجیب سی

کیفیت تھی۔ نہ جانے کیوں ایک لمحے کے لئے میرا دل چاہا کہ میں اس شخص کی دلجوئی کروں۔ ایسا کوئی عمل پڑھوں اس کے لئے جو کار آمد ثابت ہو۔ کوئی بات سمجھ میں نہیں آرہی تھی لیکن پھر ایک بات سمجھ میں آئی اور میں آہستہ سے اس کمرے سے باہر نکل آیا۔ یہ بڑی انوکھی سوچ تھی میرے دل میں اور پہلی بار میں نے اس انداز میں سوچا تھا۔ میں نے سوچا کہ جب میں اپنی جُون بدل سکتا ہوں تو کیوں نہ میں انسانوں کی شکل اختیار کرنے کی کوشش کروں۔ ایک انسان بن کر اس شخص سے معلوم کروں کہ یہ کیا قصہ ہے۔ کیا مسئلہ ہے؟ بات میری سمجھ میں نہیں آسکی تھی کہ میں کیا کروں؟ لیکن ہو سکتا ہے انسان بن کر، میرے ذہن میں ایسا کوئی خیال آجائے جس سے کام بن سکے۔ تب میں اس کمرے سے باہر نکل آیا۔ پھر ایک محفوظ جگہ پر پہنچ کر میں نے ایک بار اپنی جُون بدلنے کے لئے کوشش کی اور اس وقت میری خوشیوں کی انتہا نہ رہی جب میں نے اپنے آپ کو ایک انسانی جسم میں پایا۔ میرے ذہن میں چونکہ کوئی خاص شکل اختیار کرنے کا تصور نہیں تھا لیکن میرے علم نے مجھے بتایا کہ میں جس طرح کی شکل چاہوں اختیار کر سکتا ہوں اور یہ کوئی مشکل کام نہیں ہو گا چنانچہ اس وقت تو جو کچھ ہو گیا تھا وہی کافی تھا بعد میں سب کچھ کر سکتا تھا۔

زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ وہ شخص یعنی فرید احمد اپنے گھر سے باہر نکلا اور پھر ٹہلتا ہوا دوسرے کمرے میں داخل ہو گیا۔ وہ لڑکی اس کے ساتھ نہیں آئی تھی میں نے اس کا پیچھا کیا اور جب وہ کمرے میں داخل ہوا تو میں بھی اس کے پیچھے پیچھے اس کمرے میں داخل ہو گیا۔ فرید احمد کو شاید میرے قدموں کی چاپ کا احساس ہوا تو اس نے پلٹ کر مجھے دیکھا اور اس کی آنکھیں خوف سے پھیل گئیں۔ دوسرے لمحے وہ اپنی جگہ ٹھٹک کر بولا۔

"کون ہو تم؟ کیا ڈاکو ہو مجھے لوٹنا چاہتے ہو؟" میں نہ ڈاکو کے بارے میں جانتا تھا اور نہ لوٹنے کے بارے میں۔ میں نے اس سے کہا۔

"میں وہ سب کچھ نہیں ہوں جو تم میرے بارے میں سوچ رہے ہو۔ تم سے کچھ معلوم کرنا چاہتا ہوں میں۔ یوں سمجھ لو کہ میں تمہاری مدد کرنے کا خواہش مند ہوں اور اس سلسلے میں اگر میں تم سے کچھ سوالات کروں تو براہ کرم کسی بات کی فکر کئے بغیر مجھے ان کا جواب دے دینا۔ میں تمہارے لئے بہت نیک اور اچھے جذبات رکھتا ہوں کیونکہ......... کیونکہ........." میں جملہ ادھورا چھوڑ کر خاموش ہو گیا۔ وہ تعجب

بھری نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے کہا۔
"مگر تم اندر کیسے آ گئے؟"
"مجھ سے کوئی سوال نہ کرو۔ ہو سکتا ہے میں تمہیں تمہارے کسی سوال کا کوئی جواب نہ دے سکوں۔ اس لئے صرف مجھے میرے سوالات کا جواب دو۔"
"میں پوچھتا ہوں کہ کیا تمہیں چوکیدار نے اندر آنے سے نہیں روکا؟"
"آہ' اے اچھے انسان۔ جتنے اچھے ہو اپنی اچھائیوں کو ختم کرنے کی کوشش نہ کرو ورنہ ہو سکتا ہے میرا ذہن تمہاری طرف سے بدظن ہو جائے اور میں وہ نہ کرسکوں جو میں کرنا چاہتا ہوں۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے میں نے تمہاری اور تمہاری بیٹی کی باتیں سنی ہیں۔ وہ چیخ رہی تھی میرے دل میں تمہارے لئے ہمدردی کا جذبہ جاگا ہے۔ میں کچھ کرنا چاہتا ہوں۔ ایسا کچھ جس سے اس لڑکی کا دکھ دور ہو سکے اور تمہارا بھی۔" غالباً وہ میرے الفاظ کو پرکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ بے شک حیران تھا لیکن پھر شاید اس نے اپنے دل میں یہ فیصلہ کرلیا کہ مجھ سے تعاون ہی کرے کیونکہ بظاہر میں اس کے لئے نقصان دہ نہیں معلوم ہوتا تھا۔ کچھ لمحے وہ میری شکل دیکھتا رہا پھر بولا۔
"تم جانتے ہو کہ انسانی فطرت میں تجسس کا مادہ کس قدر ہوتا ہے اور وہ بہت بڑے اور اعصابی طور پر بہت مضبوط لوگ ہوتے ہیں جو اپنے کسی سوال کا جواب حاصل نہ کرنے کے باوجود' اور ایک ایسی مشکل کے باوجود جو ان کی سمجھ میں نہ آسکے' اپنے تجسس پر قابو پالیتے ہیں۔ میں نہیں جانتا تم کیسے ہو اور کس طرح یہاں پہنچ گئے ہو لیکن تمہاری آمد میرے لئے حیران کن ہے۔ میں نے اکثر اپنی بچی کے لئے دعائیں مانگی ہیں اور اللہ سے کہا ہے کہ اللہ' رب عالم کوئی غیبی مدد ہی مجھے فراہم کر۔ جس سے میں اپنے دل کو سکون فراہم کرسکوں اور اپنی بچی کو سکون پہنچا سکوں۔ میں یہ سوچ کر تمہیں ساری تفصیل بتا رہا ہوں کہ ہو سکتا ہے کہ میری کوئی دعا ہی قبول ہوگئی ہو اور کوئی غیبی مدد آگئی ہو۔ اس کے باوجود اگر تم مجھے کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کرو گے تو میں اسے بھی قبول کرلوں گا کہ یہ میری تقدیر میں ہے۔ بیٹھ جاؤ تم جو کوئی بھی ہو بیٹھ جاؤ۔ جب تم خود مجھے اپنے بارے میں کچھ نہیں بتا رہے تو میں تم سے کچھ پوچھنے کی کوشش نہیں کروں گا۔ ٹھیک ہے بیٹھ جاؤ براہ کرم بیٹھ جاؤ۔" اس نے مجھے ایک طرف اشارہ کیا اور میں نے اس کی خواہش پر عمل کیا۔ میں اس نرم سی چیز پر بیٹھ گیا اور وہ مجھ سے کچھ فاصلے پر۔ اس کے چہرے سے تھکن کے آثار نمایاں تھے اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ

شاید اب کوئی اور انوکھی کہانی میرے علم میں آنے والی ہے انسانوں کی انوکھی داستانیں جو نہ جانے کیا کیا ہیں۔ آہ کاش' امبینا بھی ان داستانوں کی شناور ہوتی کیا ہی لطف آتا؟

☆------☆------☆

میری متجس نگاہیں فرید احمد کا جائزہ لے رہی تھیں۔ وہ مجھ پر غور کر رہا تھا اور یہ جاننا چاہتا تھا کہ میں آخر ہوں کون لیکن ظاہر ہے میں اسے اپنے بارے میں تفصیل نہیں بتا سکتا تھا۔ وہ مجھ سے تعاون پر آمادہ تھا اور اپنی کہانی سنانے کے لئے مستعد اور تیار۔ میرا معاملہ یہ تھا کہ ابھی میں انسانوں کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا جو کچھ ہو چکا تھا وہ تو ایک الگ بات تھی لیکن اب جو واقعات پیش آ رہے تھے وہ میرے لئے بڑی سنسنی خیز نوعیت کے حامل تھے۔ بیچارہ فرید احمد' جس انداز سے مجھے دیکھ رہا تھا اس سے یہ احساس ہوتا تھا کہ میرے سلسلے میں سخت متجس ہے لیکن شاید وہ مجھ سے خوفزدہ بھی تھا۔ اس کی آنکھوں سے ایسا ہی محسوس ہو رہا تھا لیکن میں نے اس سے کوئی بات نہ کہی کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد اس نے کہا۔

"میری ایک ہی بیٹی ہے کہکشاں ہے اس کا نام۔ کہانیوں کا سلسلہ تو یوں ہے کہ اگر کسی ایک کہانی کا آغاز کرو تو اس کے قرب وجوار کے ماحول کو بیان کرتے ہوئے لاتعداد کہانیاں شروع ہو جاتی ہیں اور یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ اصلی کہانی کو پہلے کہاں سے شروع کیا جائے۔ شاید یہ سوچنا غلط ہے کہ کسی بھی کہانی کا کوئی آغاز ہوتا ہے یا کوئی انجام۔ کیونکہ کہانی آغاز سے پہلے بھی ہوتی ہے اور انجام کے بعد بھی۔ چنانچہ بہتر یہی ہوتا ہے کہ مختصر تمہید کے ساتھ کہانی کا آغاز کر دیا جائے۔ کہکشاں کی ماں کار کے ایک حادثے میں ہلاک ہوئی تھی۔ کہکشاں بھی اس وقت ساتھ ہی تھی اور اس قدر ناسمجھ بھی نہیں تھی کہ ماں کے کچلے ہوئے بدن کو دیکھ کر بے حواس نہ ہوتی۔ تقریباً چار سال تک وہ دیوانگی کا شکار رہی تھی اور ماں کو یاد کرتی رہی تھی۔ ڈاکٹروں کی بے پناہ کوششوں نے اسے اس کے حواس واپس کئے تھے لیکن میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ حواس اسے واپس ملے ہی نہیں۔ وہ تعلیم کے میدان میں اس قدر آگے نکل رہی تھی کہ اس کے اساتذہ حیران تھے۔ بعد میں جب اس کے بارے میں انہیں تفصیلات معلوم ہوئیں تو انہوں نے یہی کہا کہ اس کے دماغ کے کچھ ایسے خلئے باعمل ہو گئے ہیں

جو ذہانت کے آخری مرتبے پر پہنچے ہوئے ہوتے ہیں اور عام لوگوں کو یہ حیثیت نہیں حاصل ہوتی بلکہ ان میں سے اگر کسی کے کچھ خلئے متحرک ہو جائیں تو وہ جینئس کہلاتا ہے۔ تو میری بیٹی تعلیمی میدان میں برق رفتاری سے فاصلے طے کرتی رہی یہاں تک کہ اس نے وقت سے بہت پہلے اپنے آپ کو منوالیا اور اسی تعلیمی عمل کے دوران اس کی ملاقات بہروز سے ہوئی۔ بہروز ایک طالب علم ہی تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مردانہ حسن کا شاہکار تھا وہ۔ کہکشاں اس سے متاثر ہو گئی اور اس کے بعد اس کا وہی جنون سامنے آگیا۔ اس نے مجھ سے بھی یہ بات نہیں چھپائی تھی کہ وہ بہروز کو چاہتی ہے۔ میں نے اس کی ماں کی موت کے بعد اپنی اکلوتی بچی کو دنیا کی ہر خوشی دینے کا تہیہ کر لیا تھا۔ بہروز ایک بے سہارا نوجوان تھا اپنے چچا کے رحم وکرم پر تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ اس کے ماں باپ مر چکے تھے چچا اور چچی کا رویہ اس کے ساتھ بہتر نہیں تھا۔ بہرحال کہکشاں اس سے بے پناہ محبت کرتی رہی۔ جب میرے علم میں یہ بات آئی تو میں نے بہروز کو پیش کش کی کہ وہ میری بیٹی سے شادی کر لے اس کے اعلیٰ مستقبل کی ذمہ داری مجھ پر ہے لیکن وہ تھوڑا سا گریز کر رہا تھا۔ کہکشاں کے ہی ذریعے میں نے اس سے اس گریز کی وجہ معلوم کرائی تو اس نے بتایا کہ وہ اپنی تعلیم مکمل کر لینا چاہتا ہے۔ ایم ایس سی کرنے کے بعد وہ شادی کے بارے میں سوچے گا اور یہ بھی کوشش کرے گا کہ اپنے بہتر مستقبل کے لئے جدوجہد مکمل کر لے حالانکہ میری پیشکش برقرار تھی اور میں اسے اس کے مستقبل کے آغاز میں مدد دینے کے لئے تیار تھا لیکن اس کے اس جواب سے مجھے خوشی بھی ہوئی تھی اور میں نے سوچا تھا کہ ایک غیور آدمی بہرطور بُرا نہیں ہوتا۔ ان دونوں کے معاملات چلتے رہے لیکن پھر ایک دن میں نے کہکشاں کو شدید غم کا شکار دیکھا میری بیٹی مجھ سے مخلص تھی۔ میں نے اس سے بہت کچھ پوچھا تو اس نے کہا کہ بس بہروز کے رویے نے اسے بددل کر دیا ہے۔ کوئی تفصیل نہیں بتائی تھی اس نے جب کہ میں نے لاکھ کوشش کی تھی۔ یہ میرا خیال تھا کہ بہروز شاید اس سے بے وفائی کر رہا ہے یا اس نے کوئی ایسی بات کہہ دی جو کہکشاں کے لئے ناقابلِ قبول ہے۔ پچھلے کچھ دنوں سے میں یہ بھی دیکھ رہا تھا کہ بہروز اب کہکشاں کے ساتھ گھر نہیں آتا۔ کہکشاں اس سے زیادہ مجھے کچھ بتانے پر آمادہ نہیں تھی یہاں تک کہ کچھ ایسا وقت گزرا کہ بہروز کو میں نے ایک یا ڈیڑھ ماہ تک نہیں دیکھا اور ایک رات جب میں کہکشاں سے اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے گیا تو کہکشاں پر شدید دورہ پڑ گیا

وہ پاگلوں کی طرح چیخنے لگی اور اس کی دیوانگی شدت اختیار کرتی گئی۔ میں دہشت زدہ ہوگیا تھا اور اس کے بعد یہ سلسلہ مستقل ہوگیا۔ میری بچی، مسلسل ذہنی اذیت کا شکار ہوگئی اور اس کی وجہ یہی تھی کہ بہروز اسے چھوڑ کر کہیں چلا گیا تھا۔ کسی دوسرے شہر چلا گیا تھا۔ وہ غائب ہوگیا تھا اور میں نے اسے تلاش کرنے کے لئے کیا کیا جتن نہیں کر لئے لیکن وہ نہیں ملا۔ نہیں ملا وہ۔ سمجھ رہے ہونا تم؟ یہ ہے میری بیٹی کا المیہ۔ ایک بدنصیب شخص، مجھے میری زندگی کی آخری خوشی سے بھی محروم کرگیا اور اب میں روتا ہوں اپنی بچی کے لئے۔" فرید احمد نے کہا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

میں حیرانی سے یہ کہانی سن رہا تھا۔ عشق و محبت کی کہانی تھی اور میں تو خود بھی محبت کا مارا تھا۔ امبینا کا پیار میری زندگی تھا۔ میری امبینا بھی تو مجھ سے دور ہوگئی تھی۔ میرا علم کہتا تھا کہ وہ زندہ ہے لیکن میرا علم اس کی تلاش میں میری مدد نہیں کرسکتا تھا۔ آہ، میں مجبور تھا۔ فرید احمد میری صورت دیکھ رہا تھا۔ میں نے بہت سوچنے سمجھنے کے بعد اس سے کہا۔

"تو کیا تمہاری بیٹی اب کبھی ٹھیک نہیں ہوسکے گی؟"

"وہ ٹھیک ہے لیکن اس پر دیوانگی کے دورے پڑتے ہیں۔ اگر وہ بدبخت بہروز واپس آجائے تو شاید وہ ٹھیک ہوجائے۔" میں خاموشی سے سوچتا رہا۔ انسانوں کی اس دنیا میں انسانوں کے مسائل سمجھنا اور ان میں مداخلت کرنا ایک بہترین مشغلہ ہوسکتا ہے۔ میں نے اس سے کہا۔

"دیکھو تم مجھے نہیں جانتے۔ کسی بھی انداز میں نہیں جانتے تم۔ اگر میں تم سے کہوں کہ میرا نام پراتا ہے تو کیا تم قبول کرلوگے؟"

"پراتا؟" وہ تعجب سے بولا۔

"ہاں۔"

"تم کہوگے تو کیوں نہیں تسلیم کروں گا؟ لیکن تمہارا مذہب کیا ہے؟ یہ نام کون سے مذہب کا ہے؟"

"صرف میں نے تمہیں ایک دوستانہ طرزِ عمل اختیار کرتے ہوئے اپنا نام بتایا ہے اور کوئی سوال مجھ سے نہ کرو۔ کیونکہ شاید میں اس کا جواب نہ دے سکوں۔ ہاں، اگر میں تم سے یہ کہوں کہ میں تمہاری بچی کو اس کی اصلی حالت میں لانے کے لئے تھوڑی سی جدوجہد کرنا چاہتا ہوں تو کیا تم اپنے تجسس کو دبا کر مجھے اپنی اس پناہ گاہ میں قبول کرلو

گے۔ بس تھوڑا سا وقت۔ میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا میرا وعدہ ہے۔"

"اگر میری بچی کے نام پر تم مجھے کوئی نقصان پہنچا بھی دوگے تو میں خوشی سے وہ نقصان قبول کرلوں گا۔ آہ، اس کے سوا دنیا میں میرے لئے اور کوئی شے بھی تو نہیں۔"

"تم فکر نہ کرو۔ میں کوشش کرتا ہوں اور ہاں ایک بات تمہیں اور بتادوں یہاں سے تھوڑے فاصلے پر ایک کمرے میں ایک انسانی جسم پڑا ہوا ہے۔ جو اب زندگی سے محروم ہے۔ اگر تم اسے ٹھکانے لگادو تو تمہارے حق میں بہتر ہوگا کیونکہ کچھ وقت کے بعد اس سے بہنے والا زہریلا پانی یہاں کی فضا کو آلودہ کردے گا۔"

"کیا کہا؟" فرید احمد چونک کر بولا۔

"میں وہاں تک تمہاری رہنمائی کرسکتا ہوں۔" اور اس کے بعد فرید احمد کو لے کر اس جگہ پہنچا جہاں پروفیسر ہارون مُردہ حالت میں پڑا ہوا تھا۔ فرید احمد سکتے میں رہ گیا تھا۔ وہ بے اختیار پروفیسر ہارون کی جانب بڑھا تو میں نے اسے چھونے سے منع کرتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ اس کا بدن سم آلود ہے اور یہ تھوڑے وقت کے بعد زہر کا ڈھیر بن کر رہ جائے گا۔"

"مم...... مگر...... یہ...... یہ کیسے ہوا؟"

"انسان کی بددیانتی نے اسے نقصان پہنچایا ہے۔ اس پنجرے کو دیکھ رہے ہو اس میں ایک پرندہ تھا۔"

"اوہ میرے اللہ وہ پرندہ بھی اب یہاں نہیں ہے۔"

"یہ اسے چرانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس نے پنجرے کا دروازہ کھولا تھا لیکن شاید تم میں سے کوئی بھی نہیں جانتا کہ وہ پرندہ سخت زہریلا تھا۔ اس نے اسے نقصان پہنچا دیا اور...... اور...... اور......"

"ہاں اور کیا؟" فرید احمد نے کہا۔

"اور وہ یہاں سے پرواز کرگیا۔" فرید احمد انتہائی خوفزدہ نگاہوں سے پروفیسر ہارون کو دیکھ رہا تھا میں نے اس سے کہا۔

"اور میرے لئے کسی مخصوص جگہ کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ تمہارے اس گھر میں، میں اپنا ٹھکانہ تلاش کرلوں گا لیکن اگر تم کوئی خاص بات محسوس کرو تو اس پر توجہ

نہ دینا۔ اب جس طرح بھی بن پڑے اس بدن کو یہاں سے کسی ایسی جگہ ہٹوا دو جہاں سے یہ دوسروں کے لئے تکلیف دہ نہ بن سکے۔ اب میں چلتا ہوں۔" میں نے کہا تب میں وہاں سے باہر نکل آیا۔ فرید احمد نے کچھ کہنے کے لئے ہونٹ کھولے لیکن کچھ کہہ نہ سکا اور میں برق رفتاری سے بڑھتا ہوا عمارت کے اس حصے میں پہنچ گیا جو پرانا اور سنسان تھا۔ یہاں آکر میں زمین پر لیٹا اور پھر اپنے وجود میں آگیا۔ اس کے بعد میرے لئے بے شمار پناہ گاہیں تھیں۔ ایک درخت کے کھوکھلے تنے میں' میں نے اپنا ٹھکانہ منتخب کیا اور کیونکہ بہت زیادہ تھکن ہوگئی تھی اس لئے آرام کرنے لیٹ گیا۔ اب مجھے یہ دیکھنا تھا کہ جو کچھ میں نے فرید احمد سے کہا ہے اس کے لئے میں کیا کر سکتا ہوں۔

آنکھیں بند کیں تو امبینا کا چہرہ نگاہوں کے سامنے آگیا۔ امبینا' میری بچپن کی ساتھی.......... بچپن کی دوست.......... نہ جانے کہاں ہے وہ؟ آہ' مجھے امبینا کا پتہ معلوم ہو جائے تو میں اسے بھی اپنی اس دنیا میں لے آؤں اور اس سے کہوں کہ امبینا ذرا دیکھ یہ انسان تو سب سے انوکھی چیز ہے۔ اگر جُون بدلنی ہے تو انسانوں کی جُون اختیار کی جائے ان میں لاتعداد کہانیاں ہیں۔ ایسے ایسے انوکھے واقعات جنہیں عقل تسلیم بھی نہ کرے۔ امبینا مجھ تک واپس آجا' کیا تیرا بھی کوئی علم تجھے میرا پتہ نہیں دے سکتا؟ پھر میں نے دل میں خود ہی یہ فیصلہ کیا کہ جس طرح میں امبینا کو تلاش کرنے میں ناکام رہا ہوں وہ بھی مجھے تلاش نہ کر پا رہی ہوگی۔ ہاں بس' جس طرح میرے علم نے مجھے یہ بتا دیا ہے کہ امبینا زندہ ہے تو امبینا کے علم نے بھی اسے اس بات کا پتہ دے دیا ہوگا کہ میں بھی زندہ ہوں۔ شاید کبھی ہم دونوں پھر سے مل بیٹھیں۔ ان حسین لمحات کے گزرتے ہوئے' جب انسانی زندگی لمحہ لمحہ میرے علم میں آرہی تھی اور مجھے یہ احساس ہو رہا تھا کہ ہزار سال کی عمر پانے کے بعد جُون بدل کر اگر کوئی شکل اختیار کی جائے تو وہ انسان کی ہی ہونی چاہئے۔ میرے دل میں امبینا کا زخم بھی تھا پھر نہ جانے کب سو گیا اور پھر دوسرے دن جاگا۔ میں جانتا تھا کہ دن کی روشنی میں میرا باہر نکلنا سخت خطرناک ہوگا اور مجھے کوئی نقصان بھی پہنچ جائے گا۔ چنانچہ رات کا انتظار کرنے لگا اور جب خوب رات ہوگئی تو میں نے اپنی جگہ چھوڑ دی اور برق رفتاری سے زمین پر رینگتا ہوا عمارت میں داخل ہوگیا۔ جگہ بہت اچھی مل گئی تھی آرام کرنے کے لئے۔ درخت کے کھوکھلے تنے کی جانب کوئی بھی نہیں آتا تھا سارا دن سکون سے گزرا تھا۔ موسم میں بھی ٹھنڈک تھی۔ بہرحال میں عمارت کے مختلف حصوں میں چکراتا رہا۔ سب

لوگ سو چکے تھے میں نے کہکشاں کے کمرے میں جھانکا تو اسے جاگتے ہوئے پایا۔ ایک مخصوص جگہ سے میں اس کا جائزہ لینے لگا۔ یقیناً یہ بہروز کی امبینا تھی۔ اتنی ہی خوبصورت اور پُرکشش۔ اب وہ ہوشمند تھی اور چیخ نہیں رہی تھی لیکن وہ ایک تصویر کے سامنے تھی۔ ایک بہت بڑی سی شکل اس کے سامنے نظر آرہی تھی جسے تصویر ہی کہا جا سکتا ہے۔ ایسی تصویر جو آنکھوں میں پیوست ہو جائے اور یقینی طور پر یہی اس کا نر تھا جس کا نام بہروز تھا۔ میں وہاں سے آگے بڑھا اور اس کے بعد فرید احمد کو دیکھا جو عبادت کر رہا تھا اور مدہم مدہم آواز میں کچھ کہتا جا رہا تھا۔ میں نے اس کے الفاظ سنے تو کچھ سمجھ میں آئے اور کچھ سمجھ میں نہ آئے۔ وہ کہہ رہا تھا۔

"میرے معبود' میری بیٹی کو اس کی زندگی کی ہر خوشی دے دے۔ میرے معبود دنیا میں میرے سوا اس کا اور کوئی نہیں ہے تو جانتا ہے کہ میں نے زندگی بھر کسی کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کی۔ سادہ سادہ زندگی گزاری ہے۔ اب میری اتنی سی آرزو ہے کہ تو میری بچی کو اس کی خوشیاں واپس دے دے۔" بہت دیر تک وہ ایسی ہی باتیں کرتا رہا اگر میرا اندازہ غلط نہیں تھا تو وہ عبادت کر رہا تھا اور دیوتاؤں سے کچھ مانگ رہا تھا۔ بہرحال میں نے ایک گوشے میں آکر اپنی جُون بدلی اور انسانی شکل اختیار کر گیا۔ میں یہ سوچ رہا تھا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہئے اور میرے ذہن میں روشنیاں جلنے لگیں۔ میں انتظار کرتا رہا پھر یوں ہوا کہ خوب رات گزر گئی اور میں نے اپنے دل میں جو فیصلہ کیا تھا۔ اس پر عمل کرنے کے لئے میں تیار ہوگیا حالانکہ میری عقل اس قدر میرا ساتھ نہیں دے پا رہی تھی لیکن اس سلسلے میں جو کچھ میں نے سوچا تھا وہ منفرد نوعیت کا حامل تھا اور میرا یہ خیال تھا کہ جو میں نے سوچا ہے ہو سکتا ہے وہ میرے لئے کارآمد ہی ثابت ہو۔ اس سلسلے میں اگر فرید احمد کو بھی بے خبر ہی رکھا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ عمارت کے سارے مکین سو چکے تھے اور مجھے اپنے کام میں کوئی دقت نہیں ہو رہی تھی۔ پھر یوں ہوا کہ میں نے اس کمرے میں دوبارہ جھانکا جہاں میں نے کہکشاں کو دیکھا تھا۔ وہ اب وہاں موجود نہیں تھی لیکن کمرے کے کارنس پر وہ تصویر ابھی رکھی ہوئی تھی جس کے سامنے وہ کھڑی ہوئی آنسو بہا رہی تھی۔ میں اس تصویر کے سامنے پہنچ گیا۔ اس کے بعد میں نے اسے اپنی آنکھوں میں محفوظ کر لیا پھر وہیں ایک جگہ فرش پر لیٹ کر میں نے اپنا اصلی جسم حاصل کیا۔ سانپ بننے کے بعد میں نے ایک بار پھر پھن اٹھایا اور اس تصویر کو دیکھنے لگا۔ پھر رفتہ رفتہ میں نے انسانی روپ اختیار کرنا

شروع کیا۔ تصویر چونکہ اس وقت میری آنکھوں میں بسی ہوئی تھی اس لئے میرے نقوش اسی انسان کے چہرے کے نقوش میں تبدیل ہوگئے اور پھر کچھ دیر کے بعد میں اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ سامنے ایک بہت بڑا آئینہ نظر آرہا تھا۔ میں قدم قدم چلتا ہوا اس آئینے کے پاس پہنچا اور جب اس آئینے میں' میں نے اپنے آپ کو دیکھا تو میں خود بھی حیران رہ گیا۔ تصویر والے نقوش سے اب میرے وجود میں ذرا برابر بھی فرق باقی نہیں رہ گیا تھا۔ آہ' کیا ہی دلچسپ بات ہے۔ کاش امبینا بھی میرے اس ذہانت بھرے عمل کو دیکھتی تو کس قدر خوش ہوتی۔ ہم دونوں مل کر اگر انسانوں کی دنیا میں' انسانوں کے مسائل کے ساتھ اس طرح سفر کرتے تو لطف ہی دوسرا ہوجاتا لیکن امبینا پتہ نہیں کہاں تھی۔ بس اس کے بعد میں نے جو دل میں سوچا تھا اس پر عمل کرنے کے لئے ضروری تھا کہ میں وہاں سے نکل جاؤں اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا میں آخر کار عمارت سے باہر آگیا اور اس کے بعد انسانوں کی دنیا کی مختلف چیزیں دیکھتا رہا۔ رات کے ساتھ' انسانی زندگی بھی سوگئی تھی لیکن روشنیاں جگمگا رہی تھیں اور بہت سے ایسے انسان اب بھی مصروفِ عمل تھے جن کی زندگی کا انداز مختلف تھا۔ وہ لوگ اپنے کاموں میں رات کو بھی مصروف تھے۔ میں انہیں جاننے کی کوشش کرنے لگا پھر اپنے منصوبے کے مطابق میں دوسرے دن صبح فرید احمد کی رہائش گاہ پر پہنچ گیا۔ بڑے دروازے سے اندر داخل ہوکر میں عمارت کے صدر دروازے تک پہنچا اور پھر وہاں سے اندر داخل ہوا تو سب سے پہلے میری نظر فرید احمد پر ہی پڑی تھی۔ فرید احمد نے مجھے دیکھا اور اس بری طرح اچھلا کہ گرتے گرتے بچا۔ پھر اس کے چہرے پر شدید غصے کے آثار نمودار ہوگئے وہ تیز تیز قدموں سے میری طرف بڑھا پھر ادھر اُدھر دیکھتا ہوا بولا۔

"کہاں مرگئے تھے تم مردود؟ کہاں چلے گئے تھے تم کمینے؟ میری بچی کو زندہ درگور کردیا تھا تم نے۔ آہ تم نے مجھے زندگی سے محروم کردیا تھا۔ کہاں غرق ہوگئے تھے تم اللہ تمہیں غارت کرے۔ تم نے............ تم نے............ تم نے کب کا انتقام لیا مجھ سے؟ بے حقیقت انسان' ذلیل کمینہ فطرت میں نے تجھے جانتے بُوجھتے بغیر قبول کرلیا تھا۔ سب کچھ تیرے حوالے کرنے کا فیصلہ کرلیا تھا میں نے لیکن اس کے بعد بھی تونے میری بیٹی کو دھوکا دیا۔ زندہ درگور کردیا تونے اسے۔ دیکھ' کیا حالت ہوگئی ہے اس کی۔ کیا کردیا تُونے میری بچی کو۔" فرید احمد پھوٹ پھوٹ کر رو پڑا تھا اور میں سوچ رہا تھا کہ ایسے موقعے پر مجھے کیا کہنا چاہئے۔ اس کی برہمی کے اظہار نے ایک لمحے کے لئے مجھے

بھی بوکھلا دیا تھا لیکن بہرحال اب میں حقیقتوں کا شناسا تھا اور یہ سمجھ سکتا تھا کہ اس برہمی کے بعد اس کی کیفیت معتدل ہوجائے گی۔ میں اگر چاہتا تو اسے صورتِ حال بتا سکتا تھا لیکن کوئی فائدہ نہیں۔ احسان تو کرنا نہیں تھا اس پر۔ بس ایسے ہی دل میں یہ خیال آگیا تھا کہ اس طرح کرکے دیکھا جائے کم از کم اس دنیا میں واقفیت ہی حاصل ہوگی۔ وہ روتا رہا اور پھر جب اس کے سینے کی تمام بھڑاس نکل گئی تو اس نے کہا۔

"دیکھو' اس کی جو حالت ہوگئی تھی تم اس کا تصور بھی نہیں کرسکتے۔ اللہ تمہیں عقل دے۔ بہروز تم اسے احتیاط سے راہِ راست پر لانے کی کوشش کرو۔ میں نہیں جانتا کہ اس کے اور تمہارے درمیان کیا اختلافات ہوگئے تھے لیکن اب وہ بہت نقصان اور تکلیف اٹھا چکی ہے۔ اسے سنبھالو' میں تم سے کوئی ایسا سوال نہیں کروں گا جو تمہیں ناپسند ہو۔" چنانچہ میں خاموشی سے وہاں سے چل پڑا۔ مجھے کم از کم یہ جان کر خوشی ہوئی تھی کہ میں نے جو کوشش کی ہے اس میں مجھے کامیابی حاصل ہوئی ہے جب فرید احمد نے مجھے بہروز کی حیثیت سے قبول کرلیا ہے تو یقینی طور پر کہکشاں بھی مجھے اس حیثیت سے تسلیم کرلے گی اور پھر میں دیکھوں گا کہ اسے کس طرح راہِ راست پر لاسکتا ہوں۔ ایک مشغلہ ہی سہی۔ باقی جہاں تک امبینا کی تلاش کا مسئلہ تھا تو یہ سب کچھ مجھے بہت آسان نظر آتا تھا۔ میں یہ تلاش جاری رکھوں گا کبھی نہ کبھی تقدیر مجھے یہ موقع فراہم کرہی دے گی۔ چنانچہ اب میں کہکشاں کی طرف چل پڑا۔ ویسے بھی وہ لڑکی مجھے شکل وصورت سے اچھی لگی تھی اور میرے دل میں یہ خیال تھا کہ کم از کم اس جیسی خوش شکل اور حسین لڑکی کو ایسے کسی دکھ کا شکار نہیں ہونا چاہئے چنانچہ میں کچھ دیر کے بعد اس کے کمرے میں داخل ہوگیا۔ وہ ذہنی طور پر غیر معتدل تھی لیکن ہر وقت وہیں رہتی تھی یہ بات مجھے فرید احمد نے بتائی تھی چنانچہ اس وقت بھی وہ ایک مسہری پر نیم دراز کوئی چیز دیکھ رہی تھی۔ شاید اس چیز کو کتاب کہتے ہیں اور اس سے علم حاصل ہوتا ہے۔ میں بہت سی باتیں جاننا چاہتا تھا اور اس فکر میں تھا کہ جس طرح بھی بن پڑے مجھے اس دنیا کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل ہوجائیں۔ جُون بدل کر کچھ بھی بن جایا جائے لیکن انسان کی بات ہی اور ہے۔ عقل ودانش کا پیکر' خوبصورت زندگی گزارنا جاننے والا۔ میں بھی انہی کے درمیان وقت کیوں نہ گزاروں۔ بہرحال جب میں اندر پہنچا تو کہکشاں نے کتاب پر سے نگاہیں ہٹائیں۔ مجھے دیکھا اور پھر اس طرح اچھل کر بیٹھ گئی جیسے اس کے جسم پر کوئی ضرب لگائی گئی ہو۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں

سے مجھے دیکھ رہی تھی اور پھر اس نے سرد لہجے میں کہا۔

"کون ہو تم؟" میں مسکرا دیا اور میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے نہیں پہچانیں کہکشاں؟"

"اوہ!" وہ آہستہ سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔ مجھے دیکھتی رہی اور پھر مدہم لہجے میں بولی۔ "تو یہ تم ہو۔"

"ہاں کہکشاں۔ تم سے دور جانے کے بعد مجھے یہ احساس ہوا کہ مجھے تمہیں نہیں چھوڑنا چاہئے تھا۔ کہکشاں' مجھے سخت افسوس ہے اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تم میری وجہ سے کس قدر پریشان رہی ہوگی۔ بہرحال میں اب آگیا ہوں اور تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ اس کے بعد تمہیں اس طرح چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔" کہکشاں عجیب سے انداز میں مجھے دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"مجھے تمہارے وعدے پر بالکل اعتبار نہیں ہے بہروز۔ تم.......... تم.........."

"نہیں کہکشاں تم یقین کرو۔"

"ٹھیک ہے۔ تم کہتے ہو تو میں مانے لیتی ہوں لیکن بہرحال تمہیں وہ قسم پوری کرنی پڑے گی جو تم نے کھائی تھی۔"

"قسم؟" میں نے کہا۔

"ہاں۔"

"خیر اگر تم اپنے اطمینان کے لئے مجھ سے کوئی قسم اٹھوانا چاہتی ہو تو میں تمہارا ہر کام کرنے کے لئے تیار ہوں۔"

"آؤ میرے ساتھ۔" کہکشاں نے کہا اور پھر اپنی جگہ سے اٹھ گئی۔ پھر وہ اس کمرے سے نکل کر ایک راہداری میں چل پڑی۔ وہ سیدھی سیدھی چلی جا رہی تھی اور میں خاموشی سے اس کے پیچھے چل رہا تھا پھر وہ ایک بڑے سے کمرے میں پہنچ گئی یہاں پہنچ کر اس نے ایک دیوار پر نہ جانے کیا کچھ کیا کہ اس کمرے میں ایک حیرت انگیز دروازہ نمودار ہوگیا۔ میں پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس دروازے کو دیکھ رہا تھا جب کہ پہلے یہ دروازہ موجود نہیں تھا۔ یہ انسان تو سچ مچ بڑا علم رکھتا ہے۔ اس کے عام لوگ ایسے ایسے جادو جانتے ہیں کہ ہم سانپوں میں بڑی بڑی عمر کے سانپ ایسے جادوگر نہیں ہوتے۔ نہ جانے یہ دروازہ اس نے کہاں سے پیدا کرلیا تھا پھر اس نے مڑ کر دیکھا اور

کہا۔

"چلو اندر چلو۔" میں خاموشی سے دروازے میں داخل ہوگیا۔ دروازے کی دوسری جانب سیڑھیاں تھیں جو نیچے اترتی تھیں۔ اب وہ یہ بات تو نہیں جانتی تھی کہ رات کی تاریکی میں بھی' میں دن کی روشنی کی مانند دیکھ سکتا ہوں لیکن اس نے کسی ذریعے سے دروازے کے دوسری جانب بھی روشنی جلادی تھی۔ وہ خود میرے پیچھے نہیں آئی تھی بلکہ وہیں کمرے میں رک گئی تھی۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ بھی میرے پیچھے پیچھے اترتی ہوئی اس بڑے سے ہال نما کمرے میں آگئی: ان سیڑھیوں کے اختتام کے بعد تھا۔ کمرے میں تیز روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ اس روشنی میں مجھے ایک صندوق نما شے نظر آرہی تھی جو ایک گوشے میں رکھی ہوئی تھی۔ نہ جانے کیوں مجھے یہ سب کچھ بڑا پُراسرار معلوم ہو رہا تھا۔ یہ خوبصورت سی لڑکی پہلے تو مجھے ایک عام سی لڑکی ہی محسوس ہوئی تھی لیکن اب یوں لگ رہا تھا جیسے اس کی شخصیت میں کوئی بہت ہی انوکھی بات ہے جو سمجھ میں نہیں آرہی۔ وہ آہستہ سے چلتی ہوئی آگے بڑھی اور پھر اس نے اس بڑے سے ہال کا دروازہ اندر سے بند کردیا اور اس کے بعد اپنا ہاتھ سیدھا کرکے بولی۔

"میرے ہاتھ کی طرف دیکھو۔ اس میں کیا ہے؟"

"جو چیز اس کے ہاتھ میں نظر آئی تھی وہ میرے لئے ناقابلِ فہم تھی۔ میں تعجب سے اسے دیکھنے لگا۔

"کیا ہے یہ؟"

"جاننا چاہتے ہو یا مذاق اڑا رہے ہو میرا؟"

"نن.......... نہیں۔" میں نے اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔ یہ چہرہ مجھے بے حد عجیب لگا تھا۔ ان آنکھوں میں نفرت کی چنگاریاں بھری ہوئی تھیں۔ میں تو یہ سوچ رہا تھا کہ وہ مجھ سے انتہائی محبت سے پیش آئے گی میری صورت دیکھ کر محبت سے دیوانی ہو جائے گی لیکن اس کی آنکھوں میں نفرت کے نقوش میرے لئے بڑے تعجب خیز تھے۔ میں نے کہا۔

"کہکشاں' تم مجھے بہت عجیب سی لگ رہی ہو۔"

"اور تم اپنے بارے میں کیا کہتے ہو؟"

"میں.......... میں جانتا ہوں کہ تم میرے چلے جانے سے ناراض ہوگی۔"

"خوب۔ بے وقوف آدمی تم نے یہ نہیں سوچا کہ اصل بہروز بھی واپس آسکتا ہے۔ اس کے بارے میں تمہیں کیا معلوم ہے؟"

"اصل بہروز؟"

"ہاں۔"

"تمہارا مطلب ہے کہ میں.......... میں اصل نہیں ہوں۔"

"میرا یہی مطلب ہے اور تم اس بات کو اچھی طرح جانتے ہو۔"

"تت.......... تمہیں شاید کوئی غلط فہمی ہوگئی ہے۔ کیا میری صورت بہروز جیسی نہیں ہے۔" جواب میں وہ زہریلے انداز میں مسکرادی تھی۔ پھر اس نے کہا۔

"تم کون ہو؟ یہاں آنے سے تمہارا مقصد کیا ہے؟ اگر بتادو تو بہتر ہے۔ میں گمنامی کے عالم میں کسی کو موت کا شکار نہیں بنانا چاہتی۔"

"مم.......... موت.........." میں بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولا اور اچانک ہی اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی اس عجیب وغریب شے کی کوئی کل دبائی۔ اس سے شعلہ نکلا اور میرے قریب سے گزرتا ہوا دیوار میں پیوست ہوگیا ساتھ ہی ایک دھماکہ بھی ہوا تھا جو بہت زوردار تھا۔ میرے تو حواس ہی بگڑ گئے۔ میں شدتِ خوف وحیرت سے گنگ رہ گیا تھا اور وہ زہریلی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ اس نے کہا۔

"اور اس کے بعد دوبارہ فائر ہوگا لیکن ساتھ ہی ساتھ تمہارے سینے میں سوراخ بھی ہوجائے گا۔"

"مگر کیوں؟ آخر کیوں؟ تم.......... تم میری زندگی لینے پر کیوں تل ہوگئی ہو۔ تم تو مجھ سے محبت کرتی ہو۔" میں نے بمشکل تمام کہا۔

"اب تم مجھے یہ بتاؤ تمہیں کس نے یہاں بھیجا ہے۔ میری محبت کی کہانی تمہیں کیسے معلوم ہوئی؟ کیا تم مجھے اس بارے میں نہیں بتاؤ گے۔"

"کس نے بھیجا ہے سے کیا مطلب؟ میں خود یہاں آیا ہوں۔ فرید احمد صاحب تمہارے لئے کس قدر پریشان ہیں کیا تمہیں اس کا اندازہ نہیں ہے؟ اور جب میں آگیا ہوں تو تم میرے ساتھ یہ سلوک کررہی ہو۔"

جواب میں اس نے نفرت بھرے انداز میں ہونٹ سکوڑے پھر بولی۔ "آؤ ادھر آؤ میرے پاس لیکن کان کھول کر سن لو اگر ذرا برابر کوئی حرکت کرنے کی کوشش کی تو میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ یہ تہہ خانہ ہزاروں رازوں کا مدفن ہے۔ تم یہ نہ

سمجھنا تمہاری کہانی یہاں سے باہر جاسکے گی۔ آؤ۔" میں سہما سہما اس کے ساتھ آگے بڑھ گیا تو وہ بولی۔

"اس صندوق کا ڈھکنا ہٹاؤ۔" میں نے اس کی خواہش کے مطابق لکڑی کے اس صندوق کا ڈھکنا ہٹایا تو اس کے اندر مجھے جو کچھ نظر آیا اسے دیکھ کر میں خوف سے پیچھے ہٹ گیا تھا۔ یہ بھی ایک انسانی بدن ہی تھا لیکن اس کے نقوش دیکھ کر مجھے اپنے آپ پر ہنسی آنے لگی۔ یہ تو میں ہی تھا.......... نہیں یہ میں نہیں بلکہ بہروز تھا جس سے وہ محبت کرتی تھی لیکن.......... لیکن یہ..........

"یہ.......... یہ مرچکا ہے؟" میں نے تعجب سے اس مردہ شخص کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے کیا سمجھتے ہو تم؟ میں ایک تعلیم یافتہ لڑکی ہوں اور یہ بات تم نہیں جانتے ہوگے کہ میں نے بہت سے علوم سیکھے ہیں جن میں مصر کا طریقۂ حنوط بھی مجھے معلوم ہے کہ قدیم مصر میں فرعونوں کو کیسے حنوط کیا جاتا تھا۔ میں نے اپنے محبوب کو اسی طرح حنوط کرکے اپنے لئے محفوظ کرلیا ہے۔ اس بدبخت نے میری محبت کو ٹھکرادیا تھا۔ اس نے مجھے تسلیم نہیں کیا تھا۔ یہ سمجھتا تھا کہ میری چاہت جو دیوانگی کی حد میں داخل ہوچکی ہے میری مجبوری بن گئی ہے۔ اس نے کسی اور لڑکی کو مجھ پر ترجیح دی تھی میں نے کئی بار اسے سمجھایا کہ دیکھو میں ایک شدت پسند لڑکی ہوں۔ میں تمہیں بے پناہ چاہتی ہوں تم اس چاہت کا تصور نہیں کرسکتے جو میرے دل میں تمہارے لئے ہے مجھ سے بے وفائی نہ کرو لیکن یہ مجھے بے وقوف سمجھتا تھا۔ میری تمام چاہتوں کے باوجود اس نے صرف یہ سوچ رکھا تھا کہ میری دولت اس کے قبضے میں آجائے تو وہ اسے ذریعہ عیاشی بنالے گا اور جب یہ میرے سمجھانے پر بالکل باز نہ آیا بلکہ ایک بار اس نے اپنی محبوبہ کے سامنے میری بے عزتی کردی تو میں نے دل میں یہ فیصلہ کرلیا کہ اب اسے زندگی سے محروم ہوجانا چاہئے۔ اس جیسے شخص کو زندگی نہیں دی جاسکتی۔ میں نے تو اسے اپنا سب کچھ دے دیا تھا۔ سب کچھ لیکن یہ دیوانہ تھا اسے قبول نہ کرسکا اور پھر.......... اور پھر ایک رات میں نے زہر دے کر ہلاک کردیا۔ میں نے ختم کردیا اسے اور اس کی لاش کو حنوط کرلیا اور اب.......... اب یہ صرف میری ملکیت ہے۔ دنیا اسے تلاش کرتی پھر رہی ہے لیکن اس میں اتنی جرات نہیں ہے کہ یہ یہاں سے ایک قدم آگے بڑھا سکے اور جب تک میں زندہ ہوں یہ اسی حالت میں یہاں پڑا رہے گا۔ اپنی

محبوباؤں سے دور۔ اپنی چاہتوں سے دور۔ اپنی زندگی کی خواہشوں سے دور۔ صرف اور صرف میری ملکیت اور تم.......... تم.......... تم اس کا روپ دھار کر یہاں آئے ہو۔ میک اپ کیا ہے تم نے اپنے چہرے پر۔ بتاؤ کیوں؟ کیا وجہ ہے اس کی؟ مجھے بے وقوف بنا کر کیا تم میری دولت حاصل کرنا چاہتے ہو؟ بولو۔ مجھے جواب دو۔" میں سکتے کے عالم میں کھڑا ہوا تھا کہ انسانوں کی یہ کہانی.......... آہ انسانوں کی یہ کہانی' لیکن یہاں تو کھیل ہی کچھ دوسرا تھا۔ یہ جنونی لڑکی اپنے ہاتھوں سے اپنے محبوب کو قتل کرکے اس کے لئے پاگل ہو گئی تھی۔ نہیں فرید احمد میں نے تو محبت بھرے انداز میں تمہارے لئے سوچا تھا اس پاگل لڑکی کے لئے میں کیا کر سکتا ہوں؟ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اس کا کھیل تو ختم ہو چکا ہے۔ تو میں نے اس سے کہا۔

"لڑکی' ٹھیک ہے میں کون ہوں کیا ہوں؟ یہ جاننا نہ تمہارے لئے ضروری ہے اور نہ میں تمہیں بتانا چاہوں گا۔ میں تمہاری دولت کا لالچ بھی نہیں رکھتا۔ دولت میرے لئے کوئی حیثیت بھی نہیں رکھتی۔ اب تم ایسا کرو کہ مجھے جانے دو۔ میں جا رہا ہوں اور اس کے بعد دوبارہ کبھی تمہارے سامنے نہیں آؤں گا۔"

"تم نے وہ راز جان لیا ہے جس کے بعد تمہاری زندگی میرے لئے خطرناک ہے۔ سنو میں اس وقت تو جا رہی ہوں لیکن تم اپنے آپ کو تیار کر لینا کہ مجھے اپنے بارے میں بتا دو اگر تم نے نہ بتایا تو اس تہہ خانے میں دو لاشیں ہوں گی۔ ایک یہ اور دوسری اس کے ہم شکل کی یعنی تمہاری۔ سوچ لینا' غور کر لینا۔ کل دن میں' میں کسی وقت آؤں گی۔ مجھے یقین ہے کہ اس وقت تم سچ بولنے کا فیصلہ کر چکے ہو گے۔" وہ واپسی کے لئے مڑی اور میں خاموشی سے اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا پھر جب وہ اوپر کا دروازہ بند کرکے چلی گئی اور اندر اس تہہ خانے میں تاریکی ہو گئی تو میں نے دل میں سوچا کہ پراتا' انسانوں کے درمیان تو بہت زیادہ ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ زیادہ چالاکی کا ثبوت نہ دو۔ انہیں جانو' دیکھو' پرکھو اور اپنی امبینا کو تلاش کرتے رہو۔ اسی میں بہتری ہے۔ سوچے سمجھے بغیر کسی مسئلے میں اتنا نہیں گھس جانا چاہئے۔ چلو نکلو یہاں سے۔ فرید احمد کا یہ گھر چھوڑ دینا زیادہ مناسب ہو گا۔ چنانچہ میں اِدھر اُدھر دیکھتا پھرا۔ پھر تہہ خانے میں مجھے ایک ایسی جگہ نظر آئی جہاں سے میں سوراخ میں داخل ہو سکتا تھا۔ شاید چوہوں نے یہ سوراخ بنایا تھا جو آگے جا کر ایک نالی میں جا ملتا تھا۔ بس میرے لئے اتنا ہی کافی تھا۔ میں نے زمین پر بیٹھ کر اپنے بدن کو اپنی اصلی شکل میں لانا شروع

کر دیا اور جب وہ ایک پتلے لچکدار سانپ کی شکل اختیار کر گیا تو میں اس سوراخ میں داخل ہو گیا۔ اب یہاں سے باہر نکل کر مجھے ایک نئی دنیا کی تلاش تھی۔ کسی ایسی جگہ کی تلاش جہاں انسانوں کی کوئی نئی کہانی میرے علم میں آ سکے۔

☆======☆======☆

نہ جانے کتنا فاصلہ میں نے اپنی اصلی شکل میں طے کیا تھا۔ ویسے تو مجھے کوئی تکلیف یا پریشانی نہیں تھی۔ انسانوں کی دنیا میں زندگی گزارنا کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ لیکن بس میں یہ سوچ رہا تھا کہ انسانوں کی اس دنیا میں انسانی شکل میں ہی زندگی گزارنا زیادہ مناسب ہو گا۔ کسی بھی جگہ کوئی بھی شکل اختیار کی جائے چنانچہ ایک مناسب جگہ دیکھ کر میں نے ایک انسانی شکل اختیار کر لی۔ یہ وہ شکل نہیں تھی جسے وہ لڑکی کہکشاں تہہ خانے میں بند کرکے چلی گئی تھی۔ اتنی عقل تو مجھے بھی تھی کہ اب اس شکل میں رہنا اپنے آپ کو خطرے میں ڈالنا تھا۔ پتہ نہیں ان لوگوں کے وسائل کیا کیا ہوں۔ ابھی سب کچھ تو نہیں سمجھ پایا تھا میں بہرحال ایک انسان کی شکل اختیار کرنے کے بعد میں اپنی جگہ سے آگے بڑھ گیا اور پھر ایک دیکھنے والے کی حیثیت سے ماحول کا جائزہ لیتا ہوا اس جگہ سے بہت دور نکل آیا۔ ایک ایسی جگہ۔ جہاں درختوں کی گھنی چھاؤں پھیلی ہوئی تھی۔ بیٹھ کر میں یہ سوچنے لگا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہئے کہ اچانک ہی ایک کار میرے قریب آ کر رُکی۔ اب کم از کم اتنی باتوں کو میں جان چکا تھا کہ کون سی چیز کیا ہوتی ہے؟ کار میں ایک عمر رسیدہ آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے مجھے دیکھا۔ دیکھتا رہا پھر بولا۔

"آؤ' کیا اب بھی تم عقل سے عاری ہو اور اپنے لئے کوئی صحیح فیصلہ نہیں کر سکتے۔ بے وقوف' زندگی بہت مشکل چیز ہے۔ اسے گزارنا آسان نہیں ہوتا۔ آؤ بیٹھو۔ میرے ساتھ چلو۔" میں نے دل ہی دل میں گہری سانس لی تھی۔ یہ شخص جو کوئی بھی ہے کم از کم چہرے سے برا آدمی معلوم نہیں ہوتا اور جس غلط فہمی کا یہ شکار ہوا ہے یقینی طور پر وہ غلط فہمی میری شکل کی وجہ سے ہوئی۔ گویا پھر کسی نئی کہانی کا آغاز۔ ایک سانپ کی زندگی میں اس سے حسین تجربات بھلا اور کہاں ہو سکتے تھے۔ میں تو بہت خوش تھا لیکن بس ایک ہی دکھ تھا امبینا.......... آہ امبینا.......... اگر وہ تجربات میں میرے ساتھ ہوتی تو زندگی کا لطف ہی دوبالا ہو جاتا۔ دنیا کی سب سے انوکھی مخلوق کے درمیان گزرنے والا وقت کتنے خوبصورت تجربات کا حامل ہے۔ یہ کوئی مجھ سے پوچھتا۔ بہرحال امبینا تو اب دل میں ایک حسرت سی بن کر رہ گئی تھی۔ اس شخص کی ہدایت پر

میں اس کے ساتھ کار میں جا بیٹھا اور اس نے کار آگے بڑھا دی۔ یہ سفر بھی میری زندگی کا ایک منفرد تجربہ تھا۔ عقل والے انسان نے اپنے لئے کیا کیا آسانیاں پیدا کرلی تھیں۔ کمال کی بات تھی۔ بہرطور وہ مجھے ایک انتہائی خوبصورت عمارت میں لے گیا اور پھر اس نے کہا۔

"بدنصیبی کو اپنے آپ پر مسلط کرنا کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ میں تمہیں جہاں بھیجنا چاہتا تھا تم نے وہاں سے گریز کرکے اچھا نہیں کیا۔ میری بات نہ مانو۔ ایک بار تو وہاں جاکر دیکھو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر وہ جگہ تمہیں پسند نہ آئے تو تم مجھے بتا دینا۔ یہ کیا کہ بغیر کچھ کہے سنے غائب ہو گئے۔"

انسانوں سے اب اتنی واقفیت تو ہوگئی تھی مجھے کہ میں ان کی بات سمجھ سکتا کوئی مشکل ہوتی تو سمجھ سکتا۔ یہ شخص ضرور مجھے کسی کے دھوکے میں یہاں پر لایا تھا لیکن کچھ نہ کچھ تو ہونا ہی تھا اور مجھے کہیں نہ کہیں تو جانا ہی تھا۔ یہ خوبصورت عمارت بہت اچھی تھی میں خاموشی کے ساتھ اس کمرے میں چلا گیا جہاں وہ مجھے لے جانا چاہتا تھا۔ پھر اس نے کہا۔

بیٹھو! میں ایک بار پھر تم سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔" میں نے آنکھیں بند کرکے گردن ہلادی تو اس نے کہا۔

"دیکھو! تم مجھے بتا چکے ہو کہ تمہارے ساتھ زندگی کے بہت سے مسائل وابستہ ہیں انسان اگر اپنی کوششوں میں ناکام ہو جائے اور وقت اسے یہ موقع دے کہ وہ اپنا کام کرے اور مشکلات میں نہ پھنسے تو میں سمجھتا ہوں کہ اسے اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ میں تمہیں اتنی رقم دے رہا ہوں جتنی تم زندگی میں کبھی نہیں کما سکتے کچھ اور چاہتے ہو مجھ سے تو بتاؤ میں تمہاری خواہش پوری کروں گا' خاموش مت بیٹھو مجھے جواب دو مجھ سے بات کرو۔" میں نے گردن ہلائی اور کہا۔

"ہاں! میں بھی تم سے بات کرنا چاہتا ہوں لیکن کیا تمہیں اس وقت افسوس ہوگا جب تمہیں اس بات کا علم ہو کہ تم جسے کوئی اور سمجھ کر اپنے ساتھ لے آئے ہو وہ اصل میں وہ نہیں ہے جو سمجھ کر تم اسے اپنے ساتھ لائے ہو؟" جواب میں وہ شخص تعجب بھری نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا۔ میں نے بھی پہلی بار اس کا تجزیہ کیا تھا یہ تصور تو پہلے بھی میرے دل میں آیا تھا کہ وہ ایک شریف آدمی ہے اور ذرا تھوڑا سا مختلف بھی۔ وہ میری بات کو سمجھنے کی کوشش کرتا رہا اور کچھ دیر کے بعد اس نے کہا۔

"تم جو کچھ کہنا چاہتے ہو ذرا اور صاف الفاظ میں کہو تمہاری بات میری سمجھ میں نہیں آسکی۔"

"تم نے مجھ سے کہا کہ میں تمہیں بتائے بغیر تمہارے پاس سے چلا گیا۔"

"ہاں۔"

"لیکن میں تم سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں زندگی میں پہلی بار تمہارے پاس آیا ہوں۔"

"کیا مطلب؟"

"جو تم مجھے سمجھ رہے ہو میں وہ نہیں ہوں۔"

"یعنی تمہارا نام اختر علی نہیں ہے۔"

"افسوس! نہیں۔"

"کیا کہہ رہے ہو تم؟"

"اگر تم نے میری باتیں سنی ہیں تو سمجھ لو کہ وہی کہہ رہا ہوں۔"

"ارے ہاں! اب تمہیں غور سے دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ واقعی' اوہو معاف کرنا میرے دوست' میں تمہیں اختر علی کے دھوکے میں یہاں لے آیا اس کا مطلب ہے کہ میں ایک بار پھر ناکام ہوگیا افسوس.......... افسوس۔ مگر سنو تم کون ہو؟"

"یہ بات تم نے بہت اچھی کی ہے پہلے تم مجھے اپنے بارے میں بتاؤ۔" میں نے کہا۔

"خوب! شکل بالکل اختر علی جیسی ہے لیکن اب غور کررہا ہوں تو اندازہ ہو رہا ہے کہ واقعی تم اختر علی نہیں ہو مگر تم آخر ہو کون؟"

"بات پھر وہی آگئی پہلے میں تمہارے بارے میں جاننا چاہتا ہوں۔" میں نے کہا۔

"میرا نام راضی ہے پروفیسر راضی' میں ایک سائنٹسٹ ہوں اصل میں بات یہ ہے کہ دنیا میری ذہنی سطح سے بہت نیچی ہے اس دنیا میں رہنے والے لوگ پروفیسر راضی کی علمی بلندی کو نہیں جان سکے اور میں ان سے تعاون کرنے پر آمادہ نہیں ہوں میں اپنی سطح سے نیچے آکر کام کر ہی نہیں سکتا جبکہ وہ لوگ مجھ سے بہت معمولی کام لینا چاہتے ہیں۔"

"کون لوگ؟"

"دنیا کے کئی ملکوں کے سائنسی ادارے۔ وہ نہیں جانتے کہ پروفیسر راضی اصل میں کیا چیز ہے پروفیسر اتنا بڑا سائنس دان ہے کہ دنیا اگر اسے سمجھ لے تو سائنس کی دنیا میں ایک انقلاب آجائے لیکن کوئی فرق نہیں پڑتا میں نہ ننگا ہوں نہ بھوکا میں اپنی قدر وقیمت خود جانتا ہوں۔ میں نے اپنی لیبارٹری میں جو کچھ بنایا ہے کوئی اگر دیکھے تو حیران رہ جائے مگر میں اس دنیا کو کیوں دکھاؤں؟ کیا سمجھے اب تم مجھے اپنے بارے میں بتاؤ۔"

"پروفیسر راضی سائنس داں! افسوس میں یہ ساری باتیں نہیں سمجھ سکتا کاش میں انہیں سمجھ سکوں۔"

"تمہارا نام کیا ہے؟"

"پراتا' اور میں تم سے جھوٹ نہیں بولوں گا۔"

"پراتا' ریڈ انڈین ہو؟"

"کچھ بھی نہیں ہوں جو کچھ ہوں اگر تمہیں اس کے بارے میں پتا چل جائے تو تم یقین نہیں کرو گے۔"

"تو پھر ایسا کرو کہ اپنی شناخت مجھ پر چھوڑ دو۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"میں خود تمہارے بارے میں معلوم کروں گا کہ تم کون ہو۔"

"یہ کام تم نہیں کرپاؤ گے پروفیسر راضی!"

"یہ تم پروفیسر راضی سے کہہ رہے ہو۔"

"ہاں۔"

"تو پھر آؤ پہلے میں تمہیں اپنا طلسم کدہ دکھاؤں کہ وہ کیا چیز ہے۔" میں پروفیسر راضی کے ساتھ اٹھ گیا یہ مجھے دلچسپ شخصیت معلوم ہو رہی تھی وہ مجھے پیچ در پیچ راستوں سے گزار کر ایک تہہ خانے میں لایا۔ یہ تہہ خانہ تھا کہ بس دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ بہت بڑی جگہ تھی جہاں مدھم نیلی روشنی پھیلی ہوئی تھی اور اس نیلی روشنی میں جو کچھ نظر آرہا تھا وہ بڑا عجیب وغریب تھا ایک طرف کچھ خانے بنے ہوئے تھے وہ مجھے یہاں لانے کے بعد یہ تمام چیزیں دکھاتا ہوا بولا۔

"اور یہ دنیا کی عظیم الشان تجربہ گاہ ہے یہاں آکر کوئی شخص اپنے آپ کو چھپا نہیں سکتا یہاں زمین' آسمان' خلا' سیارے ان سب کی تفصیلات موجود ہیں اور تم میرے دوست سوچ بھی نہیں سکتے کہ میں نے یہاں کیا کیا کچھ بنا لیا ہے......... ہاں خیر

چھوڑو میں نے تو تمہیں اپنا تعارف کروا دیا اب تمہارا تعارف بھی میں اپنی زبان سے ہی کراؤں گا آؤ ذرا میرے ساتھ میں تمہیں ایک اور چیز دکھاؤں پھر وہ مجھے کچھ خانوں کے پاس لے گیا۔ چھ دروازے تھے جن پر مختلف نام لکھے ہوئے تھے ایک پر لکھا ہوا تھا خلا دوسرے پر زمین کی گہرائیوں میں تیسرے پر کچھ اور چوتھے پر کچھ اور پانچویں میں لکھا ہوا تھا مستقبل چھٹے پر لکھا ہوا تھا ماضی یہ ساری تفصیلات میں نے یہاں انسانوں کی دنیا میں آنے کے بعد ہی سنی اور تھیں اور ان کے بارے میں تھوڑا بہت جانتا تھا۔ وہ کہنے لگا۔

"ان میں سے ہر خانہ جیسا کہ میں نے بتایا اسی کے مطابق ہے اگر تم چاند پر جانا چاہتے ہو تو میں تمہیں وہاں بھیج سکتا ہوں۔ اگر تمہیں خلائی تحقیقات کا شوق ہے تو تم خلا میں جاکر وہاں سے علم حاصل کرسکتے ہو کیا سمجھے میں نے تمہیں ماضی میں بھیجنے کے لئے منتخب کیا تھا تمہیں ایک ایسی عجیب وغریب شخصیت دے کر میں وہاں روانہ کرنے والا تھا کہ تم تصور بھی نہیں کرسکتے تھے میرا مطلب ہے اس شخص کو جسے میں نے اس کام کے لئے منتخب کیا تھا بہرحال میرے دوست یہ ساری باتیں بعد کی ہیں ابھی تم سے تمہارا تعارف ہوجائے کیا مجھے اپنی زندگی کے چند منٹ دے سکتے ہو۔

"کیوں نہیں!" میں نے جواب دیا۔

"تو آؤ ذرا اس طرف آجاؤ۔" اس کے بعد اس نے مجھے ایک کرسی پر بٹھایا اور خود نہ جانے کیا کیا حرکتیں کرتا رہا وہ۔ میرے سر پر ایک عجیب وغریب چیز لاکر رکھ دی جس کا وزن میرے سر پر نہیں تھا لیکن اس سے نکلنے والی روشنیاں میرے سر پر پڑھ رہی تھیں مجھے نیند سی آنے لگی اور چند لمحوں کے لئے میں ماحول سے بیگانہ ہوگیا پھر کچھ دیر کے بعد اس نے یہ سب کچھ ہٹایا اس کے چہرے پر حیرت کے نقوش تھے اس کے منہ سے آواز نکلی۔

"میرے اللہ! میرے اللہ تم آخر ہو کون؟ تمہارے سر میں تو دماغ ہی نہیں ہے میں تو کچھ بھی نہیں معلوم کرسکا تمہارے بارے میں۔ تم نے میری ساری محنت برباد کرکے رکھ دی آہ' تم کون سی دنیا کی مخلوق ہو تم اس زمین کے باشندے نہیں ہوسکتے میں نے وہ سارے عمل کرڈالے۔ تمہارا ایکسرے لیا ہے میں نے' نہ تمہارے دل گردے ہیں نہ پھیپھڑے ہیں نہ تلی اندر کچھ ہے ہی نہیں سوائے ایک نامعلوم خلا کے تم بغیر ہڈی کے انسان ہو آخر تم ہو کون؟"

"تم نے کہا تھا پروفیسر کہ تم میرے بارے میں خود بتاؤ گے۔"

"دیکھو میرے دماغ کی رگیں پھٹ جائیں گی میں نے کسی کو اندر سے اتنا عجیب وغریب نہیں دیکھا۔ میں نے تمہارے دماغ کا تجزیہ کیا تو پتا چلا کہ تم سوچ سکتے ہو سب کچھ کرسکتے ہو لیکن اس کی کوئی تصویر نہیں آسکتی تمہاری دماغ کی جگہ بھی خالی ملی ہے مجھے اور جسم کی جگہ بھی میرے دوست اگر مجھ سے تعاون کرو تو مجھے بتادو کہ تم ہو کون؟"

"تم پہلے آدمی ہو جو مجھے ملے ہو اور اس سے مجھے یہ اندازہ ہوا ہے کہ انسانوں کی دنیا کے لوگ بہت سی ایسی باتیں بھی جان سکتے ہیں جو ہماری سمجھ میں نہیں آتی ہیں تمہیں اپنے بارے میں بتاؤں کہ میں کون ہوں۔"

"ہاں اب تو میں تم سے یہ درخواست کروں گا کہ تم مجھے اپنے بارے میں بتاؤ۔"

"تو پھر سنو! میں ایک سانپ ہوں۔"

"کیا؟"

"ہاں سانپ۔"

"کیا کہہ رہے ہو پیارے بھائی۔"

"میں ایک سانپ ہوں تم نے سانپوں کی کہانیاں کبھی سنی ہیں؟"

"بہت۔"

"اور تمہیں یہ بھی پتا ہے کہ ہزار سال کی زندگی پوری ہونے کے بعد سانپ کے اندر یہ قوت پیدا ہوجاتی ہے کہ وہ اپنی پسند کا کوئی بھی روپ دھار لے!"

"بالکل سنا ہے میں نے مگر میں اس پر یقین نہیں کرتا۔"

"تو اب یقین کرلو۔"

"یعنی تم ایک سانپ ہو اور تمہاری عمر ہزار سال سے زیادہ ہے؟"

"بہت زیادہ' امبینا کی عمر بھی اتنی ہی تھی۔"

"یہ امبینا کون تھی۔"

"میری محبوبہ۔"

"ارے باپ رے! تم لوگ بھی محبوبہ رکھتے ہو۔"

"کیوں نہیں خالق کائنات نے اس کائنات میں ہر ذی روح کے لئے جوڑے پیدا کئے ہیں تاکہ کائنات کا تصور آگے بڑھتا رہے ہم بھی اس کے قائل ہیں۔"

"یہ میری زندگی کا ایک اور انوکھا تجربہ ہے کیا واقعی جو کچھ تم کہہ رہے ہو بالکل سچ ہے؟"

"تم میرا دماغی تجزیہ کرچکے ہو۔"

"ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تم انسانوں کی دنیا جیسے نہیں ہو تمہارے اندر کچھ عجیب وغریب باتیں ہیں جو بالکل سمجھ میں نہیں آتیں۔"

"اس کی وجہ یہی ہے کہ میں سانپ ہوں۔"

"کمال ہے' کمال ہے' واقعی کمال ہے مگر تم نے اپنی مرضی سے یہ انسانی روپ دھارا ہے؟"

"ہاں افسوس میں اور امبینا انسانوں کی دنیا کی تلاش میں نکلے تھے یہ دیکھنا چاہتے تھے ہم کہ انسان کیا چیز ہوتے ہیں ہمارے تجربے بڑے خوفناک نکلے اور نتیجے میں ہم ایک دوسرے سے جدا ہوگئے۔"

"یعنی تم اور تمہاری محبوبہ۔"

"ہاں۔"

"تو پھر؟"

"اور اب میں امبینا کو تلاش کررہا ہوں۔"

"انسان بن کر؟"

"ہاں۔"

"کیا تمہارا کوئی مخصوص ٹھکانہ بھی ہوتا ہے؟"

"ہمارے رہنے کی جگہ؟"

"ہاں۔"

"ہاں ہوتا ہے اور وہ وادی اشمولا کہلاتی ہے۔"

"وہاں تم سانپ رہتے ہو؟"

"سانپوں کے بے شمار قبائل وادی اشمولا میں آباد ہیں۔"

"دلچسپ بہت دلچسپ!" پروفیسر راضی نے کہا اور ایک بٹن آن کردیا اور پھر بولا۔

"تمہاری باتیں میرے پاس ریکارڈ ہورہی ہیں ایک سانپ کی آواز کو ریکارڈ کرکے میں اپنی زندگی کا انوکھا تجربہ کررہا ہوں اچھا پرانا نام بتایا تم نے اپنا۔"

"ہاں۔"

"تو امبینا تم سے جدا ہو گئی۔"

"ہاں اور اب مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ ہم دونوں نے غلط فیصلے کیوں کئے ہمیں انسانوں کی اس دنیا کا رخ نہیں کرنا چاہئے تھا یہاں آکر تو ہمارا سب کچھ چھن گیا۔ اب مجھے صرف امبینا کی تلاش ہے امبینا اگر مجھے مل گئی تو میں وادی اشمولا میں واپس لوٹ جاؤں گا۔ تمہاری دنیا سے کوئی دلچسپی نہیں رہی ہے۔"

"وہ ایک ناگن ہے اور اس نے بھی انسانی روپ دھار لیا ہے؟"

"بالکل۔"

"تم مجھے بتا سکتے ہو کہ وہ کیسی شکل میں ہو گی۔"

"نہیں، میں نہیں بتا سکتا اور نہ میں جانتا ہوں۔"

"اگر میں تم سے ایک وعدہ کروں تو تم میرے وعدے پر یقین کر لو گے۔"

"نہیں!" میں نے جواب دیا اور وہ چونک کر مجھے دیکھنے لگا کچھ لمحے دیکھتا رہا اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"پسند آئی تمہاری بات مجھے پسند آئی واقعی دنیا کے رہنے والے اپنا بھرم اتنا ہی کھو چکے ہیں لیکن صاف گوئی سے کہنے والے بھی انسانوں میں کم از کم نہیں ہو سکتے کیونکہ تم ایک سانپ ہو اس لئے تم نے صاف گوئی سے یہ بتا دیا مجھے کہ تم مجھ پر یقین نہیں کر سکتے۔"

"ہاں تم میری بات کا برا نہ ماننا میرا تجربہ ایسا ہی ہے۔"

"بالکل ٹھیک کہتے ہو تم اچھا خیر میں تم سے جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ سنو اور غور سے سنو۔ امبینا کو میں تلاش کر کے رکھوں گا میں ایک تجربہ کرنا چاہتا ہوں اپنی زندگی کا سب سے انوکھا تجربہ۔"

"وہ کیا؟"

"میں تمہیں میرا مطلب ہے کہ کسی ایسے شخص کو ماضی میں بھیجنا چاہتا ہوں جو مجھے واپس آکر ماضی کی کہانی سنائے وہ خود ماضی میں ایک طویل سفر طے کرے تمہاری عمر ہزار سال ہے اس سے بڑی بات اور کوئی نہیں ہو سکتی کیونکہ تم ابھی طویل عمر جیو گے جبکہ انسان بہت مختصر عمر جی سکتا ہے۔ میں اپنے پروگرام کو تھوڑا سا تبدیل کر سکتا ہوں ذرا ماضی میں جاؤ میری یہ مشین تمہیں کسی ایسے دور میں پہنچا دے گی جو انتائی

دلکشی کا حامل ہو گا۔ تاریخ کے حوالے سے میرے پاس مواد بہت کم ہے اور میں خاص طور سے ان وحشیوں کی زندگی کا تجزیہ کرنا چاہتا ہوں جو ماضی کے کسی دور میں آباد تھے اور ان کے اپنے مسائل تھے تاکہ جب میری دنیا کے بارے میں کتاب شائع ہو تو میں اس میں اس دور کے حالات چشم دید شخصیت کے حوالے سے لکھ سکوں ذرا تم غور تو کرو کتنا بڑا کام ہو گا یہ اور واقعی تم وہاں جا کر سب کچھ سمجھ سکو گے۔"

"لیکن تم نے ایک بات کہی ہے کہ تم امبینا کو تلاش کرو گے۔"

"جب تم ماضی سے واپس آؤ گے اور ماضی کا سفر ختم ہو جائے گا تو یقین کرو کہ میں امبینا کو تمہارے حوالے کر دوں گا اگر ایسا نہ کروں تو تم ناگ ہو مجھے ڈس کر ختم کر دینا۔" میں اس شخص کی پیشکش پر غور کرنے لگا جیسا کہ میں آپ کو پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ یہ چہرے سے اچھا خاصا شریف لگتا تھا اور میں ایک ایسی مشکل میں گرفتار تھا جس کا کوئی حل میرے پاس نہیں تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ انسانوں کی دنیا میں آکر انسانوں کی شناخت ایک دلچسپ مشغلہ تھا اگر امبینا بھی ساتھ ہوتی تو ہم اسے مشغلہ کہہ سکتے تھے لیکن اب تو یہ میری مجبوری بن گیا تھا میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن ماضی کی دنیا میں میرا حشر کیا ہو گا کیا میں زندہ انسانوں کے درمیان جاؤں گا؟"

"آہ ایک ایسا تجربہ کرو گے تم جس پر تمہیں خود یقین نہیں آئے گا جنگل پہاڑ، دریا سب کچھ تمہارے جانے پہچانے ہیں۔ میں تمہیں جس علاقے میں بھیج رہا ہوں وہ بڑا دلچسپ اور غیر معمولی طور پر شاندار علاقہ ہو گا وہاں کی زندگی کے حالات کا تجزیہ کر کے اسے اپنے ذہن میں محفوظ رکھنا اور میں جب تمہیں ماضی کے سفر سے واپس بلاؤں گا تو پھر میں اس کے بارے میں سوالات کروں گا اور وہی میری محنت کا صلہ ہو گا ہاں یہ وعدہ ہے کہ امبینا کو میں چاہے کائنات کے کسی گوشے میں تلاش کروں لیکن اسے تم تک پہنچانا میرا فرض ہو گا۔" بڑی اچھی پیشکش تھی میرے خیال میں مجھے مان لینی چاہئے تھی۔ میں نے اس سے کہا۔

"وہاں مجھے کوئی نقصان تو نہیں پہنچے گا۔"

"نہیں بالکل نہیں پہلی بات تو یہ کہ وہ گزری ہوئی باتیں ہوں گی تم بے شک ان باتوں میں ایک کردار بن جاؤ گے عمل بھی کرو گے مگر وہ عمل بھی ماضی کا ایک حصہ ہو گا تمہاری جان کو وہاں کوئی خطرہ نہیں ہو گا۔ اگر وہاں کوئی خطرہ ہو گا تو میں تمہیں تنہا نہیں

چھوڑوں گا تم بے فکر رہو اس بارے میں۔"

"ٹھیک ہے میں اس کے لئے تیار ہوں۔"

"میں تمہارے جسم کو سنہری اور اتنا خوبصورت بنادوں گا اور تمہارے جسم کو ایک ایسی قوت بخشوں گا جو دنیا کے عام لوگوں میں نہیں ہوتی تم انوکھے کہلاؤ گے اور جو بھی تمہیں دیکھے گا حیرت سے پاگل ہو جائے گا۔ ایسی خوبصورت زندگی تمہیں اور کوئی نہیں دے سکتا یہ پیشکش میں نے اس شخص کو بھی دی تھی جو پہلے میرے قبضے میں آیا تھا لیکن شاید یہ سب کچھ تمہاری تقدیر میں ہے بولو کیا تم اس کے لئے تیار ہو؟"

"ہاں پروفیسر راضی!" میں نے جواب دیا۔

☆======☆======☆

جو واقعات میرے ساتھ پیش آئے تھے وادیِ اشمولا کے رہنے والوں کو ان کی مکمل تفصیلات کا علم ہو جاتا تو کوئی بھی ہزار سال کی زندگی پانے کے بعد اپنے آپ کو اس طرح سے تجربات کے حوالے نہ کرتا اور کبھی یہ نہ سوچتا کہ اپنی جون تبدیل کر کے ایک نئی دنیا میں داخل ہو جائے۔ بہرحال میں پروفیسر راضی کے تجربات سے گزرتا رہا پتہ نہیں میرے بدن کو کیسے کیسے رنگ دیئے گئے مجھے کیسی کیسی مشینوں میں ڈالا گیا۔ مجھے اپنے جسم کی توانائیوں کا پورا پورا احساس ہو رہا تھا اس کے علاوہ پروفیسر راضی نے مجھے بے لباس کر کے ایک مشین میں بند کر دیا اس مشین پر ماضی لکھا ہوا تھا اندر بڑی گھٹن تھی۔ اچانک ہی مجھے یوں لگا جیسے پوری مشین الٹ پلٹ ہو رہی ہو مجھے اپنے آپ کو سنبھالنا مشکل ہو گیا میرے ہوش و حواس میرا ساتھ چھوڑنے لگے اور بہت ہی مشکل وقت میں داخل ہو گیا۔ پھر آہستہ آہستہ جب میرے حواس کسی قدر بہتر ہوئے تو مجھے پانی کے ہولے ہولے بہنے کی آواز سنائی دی۔ میں نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی اور اس کے بعد خود کو سمجھنا چاہا۔ گھنے درختوں کے جھنڈ چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے اور میں ایک پہاڑی ندی میں بہہ رہا تھا جس کا پانی شیشے کی طرح صاف شفاف تھا پانی کا اس قدر حسین رنگ میں نے بہت ہی کم دیکھا ہو گا۔ میں اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کرنے لگا پانی کا بہاؤ بہت تیز تھا اور ندی کی رفتار بہت تیز تھی۔ میں اس تیز رفتاری سے لطف اندوز ہوتا رہا کبھی کبھی بہاؤ کے ساتھ تیرنے لگتا اور کبھی اپنے طاقتور بازوؤں کے سہارے بہاؤ کے خلاف تیرتا۔ مجھے یہ مشغلہ بہت ہی اچھا لگ رہا تھا۔ نہ میں نے ماحول کو پوری طرح سمجھا تھا نہ حالات کو بس یہ فرحت بخش پانی تھا اور میں۔ چنانچہ بہت دیر تک میں پانی میں نظر آتا رہا کبھی کبھی میں پانی کی تہہ تک چلا جاتا تھا تہہ میں عجیب و غریب شکلوں کے پتھر جگہ جگہ بکھرے ہوئے تھے۔ ان پتھروں کے رنگ اور طرح طرح کی شکلیں مجھے بہت ہی دلکش لگ رہی تھیں۔ بہرحال میں ان پتھروں کو دیکھتا رہا ایک دفعہ میں ابھر کر سطح پر آیا اور ابھی تھوڑا سا اوپر ابھرا ہی تھا کہ

اچانک مجھے یوں لگا جیسے کچھ ہوگیا ہو۔ مجھے چاروں طرف سے جال میں جکڑ لیا گیا یہ درختوں کی چھال سے بنا ہوا ایک جال تھا جو میرے جسم کے گرد کسا گیا تھا اور اس کے خانے بہت ہی چھوٹے چھوٹے تھے شاید سمندر سے بڑی بڑی مچھلیاں پکڑنے کے لئے اس جال کو استعمال کیا جاتا تھا لیکن اس وقت میں اس جال میں پھنس گیا تھا۔ میں نے جیسے ہی ہاتھ پیر ہلانے کی کوشش کی جال کے پھندے میرے جسم کے قریب اور زیادہ مضبوطی سے کس گئے۔ انسانوں کی اس فطرت کو میں اچھی طرح جانتا تھا ویسے اگر میں چاہتا تو اپنی جسمانی قوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس جال کو توڑ سکتا تھا لیکن مجھے پروفیسر راضی یاد تھا جس نے مجھے اپنے تجربے کا شکار کیا تھا میں دیکھنا چاہتا تھا کہ یہ سب کچھ کیا ہے میں اس جنگل کا اندازہ بھی لگا رہا تھا اور ان انسانوں کو بھی دیکھ رہا تھا جو اس جال کو باہر کھینچنے میں مصروف تھے۔ میں نے اپنا بدن ڈھیلا چھوڑ دیا اور تھوڑی دیر کے بعد میں ان لوگوں کے قریب پہنچ گیا ان کے قد چھوٹے لیکن بدن مضبوط تھے اور وہ تعداد میں بہت زیادہ تھے۔ پھر میں نے ان کے اطراف میں دیکھا ان کی عورتیں اور ان کے بچے بھی دور کھڑے اس صورتِ حال کا جائزہ لے رہے تھے۔ بہرحال ایک لمحے کے لئے تو مجھے گھبراہٹ سی ہوئی اور میں نے سوچا کہ میں اس جال سے نکل جاؤں لیکن پھر میں نے فیصلہ کیا کہ اگر ان لوگوں کے بارے میں کچھ جاننا ہے تو پہلے یہ دیکھوں کہ یہ میرے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں۔ چنانچہ میں خاموشی سے زمین پر بیٹھ گیا اور میں نے خود کو آزاد کرانے کی کوئی کوشش نہیں کی اس دوران مردوں اور عورتوں نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ان کے پاس بہت سے ہتھیار وغیرہ بھی تھے انسانوں کی دنیا میں آنے کے بعد میں اس بات سے بھی واقف ہوگیا تھا کہ انسان اپنے ہاتھ کا استعمال نہیں کرتے بلکہ وہ مختلف چیزوں سے اپنے جیسوں کو نقصان پہنچاتے ہیں پھر مجھے ان میں سے ایک کی آواز سنائی دی۔

"یہ کون سی دنیا کا انسان ہے تمہارے خیال میں یہ کون ہو سکتا ہے؟"

"کیا کہا جاسکتا ہے ہمیں تو یہ بہت عجیب وغریب لگتا ہے۔ سب سے بڑی بات یہ کہ یہ ہم میں سے نہیں ہے۔" وہ لوگ میرے بارے میں نظریاتی باتیں کرتے رہے ان کے خیال کے مطابق دنیا صرف اسی جگہ تک محدود تھی جس کے ایک چھوٹے سے حصے میں وہ آباد تھے۔ وہ سمندر کی بات بھی کر رہے تھے جو ایک دوسری دنیا تھا۔ بہرحال کافی دیر تک میں ان کی فضول باتیں سنتا رہا وہ لوگ میرے بارے میں باتیں

کر رہے تھے اور انہیں یہ اندازہ نہیں تھا کہ میں ان کی زبان ان کی باتیں سمجھ رہا ہوں۔ اصل میں یہ بھی میری ہی شخصیت تھی کیونکہ میں ایک انسان نہیں بلکہ جانور تھا حشرات الارض میں سے تھا انسان کوئی بھی زبان بولتے کم از کم میری سمجھ میں آسکتی تھی۔ دوسری بات یہ تھی کہ پروفیسر راضی یہاں کے بارے میں معلومات چاہتا تھا بہرحال بہت دیر تک مجھے ان لوگوں کی باتیں سننے کا موقع ملا اس کے بعد میں نے کچھ اور ہنگامے دیکھے ایک کالے رنگ کا آدمی تھا جو ان چھوٹے قد کے لوگوں کی نسبت کافی لمبا تڑنگا تھا۔ اس نے اپنا حلیہ بہت عجیب وغریب بنا رکھا تھا اس کے جسم پر مختلف پرندوں کے حسین وجمیل پر چپکے ہوئے تھے اور اس کے چہرے پر اور جسم پر جگہ جگہ رنگ بھی لگے ہوئے تھے۔ ایک لمحے کے اندر مجھے اندازہ ہوگیا کہ وہ ان لوگوں میں کوئی بڑا آدمی تھا کیونکہ وہ سب اس کے سامنے گردن جھکا کر کھڑے ہوئے تھے پھر ان میں سے چند افراد اسے میرے بارے میں بتانے لگے ان میں سے ایک نے کہا۔

"یہ ندی میں تیر رہا تھا پہلے تو ہم یہ سمجھے کہ ایک بڑی سی مچھلی ہے جو شاید بڑے سمندر سے تیرتی ہوئی ندی میں آگئی ہے لیکن جب ہم نے اسے انسانوں کی طرح ہاتھ پیر چلاتے ہوئے دیکھا تو ہم حیران ہوگئے اور آخرکار ہم نے اسے جال ڈال کر پکڑ لیا۔

"تمہیں اس کے متعلق اور کچھ نہیں معلوم ہو سکا؟" اس نے پوچھا۔

"نہیں سردار!" ان میں سے ایک نے جواب دیا۔

"کیوں' جب تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ انسانوں ہی کی مانند ہے تو تمہیں اس سے بات کرنی چاہئے تھی۔"

"ہم نہیں جانتے سردار کہ یہ انسانوں کی طرح بول سکتا ہے یا نہیں تم ذرا دیکھو یہ ہے تو انسانوں جیسا ہی لیکن تھوڑا سا انسانوں سے مختلف نظر آتا ہے۔"

"تم بے وقوف ہو۔ ہٹو میں اس سے بات کرتا ہوں۔" سردار آگے بڑھا اور اس نے کس قدر نرم لہجے میں مجھ سے کہا۔

"کیا تم بول سکتے ہو؟" میں یہ بات جانتا تھا کہ اس شخص نے جس کا نام پروفیسر راضی تھا مجھے ماضی میں اس لئے بھیجا ہے کہ زمانہ قدیم کے لوگوں کے بارے میں معلومات حاصل کروں اور ان کی شخصیت کا جائزہ لوں یہ پتہ چلاؤ کہ یہ لوگ کس طرح زندگی گزارتے ہیں اور اس کے لئے بہتر یہ تھا کہ اچھے اخلاق کا مظاہرہ کروں جیسا کہ اچھے انسان ایک دوسرے سے کرتے ہیں چنانچہ میں نے یہ کہا۔

"ہاں! میں تمہاری زبان بول سکتا ہوں تمہارے انداز سمجھ سکتا ہوں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ تم لوگوں کا دوست ہوں کسی طور تمہیں نقصان پہنچانے پر آمادہ نہیں ہوں۔" سردار میری آواز سن کر خوشی سے جھوم اٹھا اس نے فخریہ نگاہوں سے اپنے ساتھیوں کی جانب دیکھا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے دوستانہ انداز میں میرا ہاتھ پکڑ لیا اور بولا۔

"میرا نام بینگو ہے اور میں اس قبیلے کا سردار ہوں ہم لوگ ایک لمبی مدت سے اس سرسبز و شاداب جنگل کے اس گوشے میں رہتے ہیں۔ جنگل بہت بڑا ہے اور اس کی کوئی حد نہیں ہے اس کے بعد سمندر شروع ہو جاتا ہے اور جہاں سے سمندر شروع ہوتا ہے وہاں سے دنیا ختم ہو جاتی ہے۔ اب تم ہمیں اپنے بارے میں بتاؤ تمہارا نام کیا ہے کیا تم اسی جنگل یا اسی دنیا کے باشندے ہو یا کہیں اور سے آئے ہو؟ ایک ایسی دنیا جس کے بارے میں ہم نہیں جانتے کیونکہ تمہارے اندر کچھ تبدیلیاں ہیں تمہارا جسم سنہری ہے اور تمہارا قد لمبا جبکہ اس جنگل میں ہمارے اس علاقے کے رہنے والے تم جیسے نہیں ہیں۔"

"میرا نام پراتا ہے اور میں اس جگہ سے آیا ہوں جہاں کے بارے میں تم نہیں جانتے یعنی سمندر کی دوسری طرف سے اس طرف کی دنیا سے۔"

"آہ! واقعی بالکل سچ کہتے ہو ہم تو پہلے ہی کہتے تھے کہ تم اس دنیا کے انسان نہیں ہو آؤ، ہمیں خوشی ہے کہ تم ہم تک پہنچے۔" اور اس کے بعد سردار مجھے لے کر بستی کی جانب چل پڑا ہمارے پیچھے عورتوں، مردوں اور بچوں کا ایک ہجوم تھا بستی تک پہنچنے کے لئے ہمیں زیادہ دور نہیں جانا پڑا اور جھونپڑیوں کی قطاریں تھوڑی دیر میں نظر آنے لگیں جو انسانوں کے رہن سہن کا ایک مخصوص طریقہ ہوتی ہیں۔ اگر ماضی میں دیکھا جائے تو یہ لوگ بھی اسی انداز میں رہتے تھے کیونکہ حال کے جس حصے میں میں نے شہری آبادیوں کو دیکھا تھا ہیبتا تو انہیں دیکھ کر ہی دہشت زدہ ہو گئی تھی وہ بڑے بڑے شاندار مکان بنے ہوئے تھے جبکہ یہ چھوٹے چھوٹے جھونپڑے۔ بہرحال ان جھونپڑوں کی قطاروں میں بھی ایک نظام اور ترتیب نظر آ رہی تھی جس سے اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ ماضی میں بھی انسان کافی ذہین ہوتے تھے۔ انہوں نے جھونپڑوں کے درمیان ایک وسیع میدان اور ایک خوبصورت سبزہ زار لگایا ہوا تھا جہاں ہری ہری گھاس اگی ہوئی تھی اور گھاس کے کنارے سینکڑوں قسم کے رنگ برنگے پھول سجے ہوئے تھے۔ وہ

لوگ مجھے لئے ہوئے اسی سبزہ زار پر آ گئے اور پھر سردار نے مجھے بیٹھنے کا اشارہ کیا جب ہم بیٹھے تو ہمارے ساتھ قبیلے کے دوسرے مرد، عورتیں اور بچے بھی بیٹھ گئے۔ بہت سے لوگ جو پہلے سے اپنے جھونپڑوں میں موجود تھے باہر نکل کر آ گئے اور ہمارے ساتھ شریک ہو گئے غالباً وہ سب کے سامنے میرا مکمل تعارف حاصل کرنا چاہتے تھے اور میں دل ہی دل میں ہنس رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ دوستو میں تو انسان ہوں ہی نہیں تم مجھے دوسری دنیا کا انسان سمجھتے ہو تو یہ تمہاری بے وقوفی ہے اور ہاں ایک آسانی مجھے حاصل ہے کیونکہ میں دوسری دنیا کا انسان قرار پا چکا ہوں اس لئے جو کچھ بھی میں کہوں گا اور اگر کوئی چیز تمہارے لئے اجنبی ہوئی تو اس پر آسانی سے یقین کر لو گے اور پھر انہوں نے مجھ سے یہی سوال کیا۔

"تمہارا ادھر کیسے آنا ہوا اور تمہاری دنیا کیسی ہے؟"

"میرا یہاں آنا صرف ایک اتفاق ہے اور میری دنیا اتنی دور ہے جس کے بارے میں تم لوگ تصور بھی نہیں کر سکتے۔"

"ہاں! واقعی اُدھر کے لوگ بڑے عجیب ہوتے ہیں۔"

"ہم تمہیں اپنے درمیان خوش آمدید کہتے ہیں اور تم یہاں اس وقت تک آرام سے رہو جب تک کہ تم رہنا چاہو۔" تھوڑی دیر کے بعد میرے لئے کھانا آ گیا۔ بینگو کی ہدایت پر میرے لئے یہ کھانا لایا گیا تھا۔ میں نے خاموشی سے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر انسانوں کی مانند تھوڑا بہت کھانے میں مصروف ہو گیا قبیلے کے تمام لوگ میری آمد پر خوشی کا اظہار کر رہے تھے اور میری نگاہیں ان سب کا جائزہ لے رہی تھیں پتہ نہیں یہ میری کون سی حس تھی، یا تو یہ کہ انسانوں کی دنیا میں مجھے انسانی حسوں کا بھی اندازہ ہو گیا تھا کیونکہ جہاں میں نے بے شمار انسانوں کے چہروں پر اپنے لئے خوشی کے آثار دیکھے تھے وہیں ایک ایسا چہرہ بھی میری نگاہوں میں آیا تھا جس کی آنکھوں میں میرے لئے نفرت اور ناپسندیدگی نظر آ رہی تھی۔ بہرحال اس کے بعد میں نے اس کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو مجھے پتا چلا کہ اس کا نام ہیبالا ہے یہ قبیلے کا جادوگر تھا اسے قبیلے میں ایک خاص حیثیت حاصل تھی اور سردار بینگو سمیت تمام لوگ اس کا زبردست احترام کرتے تھے۔ مجھے یوں لگا جیسے وہ لوگ ہیبالا کے بارے میں خوف کا شکار ہوں اور اس کے اندر کوئی ایسی بات ضرور تھی جس کی وجہ سے وہ اس سے ڈرتے تھے۔ بہرحال ہیبالا خاموش و سرد نگاہوں سے مجھے گھور رہا تھا۔ بینگو نے اس

سے میرا تعارف کرایا تو اس نے ایک لفظ میرے بارے میں نہ کہا اور پھر ان تمام باتوں کو سننے کے بعد جو میں نے انہیں بتائی تھیں اس نے کھانے میں بھی ہمارے ساتھ شرکت نہیں کی بلکہ بڑی نفرت سے انکار کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں تم جانتے ہو کہ میں عام لوگوں کے ساتھ نہیں کھا سکتا اگر تم دیوانگی کا شکار ہو تو میں نہیں۔" یہ کہہ کر وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور وہاں سے چلا گیا۔ بینگو ایک لمحے تک اسے دیکھتا رہا میں نے محسوس کیا کہ بینگو کے چہرے پر تشویش کے آثار ہیں لیکن بہرحال وہ کچھ بولا نہیں تھا یہاں تک کہ سورج چھپنے لگا اور شام کے مناظر نمایاں ہوتے چلے گئے۔ سردار مجھ سے اجازت لے کر چلا گیا تھا لیکن اس نے میری خاطر مدارت کے لئے کچھ لوگوں کو مقرر کر دیا تھا۔ نہ جانے کیوں میرے ذہن میں یہ تصور پیدا ہو گیا تھا کہ پروفیسر راضی کے لئے مجھے ان لوگوں سے معلومات حاصل کرنی چاہئیں حالانکہ میں تو بالکل مختلف چیز تھا انسانوں کی اپنی خواہشات کو بھی پوری طرح نہیں سمجھتا تھا بلکہ ابھی تو انہیں سمجھنے کی کوشش ہی کر رہا تھا لیکن نہ جانے کیوں پروفیسر راضی کی خواہش مجھے اپنی خواہش محسوس ہوئی۔ جو لوگ میرے ساتھ تھے میں نے ان سے معلومات حاصل کیں اور شام تک ان لوگوں کے ساتھ گفتگو کے دوران مجھے ان کے بارے میں بہت سی باتوں کا علم ہو گیا۔ یہ آزاد زندگی گزارتے تھے یہاں کوئی بھی کسی کو پسند کر سکتا تھا اور ایک مرد اور ایک عورت بغیر کسی رکاوٹ کے آپس میں زندگی گزار سکتے تھے۔ پھر ایک لڑکی میرے پاس پہنچی جو چھوٹی سی عمر کی تھی اس نے مجھے اپنے ساتھ چلنے کی دعوت دی۔ میں تو یہی سمجھا تھا کہ یہ بھی سردار بینگو کے حکم سے ہے لیکن اپنے جھونپڑے میں جا کر اس نے مجھے اپنی ماں سے ملایا جو تیس بتیس سال کی ایک عورت تھی اور اس کا بدن بھی انتہائی طاقتور اور توانا تھا۔ عورت نے اپنی بیٹی کا تعارف مجھ سے کراتے ہوئے کہا اس کا نام لاکا ہے۔ بہرحال لاکا مجھے کس مقصد کے لئے یہاں لائی تھی یہ میں نہیں جانتا تھا لیکن ان دونوں ماں بیٹیوں نے مجھے بہت زیادہ محبت سے اپنے درمیان خوش آمدید کہا اور لاکا کی ماں لاگی کہنے لگی۔

"دوسری دنیا کے اجنبی! کیا تمہیں یہ بات معلوم ہے کہ ہر جگہ جہاں بہت سے اچھے لوگ ہوتے ہیں کچھ برے لوگ بھی پائے جاتے ہیں ہینالہ ہمارے ہاں کا برا انسان ہے اور وہ تمہیں بھی نفرت کی نگاہ سے دیکھ رہا ہے تمہیں اس سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔"

"لیکن آخر کیوں۔"

"افسوس اس بارے میں کوئی بھی کچھ نہیں جانتا لیکن یہ حقیقت ہے کہ ہینالا اجنبیوں کو پسند نہیں کرتا اور ہمارے قبیلے میں ہینالا کا حکم کوئی نہیں ٹال سکتا اور ہمارے سردار کو بھی اس کے حکم کی پابندی کرنی پڑتی ہے چونکہ ہینالا جادوگر ہے اس کے قبضے میں روحیں ہوتی ہیں وہ مرنے والوں کی روحوں کو بلاتا ہے ان سے بات چیت کرتا ہے اور ایسے سارے کام کر سکتا ہے' جو دوسرے نہیں کرتے۔ ہمارے قبیلے میں کوئی بھی اس کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں کر سکتا وہ بیماروں کو ٹھیک کرتا ہے اور بیماریوں کو یہاں سے دور بھگا دیتا ہے۔"

میں نے بڑی حیرت سے یہ سب کچھ سنا تھا۔ سانپوں کے قبیلے میں وادی اشمولا میں ہشالا بھی ایسی ہی ایک شخصیت تھی لیکن وہ تو بہت اچھا تھا بے حد مہربان اور ہر ایک سے محبت کرنے والا۔ بہرحال یہ سب کچھ جاری رہا اور میں پروفیسر راضی کے لئے بہت سی معلومات حاصل کرتا رہا بہت کچھ معلومات مجھے وہاں سے ملیں۔ اصل میں ہینالا کو یہ خوف تھا کہ باہر کی دنیا سے کوئی ایسا شخص یہاں نہ آجائے جو اس سے زیادہ بااثر اور طاقتور حیثیت کا مالک ہو۔ بہرحال یہ وقت بڑی دلچسپی سے گزرا تھا میں نے اس سلسلے میں لاکا سے سوال کیا۔

"لاکا کیا تمہاری زمین پر ایسا کوئی شخص آچکا ہے جس کی وجہ سے ہینالا کو پریشانی اٹھانی پڑی ہو؟"

"ہاں دو دفعہ ایسا ہو چکا ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہاں کے لوگ ہینالا کی بات مانتے ہیں لیکن اس کے باوجود میرے قبیلے کی فطرت میں محبت چھپی ہوئی ہے۔ اجنبی باہر کی دنیا کا ہو یا ہم ہی میں سے کوئی ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ وہ بھی ایک آدمی تھا ہم ہی لوگوں جیسا نہ جانے کون سے جنگل سے راستہ بھٹک کر ہمارے علاقے میں نکل آیا تھا جبکہ وہ کہتا تھا کہ اس کا تعلق کسی دوسرے قبیلے سے ہے اور وہ شکار کے دوران اپنے ساتھیوں سے بچھڑ کر ادھر آنکلا ہے۔ اسے تو ہماری زبان بھی نہیں آتی تھی اور نہ ہی ہم اس کی زبان سمجھتے تھے لیکن وہ اشاروں سے ہمیں اپنے بارے میں بتاتا تھا ہمارے سردار نے اس کی بات سمجھ لی اور اسے پناہ دی لیکن ہینالا نے اسے علیحدہ لے جا کر سمجھایا کہ یہ شخص درحقیقت ایک بدروح ہے اور انسانی بھیس میں ہم لوگوں کو تباہ کرنے کی غرض سے آیا ہے اس لئے اس کا فوری طور پر ہلاک کیا جانا ضروری ہے۔

ہمارا سردار ہینالا کی اس بات سے خوفزدہ ہوگیا اور اس نے اجنبی کی ہلاکت کا حکم دے دیا اس اجنبی نے سردار کی بہت خوشامد کی اور اسے یقین دلانے کی کوشش کی کہ وہ یہاں سے چلا جائے گا اور ان لوگوں کی دنیا میں مداخلت نہیں کرے گا لیکن سردار نے ہینالا کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کی۔ آخر کار اجنبی نے یہاں تک کہا کہ وہ اسی وقت یہاں سے جانے کے لئے تیار ہے لیکن ہینالا نے سردار سے کہا کہ بستی سے نکلتے ہی یہ اجنبی اس ساری بستی کو آگ لگا دے گا کیونکہ یہ ایک بدروح ہے اس لئے سردار نے اسے ہلاک کروادیا اور اس کا گوشت پورے قبیلے میں تقسیم کردیا گیا۔ دوسرا موقع آج سے کچھ دن پہلے پیش آیا تھا لاکا نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"وہ بھی ہمارے ہی جیسا ایک انسان تھا اس کا بھی رنگ اور جسم ہمارے ہی طرح تھا اس کو جنگلی کتوں کے غول نے گھیرے میں لے لیا تھا اس کے پاس ایک کمان موجود تھی لیکن تیر ختم ہوچکے تھے اور صرف کمان کی مدد سے کتوں کو اپنے آپ سے دور رکھنے کی کوشش کررہا تھا کہ ہمارے قبیلے کے لوگوں نے اسے دیکھ لیا اور سب نے مل کر کتوں کو مار بھگایا۔ بستی کے لوگ اسے بستی میں لے آئے لیکن ہینالا نے اسے دیکھتے ہی فیصلہ سنا دیا کہ وہ خود ایک خونخوار جانور ہے جس نے انسانی شکل اختیار کر رکھی ہے۔ رات ہوتے ہی وہ اپنی اصلی شکل میں آجائے گا اور بستی والوں کو چیر پھاڑ کر کھا جائے گا بینگو نے اس سے بھی کہا کہ اگر وہ سچ مچ بھیڑیا ہے تو پھر کتوں سے کیوں خوفزدہ ہے تو اس کے جواب میں ہینالا نے اسے بتایا کہ دراصل یہ سارے کتے بھی بدروحیں تھیں اور اس نے اس بستی میں داخل ہونے کے لئے یہ سوانگ رچایا تھا بہرحال ہینالا نے حکم دیا کہ اس شخص کو فوراً ہلاک کردیا جائے ورنہ وہ ساری بستی کا خون پی جائے گا چنانچہ اس شخص کو بھی ہلاک کردیا گیا اور اب تم تیسرے اجنبی ہو جو اس بستی میں داخل ہوئے ہو۔ مجھے نہیں معلوم کہ ہینالا نے تمہارے بارے میں کیا سوچا ہے لیکن میں اتنا ضرور جانتی ہوں کہ اس نے تمہاری آمد کو پسند نہیں کیا ہے معلوم نہیں اس نے بینگو کو تمہارے بارے میں کیا بتایا ہے اور اب بینگو تمہارے بارے میں کس انداز میں سوچ رہا ہے۔"

دلچسپ بے حد دلچسپ' اگر میں انسان ہوتا تو ان باتوں سے مجھے خوف کا احساس ضرور ہوتا لیکن بس اس بات سے مطمئن تھا میں کہ بے شک ماضی میں ہوں اور نہ جانے کتنی صدیاں پیچھے آگیا ہوں ہوسکتا ہے یہ وہ دور ہو جب میں نے اپنی دنیا میں جنم

لیا تھا' ہوسکتا ہے یہ وہی دور ہو لیکن خیر کم از کم یہ میری دنیا نہیں تھی' البتہ جو واقعات پیش آرہے تھے وہ بڑے دلچسپ تھے' انسان ہر دور میں ایک ہی انداز میں زندگی گزارتا رہا ہے' نفرت' رقابت' ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی فکر' اپنی ناپسندیدہ شخصیتوں کو اپنے آپ سے دور کردینا' یہی سب کچھ اب تک مجھے انسانوں میں نظر آیا تھا' بہرحال یہاں ایک دشمن بھی موجود تھا جس کا نام ہینالا تھا البتہ لاکا میرے ساتھ بہت عمدگی سے پیش آرہی تھی اس نے رات کو سونے سے پہلے مجھ سے کہا تھا۔

"آہ کاش! ہینالا تمہیں کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرے' ورنہ بڑی مشکل پیش آجائے گی میں تو تمہارے لئے بہت ہی پریشان ہوگئی ہوں' بہرحال اپنا خیال رکھنا۔" لیکن لاکا کا کہنا بالکل درست تھا' شیطان تو شیطان ہی ہوتا ہے' ہینالا نے وقت کا انتظار نہیں کیا' دوسرے ہی دن صبح صبح ہنگامہ ہوگیا اور ایک عجیب وغریب کہانی سننے کو ملی' بستی کے ایک معزز شخص کا چار سالہ بیٹا رات کو گم ہوگیا' معزز شخص کی جھونپڑی کے باہر خون کے دھبے پائے گئے اور عجیب وغریب پنجوں کے نشانات' بستی میں کہرام مچ گیا۔ طرح طرح کی باتیں ہونے لگیں' سردار بینگو کو بھی اطلاع ہوئی اور وہ وہاں پہنچ گیا' تحقیقات شروع ہوگئی' میں نے بھلا انسانوں کی دنیا کے شطرنج کہاں دیکھے تھے' تفصیل آہستہ آہستہ ہی معلوم ہورہی تھی' قدموں کے نشانات بڑے چکرا دینے والے تھے' وہ اس معزز شخص کے گھر سے شروع ہوتے تھے اور نہ جانے کہاں ہوتے ہوئے اس جگہ تک پہنچ جاتے تھے جہاں میرا قیام تھا لیکن مجھے تو اس وقت لطف آیا' جب اس سلسلے میں بستی کے سب سے ذہین' سب سے سمجھدار اور لوگوں کی مشکلات دور کرنے والے ہینالا سے رجوع کیا گیا تو ہینالا نے تحقیقات شروع کردی' اس نے قدموں کے وہ نشانات دیکھے اور بہت ساری مختلف حرکتیں کیں' میں نے دیکھا کہ لوگ اس سے بہت زیادہ متاثر ہوگئے ہیں بہرحال وقت گزرتا رہا اس کے بعد ہینالا نے جو بیان دیا وہ یہی تھا کہ رات کو کوئی نامعلوم درندہ سوتے ہوئے بچے کو اٹھا کر لے گیا' درندے کے قدموں کے نشانات اور جھونپڑے کے ٹوٹے ہوئے حصے پر اس کے نشانات موجود ہیں اور اس کے قدموں کے نشانات بھی مل گئے ہیں۔ بہرحال لوگ طرح طرح کی حرکتیں کرتے رہے اور اس کے بعد ہینالا نے اپنا بیان دیا۔

"تم لوگ اس خوفناک درندے کو بستی سے باہر تلاش کررہے ہو' جبکہ وہ بستی کے اندر موجود ہے..........."

"وہ بستی کے اندر............ لیکن کہاں..........؟" بینگو نے بیتابی سے کہا۔

"بہت قریب!" ہینالا بولا..............

"بزرگ ہینالا' تم ہمیں اس کے بارے میں بتاؤ تاکہ ہم اسے ہلاک کر دیں۔"

"اسے ہلاک کرنے کے لئے اتنے بہت سے لوگوں کی ضرورت نہیں ہے' صرف ایک آدمی کافی ہے.........."

"لیکن وہ ہے کہاں..........؟" بینگو نے بے صبری سے پوچھا۔

"بہت قریب.......... میں نے کہا نا بہت قریب!" ہینالا بولا..........

"کیا تم نے اسے دیکھا ہے ہینالا..........؟"

"نہ صرف میں نے بلکہ تم سب نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے.........."

"آہ تم کیا کہنا چاہتے ہو..........؟" بینگو خوفزدہ لہجے میں بولا۔

"کیا تم نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ بچے کو اٹھا کر لے جانے والے کے قدموں کے نشانات کہاں سے شروع ہو کر کہاں ختم ہوتے ہیں..........؟"

"ہاں شاید.........."

"اور اب بھی مجھے یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ وہ خوفناک درندہ کون ہے؟" ہینالا نے کہا..........

"گویا تم کہنا چاہتے ہو کہ.........."

"ہاں.......... میں بالکل وہی کہنا چاہتا ہوں جو تم سمجھ رہے ہو' تم نے میری بات کو بالکل ٹھیک سمجھا ہے.......... اور مجھے افسوس ہے کہ تم میرے بار بار منع کرنے کے باوجود اجنبیوں کو اپنی بستی میں پناہ دے دیتے ہو' کیا تم یہ بات نہیں جانتے کہ سردار پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ اگر تم اپنی پسند یا ناپسند کو سامنے رکھ کر اجنبیوں کو بستی میں بلاؤ اور بستی والوں کو ان سے نقصان پہنچے تو کیا تمہاری سرداری قائم رہنی چاہئے..........؟ میں سمجھتا ہوں نہیں' بلکہ بالکل نہیں' تم نہیں جانتے کہ کیا رد عمل ہوتا ہے' کبھی کبھی کچھ مرنے والوں کی روحیں کسی مردہ جانور کے جسم میں چلی جاتی ہیں اور وہ زندہ ہو جاتا ہے' پھر ان بدروحوں کو یہ طاقت حاصل ہو جاتی ہے کہ وہ جب چاہیں انسانی بھیس میں آجائیں اور جب چاہیں جانور کی شکل اختیار کر لیں۔ تم دیکھو اس اجنبی کو' جو اپنے آپ کو کسی نامعلوم دنیا کا باشندہ بتاتا ہے' اصلیت یہ ہے کہ وہ بدروح ہے اور جب یہ چاہتا ہے تو انسان کی شکل اختیار کر لیتا ہے' اور جب چاہتا

ہے جانور بن جاتا ہے' اور اب تم میری یہ پیش گوئی یاد رکھو کہ وہ راتوں کو اسی طرح درندے کا روپ دھار کر ہمارے آدمیوں کو کھاتا رہے گا' ہمارا دشمن ہمارے بالکل قریب آچکا ہے.........."

"لیکن ہینالا.........."

"بس صرف ایک بات.......... اسے جتنی جلدی ہو سکے' ہلاک کر دو.........."

"مگر وہ تو بہت سیدھا سادہ نظر آتا ہے اس کے اندر بدروح ہونے کی کوئی علامت نظر نہیں آتی۔" بینگو نے کہا..........

"یہ تم کہہ رہے ہو نا' تم' کیا اس کا رنگ ہم جیسا ہے؟ کیا وہ بالکل ہم میں سے محسوس ہوتا ہے؟ نہیں بچوں جیسی باتیں مت کرو' میں تمہارے قبیلے کا جادوگر ہوں' آخر تم اس اجنبی کی حمایت کیوں کرنا چاہتے ہو..........؟"

"مجھے تھوڑا سا وقت دو ہینالا' ذرا سوچنے دو' ہم تو اُسے خود یہاں تک لائے ہیں ندی میں بہتا ہوا جا رہا تھا اسے جال ڈال کر پکڑا گیا ہے' اگر ہم ایسا نہ کرتے تو وہ ہماری بستی میں نہ آتا' کسی اور طرف نکل جاتا.........."

"ہاں میں جانتا ہوں وہ جہاں بھی جاتا وہاں کے لوگوں کے لئے عذاب بن جاتا.......... ویسے ٹھیک ہے میں تمہیں ایک دن کا موقع اور دیتا ہوں آج کی رات تم اسے مہمان بنا کر اور رکھ سکتے ہو لیکن آج رات بھی اگر اس نے کوئی واردات کی تو کل ہم اسے ہلاک کر دیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔" بینگو نے کہا..........

یہ ساری باتیں میرے علم میں بھی آچکی تھیں' لوگ اس اغوا شدہ بچے کو تلاش کرتے رہے لیکن اس کا کوئی نشان نہیں ملا' ادھر ہینالا ایک بلند درخت کے پاس جا بیٹھا تھا اور بستی والے اسے جادو منتر پڑھتے ہوئے دیکھ رہے تھے بہرحال لاکا کی ماں ماگی نے مجھ سے کہا۔

"آہ کاش! میں تمہیں زندگی دے سکوں' میری بیٹی لاکا تو تمہاری بہت تعریفیں کرتی ہے حالانکہ اس نے تمہیں ہینالا کے بارے میں بتایا تھا اور یہ خبر بھی وہی لائی ہے کہ ہینالا نے بینگو کو تمہاری ہلاکت کا حکم دیا ہے لیکن بینگو نے اس سے مہلت مانگی ہے' دیکھو میں نہیں چاہتی کہ تمہیں کوئی نقصان پہنچے اگر تم مجھے اور میری بیٹی کو مُردہ نہیں

دیکھنا چاہتے تو فوراً یہاں سے بھاگ جاؤ' جنگل بہت وسیع ہے اور تمہیں آگے کہیں نہ کہیں انسانوں کی کوئی دوسری آبادی ضرور مل جائے گی۔ بہتر یہی ہو گا کہ تم اندھیرا ہوتے ہی یہاں سے نکل جاؤ۔"

"تمہارے مشورے کا بے حد شکریہ' مگر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہیبالا اتنا برا انسان کیوں ہے؟"

"کاش کوئی یہ جان سکتا۔ مگر تم نے کیا فیصلہ کیا............؟"

"صرف یہ کہ میں یہاں سے کہیں نہیں جاؤں گا اور ہیبالا سے پوچھوں گا کہ وہ مجھ سے نفرت کیوں کرتا ہے............"

"سوچ لو' تمہیں موت سے کوئی نہیں بچا سکتا............"

"مجھے اس کی بالکل پرواہ نہیں ہے۔" بہرحال لاکا سے ملاقات ہوئی تو اس نے افسردگی سے کہا۔

"آہ کاش! میں تمہارے ساتھ طویل عرصے تک رہ سکتی' میں نے تو صرف یہ سنا ہے کہ ہیبالا تمہاری موت چاہتا ہے اور کل دن میں کسی بھی وقت تمہیں ہلاک کر دیا جائے گا............ دیکھو تم یہاں سے چلے جاؤ۔ میں نہ جانے کیوں تمہارے لئے بہت افسردہ ہو گئی ہوں............"

"دلچسپ بات تو یہ ہے لاکا کہ نہ تو وہ مجھے ہلاک کر سکیں گے اور نہ ہی میں یہاں سے جاؤں گا تم بے فکر رہو سب کچھ میں ٹھیک کر دوں گا۔" رات گزر گئی' لیکن صبح پھر ایک نئی کہانی کا آغاز ہوا' بہت سے لوگوں نے اس جھونپڑے کو چاروں طرف سے گھیر لیا' جہاں میں' لاکا اور اس کی ماں ماگی کے ساتھ موجود تھا' لوگوں کے اس مجمعے کے آگے ہیبالا کھڑا ہوا تھا اس کے پیچھے بینگو تھا اور بینگو کی نگاہوں میں گہری افسردگی جھانک رہی تھی لیکن ہیبالا اس وقت پوری طرح نفرت کی آگ میں جل رہا تھا اس نے کہا۔

"او ہمارے سامنے گھس آنے والی بدروح' میں نے اپنے جادو کے زور سے تیرے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہے' پرسوں رات تُو نے ایک بچے کو اپنا نشانہ بنایا اور اسے کھا لیا' میں نے صرف اس قبیلے کے سردار کے کہنے پر تجھے ایک رات کی مہلت اور دی اور تُو نے کل رات ایک لڑکی کو کھا لیا' تُو اس کے جھونپڑے میں پیچھے کی طرف سے گھاس کی دیوار توڑ کر اندر داخل ہوا اور تُو نے اس کی گردن اپنے منہ میں

دبوچ لی' ہمارے قبیلے میں داخل ہو کر اب تک دو خون کیے ہیں اور اب تُو میرے ہاتھوں سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتا' مرنے کے لئے تیار ہو جا مجھے بدروحوں کو ہلاک کرنے کا علم اچھی طرح آتا ہے' ہم بدروحوں کو جلتے ہوئے الاؤ میں ڈال دیتے ہیں اور ان کا خاتمہ ہو جاتا ہے............"

"دیکھ ہیبالا! میں کوئی بدروح نہیں ہوں' نہ میں نے تیرے قبیلے میں کسی کو ہلاک کیا ہے مجھے تو یہ لوگ خود یہاں لائے ہیں' البتہ میں تجھے یہ بتاؤں کہ اگر مجھے نقصان پہنچانے کی کوشش کی گئی تو میں تمہیں بتاؤں گا کہ نقصان کسے کہتے ہیں۔ میں تمہارے قبیلے میں کسی کو نقصان پہنچانے کی خواہش نہیں رکھتا ہوں۔"

"تیری ہلاکت کے بعد یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا۔"

"اور اگر تُو مجھے ہلاک نہ کر سکا تو............؟"

"یہ مجھ پر چھوڑ دے' ویسے میں چاہتا ہوں کہ ان ہلاکتوں کا پتہ لگاؤں اور اسے ختم کر دوں جس نے اس قبیلے کے دو بچوں کو ہلاک کیا ہے' دو دن کے اندر میں اس درندے کو ہلاک کر دوں گا جو تمہارے قبیلے کے بچوں کو اٹھا کر لے گیا ہے............"

"اگر ایسا ہے تب تو واقعی اسے مہلت دینی چاہئے۔" بینگو نے فوراً ہی اپنی تجویز پیش کر دی اور ہیبالا نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تُو تباہی خرید رہا ہے بینگو' لیکن اگر تُو یہ چاہتا ہے کہ ایسا ہو تو ٹھیک ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اس کے بدلے میں کوئی اور خود کو اس کے نتیجے میں ہلاکت کے لئے تیار کر دے۔"

"اگر ایسی بات ہے تو میں اس کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتی ہوں۔" لاکا نے کہا اور سب چونک کر اسے دیکھنے لگے' میں نے عجیب سی نگاہوں سے لاکا کو دیکھا اور اس کے لئے ممنون ہو گیا' لیکن ہیبالا کی زبان ایک لمحے کے لئے بند ہو گئی تھی پھر اس نے بڑی مشکل سے کہا۔

"لڑکی' کیا تُو اپنی موت کو پکارنا چاہتی ہے؟"

"نہیں' میں جانتی ہوں یہ جھوٹا نہیں ہے............"

"اور اگر یہ فرار ہو گیا تو............؟"

"تو پھر تیری شرط مجھے منظور ہو گی' یہ کبھی فرار نہیں ہو گا............"

"ٹھیک ہے میں ایک بار پھر تیری ماں' ماگی سے بات کرنا چاہتا ہوں' بوڑھی

عورت تُونے سنا تیری بیٹی کیا کہہ رہی ہے............"

"ہاں' اگر اس کے بجائے میری ضمانت قبول کرلی جائے تو میں اسے تسلیم کرتی ہوں............"

"ٹھیک ہے تم لوگوں کی موت آرہی ہے تو پھر میں اس کے لئے تیار ہوں۔"
ہینالا نے سخت غصیلے لہجے میں کہا اور پھر اپنے آدمیوں کو دیکھ کر بولا۔

"لاکا کو لے جاؤ اور اس کے دونوں ہاتھ باندھ کر اسے میرے جھونپڑے میں بند کردو اور تُو اگر لاکا کی زندگی چاہتا ہے تو یہاں سے فرار ہونے کی کوشش مت کرنا.........."

میں لاکا کو دیکھ رہا تھا جو مسکراتی ہوئی وہاں سے چلی گئی تھی۔ بینگو کافی پریشان نظر آرہا تھا جب سب لوگ چلے گئے تو اس نے کہا۔

"لاکا نے تمہارے لئے ایک بہت بڑا خطرہ مول لیا ہے اور اس نے اپنی زندگی داؤ پر لگادی ہے............"

"میں جانتا ہوں' لیکن تم اطمینان رکھو' وہ زندہ سلامت واپس آئے گی' مگر تم مجھے اس سے پہلے واقعات بتاؤ' کیا پہلے بھی کسی درندے نے رات کے وقت جھونپڑوں میں گھس کر انسانوں کو ہلاک کیا ہے...........؟"

"وہ بہت پرانی بات ہے جب اس قسم کے واقعات پیش آئے تھے لیکن بہرحال اب تو بڑے عرصے سے ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا۔" دوپہر کے وقت ماگی نے میرے ساتھ کھانا کھایا' باہر جسم کو جھلسا دینے والی گرمی پڑ رہی تھی' ساری بستی میں جیسے سورج کی پگھلی ہوئی چاندی بہہ رہی تھی' آسمان سے آگ برس رہی تھی لیکن گھاس پھوس سے بنے ہوئے اس جھونپڑے میں ٹھنڈک تھی' ماگی اپنی بیٹی کی طرف سے ذرا بھی فکر مند نہیں تھی کیونکہ اسے مجھ پر اعتبار تھا' سورج ڈھلنے تک میں جھونپڑے کے اندر آرام کرتا رہا اور شام ہونے سے پہلے میں ماگی کے ساتھ باہر نکل آیا' ماگی میرے ساتھ بستی کے چکر لگا رہی تھی آخر کار میں نے بینگو کے پاس پہنچ کر اس سے کہا.......... کہ وہ مجھے ان دونوں جھونپڑوں میں لے چلے' جہاں کل اور پرسوں کسی درندے نے دو بچوں کو اغوا کرلیا تھا' وہ دونوں جھونپڑے جن میں درندے نے وارداتیں کی تھیں' بستی کے شمالی سرے پر واقع تھے اور شمال کی طرف جنگل بہت گھنا اور تاریک تھا میرے لئے یہ سمجھنا بالکل دشوار نہیں تھا کہ درندہ شمال کی طرف سے

آتا ہے اور اگر آج بھی وہ آیا تو اسی جانب سے آئے گا' دونوں جھونپڑے ایک دوسرے کے قریب واقع تھے۔ بہرحال میں نے چالاکی سے اس تیسرے جھونپڑے کے جو ان دونوں جھونپڑوں کے قریب تھا' مکینوں کو کہیں اور منتقل کرنے کی بات کی اور بینگو کے اشارے پر میری اس بات کی تصدیق ہوگئی بہرحال اب اس کے بعد مجھے یہاں انتظامات کرنے تھے اس میں کوئی شک نہیں کہ جسمانی طور پر میں اپنے آپ کو انتہائی طاقتور پاتا تھا اور اگر واقعی کوئی نامعلوم درندہ جھونپڑے پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرتا تو میں اس کا مقابلہ کرسکتا تھا۔

بہرحال آہستہ آہستہ رات ہوگئی تھی' میں نے اس جھونپڑے سے تھوڑے فاصلے پر ایک درخت کے نیچے قیام کیا تھا' اور خاموشی سے وہاں رک کر انتظار کرتا رہا تاکہ کوئی درندہ اس طرف آئے اور صورتِ حال کا اندازہ ہوسکے' رات خاصی گزر گئی' چاند نکل آیا' جنگل کی طرف سے شیر کی دھاڑ' کبھی کبھی گیدڑوں کی آوازیں اور ایسی ہی بہت سی ملی جلی آوازیں سنائی دے جاتیں' شیر دھاڑتا تو درختوں پر بیٹھے ہوئے پرندے اُڑنے لگتے اور اپنی جگہ چھوڑ دیتے' اچانک میں نے ایک طرف سے ایک سائے جیسی چیز کو آتے ہوئے دیکھا' وہ چاروں ہاتھ پاؤں پر چل رہی تھی' میں ایک دم ہوشیار ہوگیا' شاید میرے خیال میں وہی درندہ آرہا تھا۔

میری آنکھوں میں عجیب سی کیفیت اتر آئی۔ کیا واقعی میں جو کچھ دیکھ رہا ہوں وہ حقیقت ہے۔

میں اس حقیقت کا تجزیہ کرنے کے لئے بے چین ہوگیا تھا۔

☆======☆======☆

حالانکہ میں انسان نہیں تھا بلکہ خود ایک سانپ تھا مجھے بھلا کسی سے کیا خوف ہوسکتا تھا لیکن یہ بھی شاید انسانی جسم اور اس کی سوچوں کا نتیجہ تھا کہ اس پُراسرار بلا کو اس طرف آتے دیکھ کر میرے بدن میں سنسنی دوڑ گئی تھی اور میں تاریکی میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھ رہا تھا۔ جب وہ بلا اور قریب آئی تو میری آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں' میں نے خود بھی وادی اشمولا میں زندگی گزاری تھی اور اشمولا کے جنگلات میں ہر طرح کے جانور موجود تھے' شیر' چیتے' ہاتھی' گینڈے اور دوسرے بے شمار درندے لیکن ایسا جانور میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا اس کا قدو قامت جنگلی بھینسے کے برابر تھا لیکن چہرہ بے حد عجیب تھا۔ بڑا بھیانک' صاف محسوس ہوتا تھا کہ جیسے وہ

کوئی انسانی چہرہ ہو' پنجے بھی بہت عجیب تھے اور بالکل ویسے جیسے موقعہ واردات پر دیکھے گئے تھے۔ اچانک ہی میرے ذہن میں ایک خیال آیا اور میں نے فوراً ہی اپنی جون بدلنا شروع کردی اب صورتِ حال ذرا مختلف ہوگئی تھی اور میں ایک عجیب و غریب مقابلہ کرنے کے لئے تیار تھا۔ یہ خوفناک بلا بالکل اسی تیسرے جھونپڑے کی طرف آئی تھی اور تھوڑی دیر کے بعد اس نے جھونپڑے کی دیوار میں اپنا چہرہ مار کر ایک سوراخ کرلیا تھا اور اس کے بعد وہ جھونپڑے میں داخل ہوگئی لیکن شاید اسے یہ بات معلوم نہیں تھی کہ جھونپڑا خالی ہے۔ جھونپڑے کا چکر لگا کر وہ بڑے خونخوار انداز میں باہر نکلی اور اس کی نگاہیں چاروں طرف بھٹکنے لگیں' بلاشبہ یہ ایک بڑی عجیب و غریب چیز تھی چہرہ تو کسی جانور کا معلوم ہوتا ہی نہیں تھا بہت بڑا شیر کے چہرے سے مشابہت رکھنے والا لیکن بس اسے دیکھ کر کسی انسانی چہرے کا گمان ہوتا تھا اچانک ہی میں نے اس چہرے پر غور کیا اور میں خود بھی ششدر رہ گیا' یہ چہرہ تو میرا شناسا تھا جسم بے شک ایک بھینسے جیسا تھا لیکن چہرہ سو فیصدی ہینالا کا تھا اور اس وقت ہینالا وحشت زدہ نگاہوں سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ غالباً اسے اس بات کا اندازہ ہوگیا تھا کہ کسی نے اس کے معاملے میں مداخلت کی ہے لیکن سچی بات یہ ہے کہ ایک سانپ ہونے کی حیثیت سے ابھی تک میری سمجھ میں کوئی بات نہیں آئی تھی۔ انسانوں کو میں بہرطور اتنا زیادہ نہیں جانتا تھا یہ کیا قصہ ہے کہ ہینالا تو ایک انسان ہی ہے پھر مجھے فوراً ہی باقی باتیں یاد آئیں وہ اس قبیلے کا جادوگر ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہ اس طرح کے جادو منتر جانتا ہو جس سے اس نے یہ شکل اختیار کرلی ہو۔ زمانہ قدیم جب میں چھوٹا سا تھا غالباً چھ سات سو سال پہلے کی بات ہے ہمارے ایک بزرگ نے یہ بات بتائی تھی کہ سپیرے جو سانپوں کو پکڑنے کے لئے نکلتے ہیں ایسے ایسے جادو منتروں سے واقف ہوتے ہیں کہ سانپ ان کے جادو منتروں کا شکار ہو جاتے ہیں اور ان کے سامنے اس طرح بے بس ہو جاتے ہیں کہ ان کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے اور پھر اس کے بعد سپیرے ان سانپوں کو آسانی سے اپنے قبضے میں کرنے کے بعد انہیں قید کرکے چل پڑتے ہیں۔ ان جادو منتروں کی بھی اپنی الگ ایک دنیا ہوتی ہے اور سو فیصدی مجھے اس بات کا یقین ہوگیا تھا کہ ہینالا بھی ایک جادوگر ہے اس نے جادو کے ذریعے یہ شکل اپنائی ہے۔ اوہو اس کا مطلب ہے کہ ماگی اور لاکا سچ کہتے تھے ہینالا ہر طرح کا روپ اختیار کرسکتا ہے لیکن ہینالا کی بدقسمتی تھی کہ یہ کام تو میں بھی کرسکتا تھا ایک اِچھادھاری سانپ کی حیثیت سے مجھے

بھی یہ قوتیں حاصل ہو چکی تھیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ میرے اور ہینالا کے درمیان مقابلہ کس شکل میں جاری رہے۔ میں اس وقت سانپ بن چکا تھا اور میرا جسم کسی گھوڑے سے زیادہ طاقتور تھا اس سلسلے میں پروفیسر راضی نے بھی جو کارروائی کی تھی وہ میرے معاون تھی۔ واہ! کیا دلچسپ صورتِ حال ہے اب ہینالا جاننے کی کوشش کررہا ہے کہ اسے کیا کرنا چاہئے بات پوری طرح میری سمجھ میں آگئی تھی ہینالا مجھے یہاں چونکہ ناپسند کرتا تھا اس لئے اس بدبخت نے دو بچوں کی ہلاکت کی اور الزام میرے اوپر لگایا اور اب لاکا کی زندگی خطرے میں ہے۔ بہرحال بات سمجھ میں نہیں آرہی تھی کہ کیا کیا جائے اور کیا نہ کیا جائے۔ اچانک ہی ہینالا نے کچھ لوگوں کو اس طرف آتے ہوئے دیکھا میری نگاہیں بھی ان کی طرف اٹھ گئیں تھیں۔ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی آپ نے کبھی ایک سانپ کو مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا ہوگا اور آپ دیکھ بھی نہیں سکتے لیکن میں مسکرا رہا تھا۔ میں نے سوچا کہ اب سب لوگ یہاں پہنچ جائیں گے اور ہینالا روشنی میں آجائے گا لیکن ہینالا بھی چالاک تھا اچانک اس نے دوڑ لگادی تھی یہ تو برا ہوا میں نے دل میں سوچا اور دوسرے لمحے میں بھی درخت کی جڑ سے باہر آیا ہینالا جنگل کی طرف دوڑ رہا تھا اور ایک وزنی جانور کے قدموں کی آوازوں سے زمین پر دھمک پیدا ہو رہی تھی لیکن ہینالا کو یہ معلوم نہیں تھا کہ ایک طاقتور کالے رنگ کا سانپ اس کا پیچھا کررہا ہے۔ وہ دوڑ کر جنگل میں دور تک نکل جانا چاہتا تھا اور میں اس کے پیچھے لگا ہوا تھا دفعتاً میں اس کے قریب پہنچ گیا جبکہ وہ لوگ جو روشنی کی مشعلیں لے کر اس طرف آرہے تھے بہت پیچھے رہ گئے تھے اور اب ان کا نام و نشان بھی یہاں نہیں تھا۔ ہینالا کو اندازہ بھی نہیں ہو سکا تھا کہ یہ کون سی بلا پیچھے لگی ہوئی ہے لیکن میں نے اپنا مخصوص داؤ استعمال کیا تیزی سے ایک لمبی چھلانگ لگا کر میں نے ہینالا کے دونوں پچھلے پاؤں پر حملہ کیا اور انہیں اپنی لپیٹ میں لے لیا میں اگر چاہتا تو ہینالا کے پاؤں میں کاٹ بھی سکتا تھا لیکن یہ تو بے مزہ بات ہو جاتی وہ میرے زہر کا شکار ہو جاتا اور ساری حقیقتیں گم ہو جاتیں کوئی فائدہ ہی نہ ہوتا بلکہ اس بات کے امکانات تھے کہ لاکا کی زندگی خطرے میں پڑ جاتی کیونکہ ہینالا کی شکل وہ نہ ہوتی جو پہلے تھی۔ ہینالا بری طرح زمین پر گرا تھا اور اس کا سر پھٹ گیا تھا وہ بری طرح کانپنے لگا اور اس نے گردن گھما کر اپنے پیروں سے لپٹے ہوئے سانپ کو دیکھا پھر اس کی دہشت بھری چیخیں ابھرنے لگیں۔ وہ اپنا روپ بدلنے کی کوشش کررہا تھا تھوڑی دیر کے بعد

وہ انسانی روپ میں آگیا اس کے دونوں پاؤں اب بھی میری گرفت میں تھے اور وہ
دہشت زدہ انداز میں چیخ رہا تھا۔

"بچاؤ.......... بچاؤ مجھے بچاؤ مجھے سانپ سے بچاؤ۔" میں مزے لیتا رہا اور پھر
تھوڑی دیر کے بعد میں نے خود ہی ہینالا کے دونوں پاؤں چھوڑ دیئے اور اس کے
سامنے پھن سیدھا کرکے کھڑا ہوگیا۔ ہینالا اب سارا جادو منتر بھول گیا تھا اور سہمی
نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا اور معافی مانگ رہا تھا۔

"معاف کردو ناگ راجہ معاف کردو مجھے ارے چھوڑ دو مم.......... میں میں
بچپن ہی سے سانپ سے ڈرتا ہوں کسی نے کہا تھا کہ میری موت سانپ کے کاٹنے سے
ہوگی معاف کردو۔ مجھے معاف کردو۔" وہ تو خیر ایک جادوگر تھا میں بالکل الگ شخصیت
رکھتا تھا اب اس کے بعد میں یہ سوچ رہا تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے بہرحال اس وقت
اپنے آپ کو ظاہر کرنا مناسب نہیں تھا۔ میں نے تھوڑی دیر تک اسے ڈرائے رکھا اس
کے بعد اس کے گرد چکر لگائے وہ میرے ساتھ ساتھ ہی گھوم رہا تھا اس کے چہرے پر
خوف کے شدید آثار تھے۔ میں نے تھوڑی دیر تک اسے پریشان کیا اور پھر ایک طرف
چل پڑا اور تھوڑی دور جاکر ایک درخت کی آڑ میں ہوگیا جب ہینالا کو یقین ہوگیا کہ
میں چلا گیا ہوں تو اس نے وہاں سے دوڑ لگادی اور میں اسے بھاگتے دیکھتا رہا تھوڑی
دیر بعد وہ نگاہوں سے روپوش ہوگیا۔ تو میں نے بھی سانپ ہی کی حیثیت سے بستی کا
رخ کیا اور پھر اپنے جھونپڑے میں پہنچ گیا یہاں پہنچ کر میں نے اپنا روپ بدلا اور آرام
سے جاکر سوگیا ماگی البتہ جاگ رہی تھی اور اس کی بڑبڑاہٹیں مجھے سنائی دے رہی تھیں
وہ کہہ رہی تھی۔

"آسمان والو! بلندیوں پر رہنے والے دیوتاؤ! میری بچی کی زندگی خطرے میں پڑ
گئی ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے میرے پاس باہر کی دنیا سے آنے والا اجنبی بے
قصور نکلے اور ہینالا یہ ثابت نہ کرپائے کہ وہ ان دو بچوں کا قاتل ہے۔ میری مدد کرنا
آسمان والو میری مدد کرنا۔" میں بوڑھی عورت کے الفاظ سے بہت متاثر ہوا تھا واقعی
ایک ماں اپنی اولاد کے لئے دعا کررہی تھی اب میں ان جذبوں سے تو واقف نہیں تھا
لیکن یہ بھی ایک سچائی تھی کہ میری وجہ سے لاکا نے اپنی زندگی خطرے میں ڈال لی
تھی۔ لاکا کی زندگی بچنی چاہئے اور اب اس بات کے امکانات ہوگئے تھے۔ رات گزر
گئی دوسری صبح کوئی نئی واردات سننے میں نہ آئی اور مزے کی بات یہ تھی کہ خود ہینالا

بھی اپنے جھونپڑے سے باہر نہیں آیا تھا لیکن میں نے فوراً ہی سردار بینگو سے رابطہ
قائم کیا۔ بینگو خود بھی شاید ساری رات جاگتا رہا تھا اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں
اور شاید اس نے اپنے آدمی بستی میں دوڑا دیئے تھے یہ معلوم کرانے کے لئے کہ کہیں
کوئی واردات ہوئی ہے کہ نہیں۔ اس کے آدمی اس کے پاس آکر خبر دے رہے تھے
جب میں اس کے پاس پہنچا تو اس نے کسی قدر خوفزدہ انداز میں مجھے دیکھا اور بولا۔

"ابھی تک بستی میں کسی واردات کی اطلاع نہیں ملی ہے۔"

"بستی میں کوئی واردات نہیں ہوئی بینگو۔"

"تم پورے یقین کے ساتھ یہ بات کیسے کہہ سکتے ہو۔'

"ابھی کچھ دیر کے بعد خود ہینالا بھی یہ بات کہے گا۔" ہینالا تو بہت دیر تک باہر
ہی نہ نکلا اور بستی والوں نے پوری طرح یہ خبر بینگو کو دے دی کہ پچھلی رات کوئی
واردات نہیں ہوئی ہے چنانچہ ہینالا کے باہر نہ نکلنے پر بینگو نے کہا۔

"اصولی طور پر اب اسے لاکا کو رہا کردینا چاہئے اور تم اس بارے میں کیا کہتے
ہو؟"

"آؤ! ہینالا کے پاس چلتے ہیں۔" سردار بینگو چند افراد کے ساتھ ہینالا کے
جھونپڑے پر جا پہنچا میں بھی ساتھ تھا ہینالا باہر نہ نکلا بینگو نے اسے پکارا۔

"معزز ہینالا! ہم تیرے پاس آئے ہیں باہر آکر ہم سے بات کر۔" چند لمحوں کے
بعد ہینالا باہر نکل آیا اس کے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور اس کے چہرے پر کمزوری
نظر آرہی تھی۔

"ارے! یہ کیا ہوا۔"

"کچھ نہیں اپنے کام سے کام رکھو وہ بات مت کرو جس سے تمہارا تعلق نہ
ہو۔" ہینالا نے غرائی ہوئی آواز میں کہا۔ بینگو تعجب سے اسے دیکھ رہا تھا کچھ لمحے
خاموش رہنے کے بعد ہینالا نے کہا۔

"کیسے آئے ہو تم لوگ میرے پاس؟"

"رات کو کوئی وارات نہیں ہوئی ہینالا اس بارے میں تم کیا کہتے ہو؟" ہینالا
نے خونی نگاہوں سے مجھے دیکھا پھر بولا۔

"یہ چالاک بلا ہے تم کیا سمجھتے ہو کوئی بدروح اتنی عقل بھی نہ رکھتی ہوگی کہ
ایسے کوئی کام نہ کرے جس سے وہ پکڑی جائے۔ ارے تم لوگ تھوڑا سا وقت گزرنے

دو پھر دیکھنا کیا ہوتا ہے۔"
"عظیم ہیبالا میں تجھے اس بدروح کے بارے میں کچھ اور تفصیلات بتانا چاہتا ہوں لیکن اس کے لئے مجھے ایک ایسی تنہائی چاہئے جہاں اس بدروح کے آجانے کا امکان ہے مجھے یہ شبہ ہے کہ وہ بدروح ساری حقیقتیں معلوم کرنے کے لئے ہمارے پاس آجائے گی تاکہ ہم اسے نہ پکڑ سکیں اور میں سب سے پہلے تجھ سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ لاکا کو رہا کردے لاکا کسی طور مجرم نہیں ہے تونے جس طرح اسے قابو میں کر رکھا ہے۔"

"بس بس! مجھ پر نہ کوئی الزام لگا اور نہ ہی میری کسی بات پر نکتہ چینی کر تجھے اس کا کوئی حق نہیں ہے۔"

"حقوق تو خیر مجھے اور بھی بہت سے نہیں ہیں ہیبالا! کیا تو اس بدروح کے بارے میں کسی محفوظ جگہ گفتگو کرنے کے لئے تیار ہے؟" ہیبالا کچھ دیر تک سوچتا رہا پھر اس نے بینگو کی طرف دیکھا تو بینگو نے کہا۔

"ٹھیک ہی کہتا ہے وہ اور اس میں تو واقعی کوئی حرج بھی نہیں ہے۔"

"ٹھیک ہے تم لوگ جاؤ میں پچھلے میدان میں اس سے بات کرلوں گا۔" اور اس کے بعد خاموشی طاری ہوگئی بینگو نے میری طرف دیکھا اور بولا۔

"تو کیا کہتا ہے معزز آدمی!"

"ٹھیک ہے میں ہیبالا سے بات کے لئے تیار ہوں۔" ہیبالا کا چہرہ بدستور غصے سے سرخ تھا بہرحال جب سب لوگ چلے گئے تو میں اور ہیبالا درختوں سے گھرے ہوئے ایک چھوٹے سے میدان نما حصے میں پہنچ گئے جسے میدان نہیں کہا جاسکتا تھا بلکہ وہ ایک صاف شفاف سی جگہ تھی بہت ہی پُرفضا اور درختوں کے درمیان گھری ہوئی۔ ہیبالا نے مجھ سے کہا۔

"اور اب تو شاید مجھ سے اپنی زندگی کی بھیک مانگنا چاہتا ہے' نہیں بالکل نہیں اس کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ ہم اپنے درمیان کسی اجنبی کو برداشت نہیں کرسکتے کیونکہ یہ ہمارے اصولوں کے خلاف ہے تجھے ادھر آنا ہی نہیں چاہئے تھا۔"

"پہلی بات تو یہ ہے ہیبالا کہ میں خود ادھر آیا ہی نہیں تھا تجھے ساری حقیقتیں معلوم ہوچکی ہیں۔ میں تو بس اتفاقیہ طور پر دریا میں بہتا ہوا ادھر آگیا تھا اور ان لوگوں نے مجھے جال ڈال کر پکڑا تھا۔"

"سب سمجھتا ہوں تم لوگ باہر کی دنیا سے آتے ہو ہمارے ہاں کی عورتوں کو اپنے قبضے میں کرتے ہو اور اس کے بعد یا تو یہیں رک کر اپنی اولادیں پیدا کرتے ہو اور ہماری ان وادیوں میں برائی پیدا کرتے ہو یا پھر ان عورتوں کو چھوڑ کر چلے جاتے ہو یا انہیں دھوکے سے ساتھ لے جاتے ہو اور اس کے بعد اپنی آبادیوں میں لے جاکر ان کی زندگی ختم کردیتے ہو۔ بتاؤ اس کے علاوہ تم اور کیا کرتے ہو؟"

"لیکن میں یہ سب کچھ کرنے کے لئے نہیں آیا ہوں ہیبالا۔"

"جھوٹ! بکواس آج کی رات اگر کوئی واردات نہیں ہوئی تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کل بھی کوئی واردات نہ ہو۔" اب میرے لئے اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں تھا کہ ہیبالا کو اس کی اصلی شکل دکھادوں چنانچہ میں نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے بوڑھے شیطان کہ تو اس طرح نہیں مانے گا۔" میرے ان الفاظ پر ہیبالا حیران ہو کر میری صورت دیکھنے لگا پھر آہستہ آہستہ اس کا چہرہ بھی آگ کی طرح سرخ ہوگیا اور اس نے خونخوار لہجے میں کہا۔

"کیا کہا تو نے مجھے بوڑھا شیطان۔"

"ہاں جب تو اپنی اوقات میں آہی نہیں رہا تو اس کے علاوہ میں تجھے کون سے الفاظ سے یاد کرسکتا ہوں۔"

"اور اس کے نتیجے میں تو یہ بھی جانتا ہے کہ تو اپنی زندگی کھو بیٹھا اب تیرے لئے موت کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں ہے۔"

"بکواس کرتا ہے تو بالکل بکواس کرتا ہے۔ تیری یہ مجال نہیں کہ تو میرا بال بھی بیکا کرسکے۔ واردات اب بالکل نہیں ہوگی پچھلی رات تو میں نے تجھے چھوڑ دیا تھا ہیبالا لیکن اس کے باوجود ایک شرط بھی ہے میری مجھے بتا دونوں بچے کہاں ہے جنہیں تو ان کے جھونپڑوں سے نکال کرلے گیا ہے؟" ہیبالا اس طرح اچھلا جیسے اسے بچھو نے ڈنک مارا ہو کچھ لمحوں کے لئے اس کی آنکھوں میں حیرت نظر آئی لیکن پھر فوراً اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا اور غرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"کیا بکواس کررہا ہے تو یہ الزام مجھ پر لگانا چاہتا ہے۔"

"ہیبالا ابھی تو تیرا سر ہی پھٹا ہے اس کے بعد جانتا ہے کہ کیا ہوگا میں تیرے دونوں ہاتھ توڑدوں گا تو مجھے نہیں جانتا۔"

"کیا بکواس کررہا ہے تو کیا مطلب ہے تیرا؟"

"رات کو تو ایک خوفناک بلا بن کر اس تیسرے جھونپڑے پر پہنچا جو بعد میں تجھے خالی ملا پھر کچھ لوگ تجھے اس جھونپڑے کی طرف آتے ہوئے نظر آئے اور تُو وہاں سے دوڑا تو ایک سانپ نے تیرا پیچھا کیا اور اس کے بعد اس نے تیری دونوں ٹانگوں کو جکڑ لیا اور تُو منہ کے بل گرا۔ تیرا سر پھٹ گیا ہینالا وہ سانپ تجھے ڈس بھی سکتا تھا اور یہ کام اب بھی ہو سکتا ہے۔" میرے ان الفاظ پر ہینالا کا چہرہ سفید پڑ گیا وہ خوفزدہ نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا پھر بولا۔

"تت.......... تجھے تجھے یہ سب کیسے معلوم تجھے یہ سب کیسے معلوم ہوا؟"

"صرف میری بات کا جواب دے وہ دونوں بچے کہاں ہیں؟"

"بب.......... بچے؟"

"میں تجھے بتاؤں کے میں کون ہوں؟" ہینالا نے اِدھر اُدھر دیکھا پھر بولا۔

"مم.......... مگر تُو تو۔"

"ہاں میرا چہرہ دیکھ غور سے میرے چہرہ دیکھ اس کے بعد تُو یقیناً سچ بولے گا۔" میں نے کہا اور ایک بار پھر میں نے اپنے وجود میں آنے کا عمل کیا لیکن صرف چہرے کی حد تک اور جب میرے چہرے نے پھن کی شکل اختیار کرلی تو ہینالا کے منہ سے خوف کی چیخ نکل گئی میں نے فوراً ہی اپنے آپ کو درست کیا اور بولا۔

"اب کیا کہتا ہے تُو۔"

"تت.......... تُو تُو کون ہے۔"

"تُو تو بڑا جادو کا ماہر ہے اپنے جادو سے پتا لگا لے کہ میں کون ہوں؟" میں نے طنزیہ انداز میں مسکرا کر کہا۔ میں محسوس کر رہا تھا کہ ہینالا کے سارے کس بل نکل گئے ہیں اب وہ بے حد خوفزدہ ہے حالانکہ اس کے پاس بھی ایسے ذاتی منتر موجود تھے جن کی بنا پر اس نے اپنا جسم جانور کے جسم میں تبدیل کرلیا تھا لیکن شاید وہ مجھ سے خوفزدہ ہو گیا تھا میں نے اسے کہا۔

"سن ہینالا میں تجھ سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ تُو آخر مجھ سے خوفزدہ کیوں ہے۔"

"بات اصل میں یہ ہے کہ ہم اجنبیوں کو اپنے درمیان پسند نہیں کرتے باہر کی دنیا سے اجنبی آتے ہیں اور یہاں اپنا اثر قائم کرکے ہمارا اقتدار ختم کردیتے ہیں میں نہیں چاہتا کہ ایسا ہو بس یہ خوف میرے دل میں ہے۔"

"خیر میں ایسا کوئی کام کرنے کے لئے نہیں آیا اب میں تجھے بتادوں کہ ان دونوں بچوں کو واپس ان کے گھروں کو پہنچادے اگر تُو نے انہیں قتل نہیں کیا اور اس کے بعد میری مخالفت ختم کردے۔ تھوڑا وقت یہاں گزاروں گا اور اس کے بعد آگے بڑھ جاؤں گا لیکن اس بات کو دل میں رکھنا کہ اب تُو نے میرے خلاف کوئی سازش کی اور مجھے کوئی نقصان پہنچانے کا عمل کیا تو کسی بھی رات تُو اپنے اس جھونپڑے میں مردہ پایا جائے گا اور تیرا بدن نیلا ہو رہا ہو گا۔ اس بات کو اپنے دل میں رکھنا اچھی طرح سے۔"

"میں جانتا ہوں اور تُو اطمینان رکھ کہ اب میں تیری مخالفت نہیں کروں گا۔"

میں وہاں سے واپس چل پڑا میں نے یہ اندازہ لگالیا تھا کہ اب لاکا کو بہت جلد رہا کردیا جائے گا لیکن اگر اس کے باوجود اگر ہینالا نے کوئی گڑبڑ کرنے کی کوشش کی تو اس بار میں اسے نہیں چھوڑوں گا نتیجہ کچھ بھی ہو جائے۔ واپس پہنچا تو ماگی بدستور اداس بیٹھی ہوئی تھی وہ اپنی بیٹی کو یاد کر رہی تھی مجھے دیکھ کر اس نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور بولی۔

"اب تو یوں لگتا ہے جسے میں اپنی بچی کی صورت کبھی نہیں دیکھ سکوں گی۔"

"نہیں ماگی اب سے تھوڑی دیر کے بعد لاکا واپس آجائے گی اور سب ٹھیک ہو جائے گا۔" بوڑھی عورت کو میرے الفاظ پر یقین نہیں آیا تھا اس نے اداس نگاہوں سے مجھے دیکھا اور مزید کچھ بولے بغیر خاموش ہوگئی لیکن میری بات بالکل درست نکلی لاکا نے دروازے پر دستک دی اور اندر آگئی۔ ماگی تو اسے دیکھ کر خوشی سے دیوانی ہوگئی تھی میں ان دونوں ماں بیٹیوں کو چھوڑ کر باہر نکل آیا ان دونوں کو موقع دینا ضروری تھا بہرحال مجھے خوشی تھی کہ میں ایک بڑی مشکل ٹالنے میں کامیاب ہوگیا ہوں۔ بینگو بھی بے چارہ پریشان تھا اس نے غالباً اپنے آدمیوں کو لگا رکھا تھا کہ جیسے ہی میں انہیں نظر آؤں وہ بینگو کو اطلاع دیں چنانچہ تھوڑی ہی دیر بعد بینگو مجھے تلاش کرتا ہوا میرے قریب پہنچ گیا میں اس وقت ایک درخت کے سائے میں کھڑا ڈھلتے ہوئے سورج کو دیکھ رہا تھا بینگو بے تابی سے میرے پاس پہنچ گیا اور بولا۔

"کیا رہا کیا ہوا کیا تم مجھے بتانا پسند کرو گے میرے دوست۔"

"کچھ نہیں بینگو میرا خیال ہے ہینالا کی غلط فہمی دور ہوگئی ہے اور اب وہ اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ نہ تو وہ دونوں بچے میری وجہ سے غائب ہوئے اور نہ ہی میں تم لوگوں کا کوئی مخالف شخص ہوں۔" بینگو کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں اس نے

پھٹی پھٹی آواز میں کہا۔

"ہینالا یہ بات مان گیا ہے؟"

"میرا خیال ہے مان گیا ہے۔"

"حالانکہ ناممکن سی بات نظر آتی ہے۔"

"کبھی کبھی بہت سی ناممکن باتیں ممکن ہو جاتی ہیں۔" میں نے جواب دیا۔

"تو اب وہ تمہاری مخالفت نہیں کرے گا۔"

"اس نے لاکا کو بھی رہا کر دیا ہے۔"

"دیوتا مجھ پر رحم کرے مجھے تو یوں لگ رہا ہے جیسے میں خواب دیکھ رہا ہوں۔ ایسی بات کر رہے ہو تم جس پر شاید مجھے کبھی یقین نہ آئے۔"

"آنے والا وقت تمہیں یقین دلا دے گا۔" اور پھر دوسرے دن ہی بینگو کو یقین آسکا جب بستی کے لوگ خوشیوں کے ڈھول بجاتے ہوئے سردار بینگو کی رہائش گاہ پر پہنچے اور انہوں نے بتایا کہ وہ دونوں بچے حیرت انگیز طریقے سے رات کو واپس آگئے ہیں جو گم ہوگئے تھے۔ بینگو تو حیران رہ گیا تھا لیکن میں جانتا تھا کہ وہ بچے کس طرح واپس پہنچے۔ بہرحال اس کے بعد ہینالا نے میری مخالفت کی کوئی بات نہیں کی اور میں ان لوگوں کا جائزہ لیتا رہا البتہ میرے لئے ایک تھوڑی سی مشکل پیدا ہوگئی تھی اور یہ مشکل لاکا تھی جو اب مجھ سے مسلسل اقرار محبت کرتی رہتی تھی اور میری قربتوں کی خواہشمند تھی، دلچسپ بات یہ تھی کہ اس میں اسے اپنی ماں کا تعاون بھی حاصل تھا اور ماں مجھ سے اس کی سفارش کرتی رہتی تھی اور کہتی تھی کہ اگر میں نے اسے چھوڑ دیا تو شاید وہ زندگی نہ پاسکے، لیکن ماں، بیٹی اور نہ ہی بینگو یہ بات جانتے تھے کہ میں ان کی دنیا کا انسان درحقیقت ہوں ہی نہیں اور صرف ایک تجربے کی منزل سے گزر رہا ہوں، لیکن ہر مشکل کا حل ہوتا ہے اور آخرکار مجھے میری مشکل کا حل مل گیا۔

☆======☆======☆

یہاں چونکہ مجھے ہر طرح کی آسانیاں حاصل تھیں، ہر جگہ گھوم پھر سکتا تھا کوئی بھی میرا راستہ نہیں روکتا تھا اکثر میں ان جنگلوں میں بہت دور دور تک نکل جاتا تھا، وہاں تک جہاں عظیم الشان پہاڑی سلسلے پھیلے ہوئے تھے۔ ان پہاڑی سلسلوں میں لاتعداد غار بھی موجود تھے دو تین بار میرا دل چاہا کہ میں ان غاروں میں جاکر دیکھوں کہ یہاں کیا ہے؟ زندگی کو اپنے انداز میں گزارنے کا شوق، انسانوں کی دنیا کے بارے میں

معلومات حاصل کرنے کا شوق اس میں کوئی شک نہیں کہ میرے دل میں تھا اور حقیقت یہ ہے کہ اسی شوق نے تو ہمیں دربدر کیا تھا، میری محبوبہ امبینا مجھ سے رخصت ہوگئی تھی اور مجھے اس کا کوئی پتہ نہیں چل رہا تھا، امبینا کی یاد جب بھی دل میں آتی ایک عجیب وغریب کیفیت دل میں پیدا ہو جاتی تھی، لیکن کوئی ذریعہ نہیں تھا میرے پاس کہ میں امبینا کو تلاش کرلوں، چنانچہ بس دل مسوس کر رہ جاتا تھا اور کبھی کبھی اس کی یاد دل کو اس طرح مضطرب کردیتی تھی کہ بالکل چین نہیں آتا تھا۔ ایسی ہی بے چین رات کو جب آسمان پر چاند نکلا ہوا تھا، ستارے چاند کے آس پاس اپنی دنیا بسائے ہوئے تھے اور ایک مکمل کہکشاں خلاؤں میں آباد تھی میں پہاڑی سلسلوں میں سفر کر رہا تھا حالانکہ لاکا کتنی ہی بار میرے ساتھ ان چاندنی راتوں میں پہاڑوں میں آنے کی پیش کش کر چکی تھی، لیکن وہ میری محبوب نہیں تھی، میں اس کے ساتھ نہیں آسکتا تھا چونکہ اس کی قربتوں سے امبینا سے بے وفائی ہوتی تھی اور میں بہرحال ایک بے وفا انسان نہیں بننا چاہتا تھا۔

چاندنی رات میں، میں ایک چٹان پر بیٹھا دور دور تک جائزہ لے رہا تھا کہ اچانک میں نے دو انسانی سائے دیکھے جو ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے بڑی مستی کے عالم میں آگے بڑھ رہے تھے۔ حیرانی کی بات یہ تھی کہ عورت کا سایہ بالکل جدید دنیا کے لوگوں کی مانند تھا جبکہ مرد اس سے ذرا مختلف اور مقامی ماحول کا باشندہ معلوم ہوتا تھا۔ چنانچہ یہی حیران کن بات میرے لئے شدید دلچسپی کا باعث بن گئی ورنہ میں یہی سوچتا کہ ممکن ہے کوئی مقامی جوڑا سیر وسیاحت کرتا ہوا اس طرف آگیا ہو، وہ دونوں آگے بڑھتے ہوئے آخرکار ایک غار میں روپوش ہوگئے۔ میرا تجسس اس طرح بڑھا کہ میں وہاں اپنے آپ کو روک نہ رکھ سکا، انسانی جسم میں تھا چنانچہ دوڑتا ہوا ان پہاڑی سلسلوں کی جانب چل پڑا، حالانکہ اگر میں سانپ بن کر ادھر جاتا تو اس وقت سے زیادہ تیز رفتار ہوتی میری، لیکن بہرحال میں تجسس میں ڈوبا اس غار تک پہنچ گیا۔ ویسے میرے اپنے خیال میں بھی یہ ایک نامناسب بات تھی کہ میں کسی کے ذاتی معاملات میں مداخلت کروں۔ اگر ایک محبت کرنے والا جوڑا دنیا سے روپوش ہو کر یہاں تک آیا ہے تو اس میں برائی کی تو بات نہیں ہے وہ اپنی محبت کی تکمیل کر رہا ہے، بات صرف اتنی تھی کہ وہ جدید دور کے لباس میں ملبوس عورت کون ہے، غار کے دہانے میں کھڑے ہو کر میں جائزہ لیتا رہا لیکن اندر سے کوئی آواز نہیں ابھری تھی، ہمت کرکے میں نے

غار کے اندر قدم رکھا تو حیران رہ گیا' غار میں مدہم مدہم خوبصورت روشنی پھیلی ہوئی تھی' بہت ہی صاف شفاف غار تھا اور اس کے درمیان جو حیرتناک چیز میں نے دیکھی وہ دو انسانی مجسمے تھے' پتھر کے بنے ہوئے دو مجسمے' جنہیں دیکھ کر میں دنگ رہ گیا' آہ یہ وہی عورت اور مرد تھے جنہیں میں نے ابھی پہاڑی پتھروں کے درمیان متحرک دیکھا تھا اس وقت وہ گوشت پوست کے تھے لیکن اب وہ پتھرائے ہوئے اس غار کے درمیان کھڑے ہوئے تھے۔ مجھے یقین نہیں آرہا تھا کہ جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں وہی سچ ہے' میں نے ایک نگاہ غار کے چاروں طرف ڈالی' وسیع وعریض غار تھا اور اس میں گہری خاموشی پھیلی ہوئی تھی' میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا ان مجسموں کے قریب پہنچ گیا انہیں چھو کر دیکھنا چاہتا تھا اور یہ یقین کرنا چاہتا تھا کہ جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں وہی سچ ہے' بہرحال میرے ہاتھ انہیں چھونے میں کامیاب ہوگئے اور میں نے محسوس کیا کہ وہ صرف پتھر کے بنے ہوئے ہیں اور اس میں کوئی شک شبہ کی بات نہیں ہے۔ انسانوں کی دنیا کس قدر عجیب ہے' ماضی میں بھی اس طرح کے واقعات ہوتے رہتے ہیں' تعجب کی بات ہے یقینی طور پر میں ماضی میں گھوم رہا تھا اور یہ سب کچھ جو میرے سامنے تھا ماضی ہی کی ایک کہانی تھی' بہرحال اس کے بعد میں غار میں چاروں طرف نگاہیں دوڑانے لگا اور اسی وقت مجھے غار کے ایک کونے سے ایک شخص ایک چٹانی دروازے سے باہر نکلتا ہوا نظر آیا۔ وہ ایک بوڑھا آدمی تھا' جس کے بال روئی کی طرح سفید تھے' اور اس کی چال میں بھی لڑکھڑاہٹ پائی جاتی تھی' اس نے مجھے دیکھ کر کسی حیرت کا اظہار نہیں کیا' اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا میرے قریب آگیا اس کی دھندلی آنکھوں میں' میرے لئے نفرت کے آثار نہیں تھے بلکہ وہ مجھے محبت کی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے کہا۔

"کیا دیکھ رہے ہو اجنبی؟"

میں نے بوڑھے کا سر سے پاؤں تک جائزہ لیا اور کہا۔

"معزز بزرگ' میں حیران ہوں کیونکہ ابھی جو میں نے منظر دیکھا تھا وہ بڑا عجیب تھا.........."

"کیا دیکھا تھا تم نے..........؟"

"میں نے دیکھا تھا کہ یہ دونوں غاروں کے باہر چہل قدمی کررہے تھے' میرے سامنے چلتے ہوئے یہاں تک پہنچے' لیکن اب میں انہیں پتھر کا دیکھ رہا ہوں۔"

"ہاں' یہی وہ دونوں تھے لیکن اس کے پس منظر میں ایک داستان ہے' کیا تمہیں واقعی ان لوگوں سے اتنی دلچسپی ہے کہ تم ان کے بارے میں جاننا چاہتے ہو؟"

"ہاں' معزز بزرگ' اگر یہ ممکن ہو.........."

"تو بیٹھ جاؤ' بچپن میں تم نے کہانیاں سنی ہوں گی' میں نہیں جانتا کہ تم کون ہو؟ میرے بارے میں اتنا جان لو کہ میرا نام سمبالا ہے' میں کون ہوں کیا ہوں؟ یہ تمہیں آگے چلنے والی کہانی سے پتہ چل ہی جائے گا۔ اگر اب بھی تم کوئی کہانی سننا چاہتے ہو تو.........."

"میرے دل میں تجسس ہے کیونکہ جن دو انسانوں کو میں چلتے ہوئے دیکھ چکا ہوں' انہیں پتھروں کی شکل میں دیکھنا میرے لئے انتہائی حیرت انگیز بات ہے اور کسی بھی ایسی بات کو جو سمجھ میں نہ آئے جاننے کی خواہش انسان کے دل میں ہوتی ہی ہے۔"

"چلو پھر ٹھیک ہے بہت عرصے کے بعد مستقبل کی دنیا کے ایک انسان کو میں زمبل کی کہانی سنانے جارہا ہوں۔"

"زمبل کون؟" میں نے سوال کیا۔

"آرام سے بیٹھ جاؤ' زمبل کی کہانی سننے کے لئے تمہیں ایلا کی کہانی سنانی ضروری ہوگی اور بستی ایلا سرسبز درختوں' گنگناتے آبشاروں اور رقص کرتی ہوئی ندیوں کی بستی تھی فلک بوس پہاڑوں نے اسے اپنے درمیان لے رکھا تھا' یہ پہاڑ ناقابل عبور سمجھے جاتے تھے اور ایلا کے دشمن جب بھی ان پر چڑھنے کی کوشش کرتے تھے انہیں ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ بستی کی طرف سے ان پہاڑوں نے بستی کے خوبصورت باشندوں کے لئے اپنی آغوش پھیلائی ہوئی تھی اور اس بستی کے رہنے والے ان ناہموار چٹانوں کی گود میں کھیل کود کر جوان ہوتے تھے' یہ چٹانیں بڑی محبت سے اپنے ان بچوں کی پرورش کا فرض نبھاتی تھیں اور زمبل بھی انہی پہاڑوں میں پل کر جوان ہوا تھا' زمبل جو سردار کا بیٹا تھا اور مستقبل میں ایلا کا ہونے والا سردار' لیکن حسن وجمال اور نرم فطرت نے اسے بہت ہی عاجز بنادیا تھا اور بستی کے جنگ جو لوگوں سے بالکل مختلف فطرت کا مالک تھا وہ کسی کو نقصان پہنچانے سے ہمیشہ گریز کرتا تھا جبکہ سرداری کے لئے یہ لازمی بات تھی کہ ایک سخت دل اور جنگ جو انسان قبیلے کی سربراہی سنبھالے' خود بستی کا سردار اور زمبل کا باپ اس بات کا اقرار کرتا تھا کہ اس

کا بیٹا جو صرف فطرت کا پجاری ہے اور محبت کا رسیا' سرداری کے قابل نہیں ہے اور سرداری اسے دی جائے گی جو اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کردے' اور وہ تمام فرائض پورے کردے جو سرداری کے لئے ہوتے ہیں اس کے لئے بستی کے اصولوں کے مطابق زمبل کو آزمایا جاچکا تھا' بستی کے اصول یہ تھے کہ جب سردار کا انتخاب ہوتا تھا تو اس انتخاب کا پہلا عمل خوبصورت ہرنوں کا ایک جوڑا شکار کرنا ہوتا تھا' اس کے بعد سرداری کے امیدوار کو مختلف مراحل سے گزارا جاتا تھا لیکن جب زمبل کو یہ ذمہ داری سونپی گئی تو اس نے اس سلسلے میں وہ عمل نہ کیا جو اسے کرنا چاہئے تھا' رسم کے مطابق وہ اپنے ۱۹ویں سال کی پہلی صبح جنگل میں نکلا اور تھوڑی ہی دیر کے بعد اسے ہرنوں کا ایک جوڑا نظر آگیا جو درختوں کے درمیان خوش فعلیاں کر رہا تھا اس کے ساتھی اس کی خوش قسمتی پر خوش ہوگئے اور انہیں یقین ہوگیا کہ زمبل اب سے چند لمحوں کے بعد اپنی زندگی کے پہلے امتحان کو اور سرداری کی پہلی رسم کو پورا کرلے گا' زمبل نے کمان پر تیر چڑھالیا' کمان کو کھینچا اور عین اس وقت جب وہ تیر چھوڑنے والا تھا' ہرنی نے بڑے پیار سے ہرن کے کندھے پر منہ رکھ دیا اور زمبل کا سارا وجود کانپ گیا' اس نے کمان ڈھیلی کردی اور پھر اس کے دونوں ہاتھ لٹک گئے تو اس کے ساتھ موجود ایک بزرگ نے جو اس کے پہلے شکار کی نگرانی کے لئے سردار کی طرف سے بھیجا گیا تھا پریشان لہجے میں کہا۔

"یہ کیا کر رہے ہو زمبل' شکار کرو اس ہرن کو' یہ بدشگونی ہے۔ یہ جوڑا نکل جائے گا' اسے شکار کرو۔"

"نہیں بابا' مجھے ایسی سرداری نہیں چاہئے جو دو محبت بھرے دلوں کے خون میں ڈوبی ہو' میں ایسا سردار بننا نہیں چاہتا جو خون کی سرخی سے اپنے اقتدار کا آغاز کرے میں تو محبت کا متوالا ہوں۔ ان معصوم ہرنوں کو محبت کرنے دو' میں ان پر اپنی سرداری قربان کرتا ہوں' میں یہ نہیں کرسکتا.........."

"تم پاگل ہو رہے ہو زمبل.........."

"ہاں شاید ایسا ہی ہے.........."

"میں کہتا ہوں شکار کرو انہیں.........."

"نہیں بابا کیسی باتیں کرتے ہو تم' بلکہ اس وقت اگر کسی نے ان ہرنوں کو نقصان پہنچایا تو اسے میری دشمنی مول لینا پڑے گی۔" اور اس کے بعد وہ وہاں سے واپس چل

پڑا۔

سردار جو اپنے بیٹے کی حرکت سے پہلے ہی مایوس تھا اس ساری تفصیل کو سن کر آگ بگولہ ہوگیا اس نے سخت لہجے میں کہا۔

"ہاں' وہ بزدل ہے اور کسی بزدل کو بستی کا سردار نہیں بنایا جاسکتا' چاہے وہ میرا بیٹا ہی کیوں نہ ہو' ہم بستی کے اصولوں میں کسی کی مداخلت پسند نہیں کریں گے' میں زمبل کو سرداری کے ناقابل قرار دیتا ہوں اور اس کو ہمیشہ کے لئے سرداری کے منصب سے محروم کرتا ہوں' سردار وہ بنے گا جو قبیلے کے رسم ورواج پورے کرسکے۔"

"تم اس سلسلے میں کیا کہتے ہو زمبل..........؟"

"میرے باپ نے مجھے وہی تحفہ دیا ہے جس کی مجھے آرزو تھی' حقیقت یہ ہے کہ میں سردار بننے کے قابل نہیں ہوں' کیونکہ زندگی میں کبھی میں وہ نہیں کرسکوں گا جو ایک سردار کا فرض ہے۔" اور اس کے بعد وہ اپنے سب سے بڑے دوست' سب سے زیادہ محبت کرنے والے' سب سے پیارے انسان کے سامنے پہنچ گیا اور میرے بچے یہ میں تھا' میرا اور اس کا تو جنم جنم کا رشتہ تھا' ہم تو صدیوں کے ساتھی تھے' کبھی ہم چاند اور چکوری کی شکل میں پیدا ہوجاتے تھے' کبھی کرن اور پانی کی شکل میں' وہ میرے پاس بیٹھ کر اپنی زندگی کی ساری کہانی سنادیتا تھا وہ کہتا تھا کہ بابا سبالہ جب ہرنی نے ہرن کے شانے پر منہ رکھا تو مجھے بینا یاد آگئی' بابا وہ بھی تو اس طرح میرے کندھے پر اپنی ننھی سے ٹھوڑی ٹکا دیتی ہے' میں جانتا ہوں کہ وہ ہرنی اس ہرن کی بینا ہوگی' آپ سوچیں بابا اگر مجھے قتل کردیا جائے' تو بینا کا کیا ہوگا' یا میری آنکھوں کے سامنے بینا کو قتل کردیا جائے تو میرا کیا ہوگا' میں اس ہرن کو رنجیدہ کیسے کرسکتا تھا' میں نے اس معصوم جوڑے کے لئے سرداری چھوڑ دی اور مجھے اس کی بے حد خوشی ہے' تم بتاؤ میرے بچے ایسا انسان ہوسکتا تھا کوئی' ہاں میرا زمبل ایسا ہی تھا' میں نے اس سے کہا۔

"وہ تجھے نہیں جانتے' زمبل' وہ تجھے نہیں پہچانتے' وہ باولے کیا جانیں کہ تو کیا ہے؟ تو' تو محبت کی تصویر ہے' تو ان کی دنیا کا انسان نہیں ہے' لیکن مجھے ایک بات بتا۔"

"کیا بات..........؟" وہ کہتا۔

"کیا تجھے اپنی بستی کی سرداری پسند نہیں؟"

"بابا' میں تو اس خوبصورت بستی کے کسی بھی کونے میں خوش رہ لوں گا مجھے سرداری سے کوئی دلچسپی نہیں ہے............"

"کاش تو ان کے قابل ہوتا۔"

"تم ان باتوں کو چھوڑو بابا' تم مجھے وہی انوکھی باتیں بتاؤ' وہ انہونی باتیں جو بڑی دل کش ہوتی ہیں اور جنہیں سننے کے بعد بڑے خوبصورت خواب نظر آتے ہیں۔ تم مجھے اس انوکھی دنیا کی کہانی سناؤ جس کے بارے میں تم کہتے ہو کہ وہ دنیا انوکھی ہوگی............"

"ہاں' وہ دنیا بڑی عجیب ہوگی' اس میں رہنے والے سمندر کے سینے میں اور آسمان کی بلندیوں میں پرواز کریں گے۔"

"بابا حقیقت یہ ہے کہ یہ مجھے اس چھوٹی سی بستی کا سردار بنانا چاہتے ہیں لیکن میری آرزو ہے کہ میں بھی دنیا دیکھوں............ آہ کاش کوئی مجھے وہ دنیا دکھادے' میں تو متوالا ہوں اس دنیا کا' کیسی حسین ہوگی وہ دنیا۔"

"وقت جو کہانی سنا رہا ہے وہ کہانی یہ ہے کہ تجھے آخر کار اس بستی کا سردار بننا ہے تو اس بستی کے لوگوں کے مسائل حل کرے گا اور............"

"نہیں بابا' ایسا کبھی نہیں ہوگا............ ایسا کبھی نہیں ہوگا............ بابا سمبالہ میرے لئے محنت کرو' کوئی ایسی ترکیب کرو کہ میں اس دنیا کو دیکھ سکوں............"

"تیری عمر اتنا ساتھ نہیں دے گی تیرا' وہ دنیا تو بہت آگے ہے............"

"مگر میں اس دنیا کو دیکھنا چاہتا ہوں............ اس کی باتیں میری روح کی گہرائیوں کو جھنجھوڑ دیتی ہیں' میں تڑپنے لگتا ہوں اور سوچتا ہوں کہ کاش میں پیدا نہ ہوا ہوتا' کاش میں اسی دنیا کا باسی ہوتا' اس دنیا کو دیکھنے کے لئے اگر مجھے ہزار بار مرنا پڑے تو میں تیار ہوں............"

"لیکن تجھے اس دنیا میں جانا ہوگا............"

"میں جاؤں گا' بابا میں جاؤں گا............"

"اور تیری بینا یہیں رہ جائے گی............"

"وہ رہ جائے' میں اس کی بات نہیں کرتا' اگر تم مجھے وہ دنیا دکھانے کا وعدہ کرلو تو میں سب کچھ چھوڑ دوں' سمبالہ تم یہ سب کچھ کرسکتے ہو' تم یہ کام کرسکتے ہو' مجھے اس دنیا میں پہنچادو' میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں۔"

اور اس نے میرے پاؤں پکڑ لئے' تم نہیں جانتے نوجوان کہ مجھے اس معصوم فرشتے سے کتنی دلچسپی تھی' کتنی محبت تھی مجھے اس سے آہ کوئی بھی نہیں جان سکتا تھا' میں اس کے لئے اپنے علم کا ایک ایک قطرہ بہانے کے لئے تیار تھا' میں نے اسے بہت سمجھایا اور بڑی مشکل سے اس نے میرے پاؤں چھوڑے' میں جانتا تھا کہ اس نے بچپن سے اب تک صرف اور صرف مجھ پر اعتماد کیا ہے' مجھ سے وہ اس وقت سے محبت کرتا تھا' جب اس کے پاؤں پہلی بار سبز پہاڑ کی چٹان پر جمے تھے اور جب پہلی بار میں نے اسے لڑکھڑاتے ہوئے دیکھ کر سینے سے لگایا تھا۔ بس اس روز سے وہ مسلسل میرے پاس آتا رہتا تھا' میں ستاروں کا رسیا اور ستارے مجھے نہ جانے کیسی کیسی داستانیں سناتے تھے یہ ستاروں ہی کی کہانی تھی اور ستاروں ہی نے مجھے اس دنیا کے بارے میں بتایا تھا' میں اس کے لئے ستاروں ہی کی کتاب پڑھتا تھا' اور اس کتاب کے جو حروف مجھے نظر آتے تھے انہیں ترتیب دے کر اس کے لئے کہانیاں تلاش کرتا تھا' یہ کہانیاں میں بچپن سے اسے سنا رہا تھا پُراسرار اور انوکھی کہانیاں جو اس کی سمجھ میں نہیں آتی تھیں اسے ان کہانیوں سے اس وقت سے عشق تھا' وہ صرف تین چیزوں سے پیار کرتا تھا میری کہانیوں سے' مجھ سے اور جوان ہوکر بینا سے' میں بھی اسے اتنا ہی چاہنے لگا تھا جس دن وہ مجھ سے نہ ملتا تو میں بے چین ہوجاتا' دیوانگی پیدا ہوگئی تھی۔ اور میں تمہیں یہ بتاؤں میرے نوجوان دوست کہ خود میرا تعلق اس بستی سے نہیں تھا' ہاں میری اپنی شخصیت میں بھی ایک کہانی پوشیدہ تھی............"

لیکن یہ کہانی بالکل مختلف ہے اگر میں تمہیں یہ بتاؤں کہ میرا تعلق کسی اور قبیلے سے تھا اور میں وہاں سے نکل کر ایلا بستی پہنچا تھا میں نے بستی والوں کے درمیان اپنے لئے کوئی جگہ نہیں بنائی تھی بلکہ میں نے ایک سرسبز پہاڑ کی بلند چوٹی پر اپنا ٹھکانا بنایا تھا اور بستی کے لوگوں سے فاصلے اختیار کئے تھے میری ذات سے نہ کسی کو نقصان پہنچتا تھا نہ فائدہ۔ کچھ لوگ میرے مخالف تھے اور کچھ یہ کہتے تھے سمبالہ سے کوئی نقصان نہیں ہے۔ رفتہ رفتہ بستی کے تمام ہی لوگ مجھ سے بے تعلق ہوگئے تھے لیکن بس وہ ننھا سا بچہ جس نے اپنی معصوم عمر میں مجھ سے دوستی کی تھی ہمیشہ ہمیشہ میرا دوست رہا اور میری نگاہوں کے سامنے جوان ہوگیا۔ میری تمام تر توجہ تمام تر علم اور تمام تر محبت اس کے لئے تھی اور دوسرا کام میرا صرف یہ تھا کہ میں ان پُراسرار علوم کے بارے میں معلومات حاصل کروں جن کا تعلق ستاروں اور زمین سے ہے اور ان جڑی بوٹیوں

سے رابطے رکھوں جو عمر کو قائم رکھتی ہیں اور یہ ایک انوکھا فلسفہ ہے کہ مٹی کی تخلیق کو مٹی کا جز دیا جاتا رہے تو وہ قائم رہتی ہے اور لوگ اس کے بارے میں نہ جانے کیا کیا کہانیاں سناتے ہیں وہ جڑی بوٹیاں جو مٹی میں اگتی ہیں اگر ان کے بارے میں معلومات حاصل کرلی جائے تو وہ صحت کے لئے بہت بڑا سہارا بن جاتی ہیں اور میں نے ہمیشہ انہی جڑی بوٹیوں سے اپنی غذا حاصل کی اور میرا تو مذہب ہی مختلف تھا اور میں اس پر انحصار کرتا تھا میرا مذہب صرف اور صرف یہ تھا کہ خود کو قائم کرو اور انسانیت کو قائم رہنے دو لیکن بات چونکہ زمبل کی ہو رہی ہے اس لئے میں تمہیں بتاؤں میرے نوجوان دوست کہ جس وقت زمبل اپنے گھر میں داخل ہوا تو پورے گھر پر ایک سکوت طاری تھا سردار گردن جھکائے بیٹھا ہوا تھا اور زمبل کی ماں بھی سوگوار انداز میں خاموش تھی اور زمبل کو اس سوگواری پر حیرت ہوئی اور وہ ماں کے قریب پہنچ کر بولا۔

"کیا بات ہے ماں!" تو اس کی آواز پر ماں نے نگاہیں اٹھائیں اور اس کی آنکھیں آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی تھیں اس نے سسکی لے کر کہا۔

"تُونے ہمارا خاندان ختم کردیا زمبل! آخر کار تُونے اس خاندان کو ختم کردیا اب ہماری نسلوں میں کوئی سردار نہیں ہوگا جبکہ شاید یہ بات تیرے علم میں بھی ہے کہ ہم تو صدیوں سے سرداروں کے خاندان میں سرداری کرتے چلے آئے ہیں۔ ہمارا ایک مقام ہے اور ہمارے اجداد کی روحیں اس بات کی نگراں تھیں کہ سرداری ہمارے خاندان میں ہی رہے لیکن تُونے میری کوکھ سے جنم لے کر مجھے شرم سار کردیا اب ہم یہاں کے عام انسان ہو کر رہ جائیں گے تُونے واقعی مجھے ذلیل کردیا ہے زمبل اب لوگ کہیں گے کہ یہ میں ہی تھی جو کسی ایسے بیٹے کو جنم نہ دے سکی جو سرداری کے قابل ہوتا جبکہ اس خاندان کی ماؤں نے سردار پیدا کئے تھے تُونے تو مجھے پستیوں میں دھکیل دیا ہے اب میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں ہوں۔"

"مگر ماں میرا سردار باپ تو کہتا ہے کہ پوری بستی ہمارا ایک خاندان ہے ہم سب آپس میں بہن بھائی ہیں بستی کا کوئی بھی شخص سردار بن جائے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا بے شمار بھائیوں میں سے ایک بھائی اگر سرداری کا اہل قرار پائے تو وہ ہم سے مختلف تو نہیں ہے۔ یہی سبق تو مجھے میرے باپ نے دیا ہے کیا فرق پڑتا ہے ہم سب ایک زمین کے بیٹے ہیں ہر بیٹے کا انداز مختلف ہوتا ہے اگر دھرتی ماں کا ایک بیٹا محبت کا

پجاری ہے تو دوسرا وہ ہوگا جو اس کی حفاظت کرنے والا بنے گا۔ ایلا کو اپنے محافظوں سے مایوسی تو نہیں ہے ماں!"

"اور یہ سب اُس بوڑھے اجنبی کی تربیت ہے جو نہ جانے کہاں سے یہاں آمرا ہے اور کوئی اسے منہ نہیں لگاتا سوائے اس بیوقوف کے اور میں جانتا ہوں کہ اس بیوقوف نے اس کی بات مانی ہے اور اپنی دانست میں محبت کا پجاری بن گیا ہے۔" یہ آواز سردار کی تھی زمبل نے باپ کی طرف دیکھا اور بولا۔

"ہاں! بابا آپ ٹھیک کہتے ہیں لیکن بات تو وہی ہوئی آپ بھی تو سردار کی حیثیت سے بستی کے ہر شخص کو محبت کا سبق دیتے ہیں اس نے میرے دل میں یہی سبق اتارا ہے کیا اس نے برا کیا ہے بابا!"

"سو فیصدی برا اس نے میری پشت میں خنجر گھونپا ہے ہماری نسلوں کو ختم کردیا ہے اس نے۔ میں ہمیشہ اس بوڑھے کو ناپسند کرتا تھا لیکن اب اس نے براہ راست مجھ پر وار کیا ہے اب اس کے بارے میں سوچنا پڑے گا۔"

"نہیں میرے بابا! وہ تو بہت معصوم ہے۔ سمبالہ عظیم ہے اور اس کا علم لامحدود۔ وہ ستاروں کا ہم سفر ہے اور اس کے وجود سے محبت کے چشمے ابلتے ہیں اس نے مجھ سے کوئی بری بات نہیں کہی اس نے صرف محبت کا سبق دیا وہ کہتا ہے کہ ظلم ایک بُری فطرت ہے۔ تم اسے نہیں جانتے بابا وہ تو بہت گہرا انسان ہے وہ ایک ایسی دنیا کی باتیں جانتا ہے جو ہمارے سامنے نہیں ہے لیکن وقت گزرے گا تو دنیا عالم وجود میں آئے گی اور بابا اس دنیا کی کہانی اتنی عجیب ہے کہ میرے دل میں اتر گئی ہے۔ میں اس دنیا میں جانا چاہتا ہوں بلکہ میری اس سے باتیں ہوتی ہیں تو وہ کہتا کہ وہ مجھے اپنے لامحدود علم سے اس دنیا میں جانے کا راستہ بتا دے گا مگر شرط یہ ہے کہ میں تم سے اجازت لے لوں۔"

"وہ تجھے تباہی کی آخری منزل تک پہنچا دے گا اس نے پاگل کردیا ہے تجھے اس نے مجھے یہ دن دکھایا لیکن میں ابھی سردار ہوں میں کل ہی اس کے لئے بندوبست کرتا ہوں میں دیکھوں گا کہ وہ تجھے کس حد تک بہکاتا ہے۔ اسے یہاں سے نکال کر دم لوں گا میں اور اگر نکال نہ سکا تو اسے قتل کردوں گا۔" اور یہ بات سن کر وہ اپنے باپ کو دیکھنے لگا اس نے کہا۔

"ہاں یہ کام تم کرسکتے ہو' لیکن سمبالہ یہ کام نہیں کرسکتا کیونکہ وہ انسان دوست

ہے وہ کہتا ہے کہ انسان کو انسان کی جان لینے کا کوئی حق نہیں ہے اور جو اپنے اختیار سے ناجائز فائدہ اٹھا کر یہ کام کرتا ہے وہ انسان نہیں بلکہ قابلِ نفرت شخصیت ہے اس کی۔ حالانکہ وہ اس قدر قوتوں کا مالک ہے بابا کہ یہ بات میں تمہیں بتا رہا ہوں کہ تم اسے قتل نہیں کر سکو گے۔ ہماری بستی کے لوگ اسے ہلاک نہیں کر سکیں گے وہ چاہے تو اپنے علم سے ہم سب کی ہلاکت کا بندوبست کر سکتا ہے۔ وہ ایلا کو ایک جھیل میں تبدیل کر سکتا ہے لیکن وہ ایسا کبھی نہیں کرے گا اور تم بھی اسے کبھی نقصان نہیں پہنچا سکو گے۔ قتل و غارتگری کی ان باتوں سے مجھے نفرت ہے بابا اور اسی لئے میں تمہاری دنیا سے چلے جانا چاہتا ہوں۔ کاش ہمیں ہماری منزل مل جائے۔" یہ کہہ کر زمبل اپنے گھر کے دروازے سے باہر نکل آیا اس کے ماں باپ نے اسے آواز نہیں دی تھی وہ بہت دلبرداشتہ تھے اور سمجھتے تھے کہ زمبل نے انہیں بہت بڑا نقصان پہنچایا ہے۔ وہاں سے چل کر وہ ندی کے دوسرے کنارے پر ایک چٹان سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اس کے دل میں باپ سے ہونے والی گفتگو کے لئے غم کے آثار تھے اور وہ یہ سوچ رہا تھا کہ اس کا باپ کتنے برے انداز میں سوچنے کا عادی ہے۔ ایسے وقت میں دو ٹھنڈے ہاتھ اس کی آنکھوں سے آ لگے اور بینا کے کنوارے جسم کی مہک کو وہ میلوں دور سے سونگھ سکتا تھا اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور اس نے بینا کے ملائم ہاتھ اپنی آنکھوں سے نہیں ہٹائے چونکہ اس طرح اس کے ٹھنڈے ہاتھوں کی ٹھنڈک اس کے وجود میں اتر رہی تھی بینا کی آواز ابھری۔

"بتاؤ میں کون ہوں؟"

"تم زندگی ہو' تم تپتے ہوئے صحراؤں میں ٹھنڈا پانی ہو' اگر تم نہ ہوتیں تو یہ کائنات حدت سے جل جاتی۔"

"نہ جانے کیا کیا کہہ رہے ہو۔ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا۔" بینا دونوں ہاتھ ہٹا کر اس کے سامنے آ گئی۔

"اگر اس جگہ اس ندی کے کنارے کوئی مجھے قتل کر دے بینا تو کیا تمہیں اس کا افسوس نہیں ہوگا۔"

"صرف افسوس میں تو اسی جگہ اس پتھر سے سر ٹکرا کر مر جاؤں گی۔" بینا نے کہا۔

"تو پھر مجھے بتاؤ میں اس ہرن کو کیسے مار دیتا میں نے سرداری چھوڑ کر اس کی

زندگی بچالی بینا میں نے تو اپنی زندگی بچائی ہے بتاؤ کیا میں نے برا کیا ہے۔"

"سب لوگ اس بات پر افسوس کر رہے ہیں لیکن میں بہت خوش ہوں' زمبل میں جانتی ہوں کہ ہرنوں کے اس محبت بھرے جوڑے کو معاف کر کے تم نے اپنی اور میری محبت امر کر دی ہے۔"

"لیکن یہ دنیا میرے قابل نہیں ہے بینا یا میں اس کے قابل نہیں ہوں۔ میں اس دنیا سے آگے کی دنیا میں جانا چاہتا ہوں آگے کی دنیا بہت انوکھی ہوگی بینا اور میرا استاد سمبالہ کہتا ہے کہ مجھے اس دنیا میں بھیج دے گا۔ بینا کیا تم مجھے وہاں جانے کی اجازت دے دو گی؟"

"لیکن تم واپس کب آؤ گے زمبل؟" بینا نے اداسی سے پوچھا۔

"شاید کبھی نہیں وہ دنیا ایسی ہے کہ وہاں جا کر واپس آنے کا کسی کا دل نہیں چاہتا۔"

"اور میں کیا کروں گی؟"

"تم اپنی بستی میں رہو گی یہاں کے رسوم و رواج مجھے پسند نہیں ہیں اپنی اپنی طبیعت کی بات ہے مجھے یہ سب کچھ اچھا نہیں لگتا کیا تم میرے ساتھ اس اجنبی دنیا میں چلو گی؟"

"نہیں میں اپنے ماں باپ کو نہیں چھوڑ سکتی اپنی بھیڑوں کو نہیں چھوڑ سکتی مجھے ان پہاڑوں سے محبت ہے اور مجھے یہ درخت بہت پسند ہیں۔ نہیں زمبل میں انہیں کبھی نہیں چھوڑوں گی۔"

"تو مجھے اس دنیا سے جانے کی اجازت دو میری اور تمہاری پسند میں فرق ہے۔"

"تم مجھے چھوڑ کر اس دنیا سے جانا چاہتے ہو؟"

"تم بھی تو اس دنیا کو چھوڑ کر میرے ساتھ جانے کو تیار نہیں ہو۔"

"تو ٹھیک ہے میں اب کبھی تمہارے پاس نہیں آؤں گی۔" بینا ناراض ہو کر چلی گئی اور وہ خاموشی سے اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا آج اس نے بینا کو روکنے کی کوشش نہیں کی تھی حالانکہ بینا نے کئی بار پیچھے مڑ کر دیکھا تھا جیسے وہ اسے بلا لے گا دوڑ کر پکڑے گا لیکن زمبل کو اب اس ماحول سے دلچسپی نہیں تھی وہ سب کچھ بھول جانا چاہتا تھا بینا کو بھی۔ اسے تو اس نئی دنیا میں سانس لینے کی آرزو تھی جو خوابوں کی طرح انوکھی تھی وہ اس دنیا کے لئے سب کچھ چھوڑ دینے کے لئے تیار تھا بینا اس کی محبوبہ ضرور تھی

لیکن اس کی منزل نہیں تھی اور بینا کو تو اسی دنیا سے محبت تھی وہ ان پہاڑوں کو چاہتی تھی اسے اپنی بھیڑوں سے پیار تھا جو ایک آواز پر اس کے گرد جمع ہو جاتی تھیں اس میں اور بینا میں بہت فرق تھا وہ تجسس پسند تھا اور بینا ایک ساکت جھیل اسے جھیلوں کا سکوت پسند نہیں تھا اسے یقین تھا کہ بینا اس کے بغیر بھی زندگی گزار لے گی کاش بابا سمبالہ اسے اس دنیا میں بھیج دے آہ! یہ میری سب سے بڑی خواہش ہے اس نے سوچا۔

☆======☆======☆

اور میں نے ستاروں سے رہنمائی طلب کی ستاروں نے جو مجھے تازہ کہانیاں سنائیں وہ عجیب تھیں انہوں نے بتایا کہ جس دنیا کو میں زمبل کے سامنے پیش کرتا رہا ہوں وہ مصائب کی دنیا ہو گی بے شک اس دنیا کا انسان بہت سے مسئلوں پر قابو پا لے گا لیکن وہ انسان بہت برا انسان ہو گا اور وہ دنیا کانٹوں کی دنیا ہو گی اور یہی سب کچھ میں نے زمبل کو بتایا تو اس نے کہا۔

"بابا کانٹے میرا راستہ نہیں روک سکتے میرے دل میں وہاں جانے کی شدید آرزو ہے۔"

"دیکھو زمبل اس دور میں جانے کے لئے میرا علم تمہیں راستے تو بتا سکتا ہے لیکن تمہیں ایک لمبی زندگی گزارنی ہو گی تمہیں پتھر کے ایک مجسمہ میں تبدیل ہونا ہو گا تم پتھر بن کر اس وقت کا انتظار کرو گے جب تمہیں اس دنیا میں جانے کا راستہ ملے۔ بات صرف اتنی ہے کہ ہر عمل کا ایک اور عمل ہوتا ہے اور ہر عمل تک گزرنے کے لئے اس دوسرے عمل سے گزرنا ہوتا ہے تمہیں پتھر بن کر ایک طویل زندگی گزارنی ہو گی پتھر ہی کی حیثیت سے تم اس دنیا میں داخل ہو سکو گے ہاں تم دیکھ سکو گے۔ سمجھ سکو گے۔ سوچ سکو گے لیکن ایک پتھر کی حیثیت سے تمہیں اپنے وجود پر اختیار نہیں ہو گا ایک بے جان بت کی مانند تم زندگی گزارو گے لیکن تمہارا دل سینے میں دھڑکے گا تمہاری آنکھیں ہر اچھے منظر کو دیکھیں گی بولو کیا یہ انداز بھی تمہیں قبول ہو گا؟"

"مجھے سب کچھ قبول ہے بابا میں تو صرف اس دنیا میں جانا چاہتا ہوں کسی بھی شکل میں کسی بھی حیثیت سے۔" تب میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے کیونکہ ستاروں کا علم تو کچھ اور ہی کہتا تھا پھر اس نے کہا۔

"میں نے اپنے ماں باپ سے بھی کہہ دیا ہے اور بینا سے بھی کہ وہ مجھے بھول جائیں بینا اپنی دنیا میں رہنا چاہتی ہے اور مجھے وہ دنیا ساری باتوں سے پیاری ہے بابا مجھے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں چاہئے۔" تب میں نے اپنے عمل کا آغاز کیا اور جھونپڑی کی

ایک دیوار کے ساتھ لٹکی چمڑے کی تھیلی سے میں نے اپنی تیار کردہ وہ تمام چیزیں نکالیں جنہیں میرے علم نے مجھ تک پہنچایا تھا اور میں نے اسے ایک تھیلی دیتے ہوئے کہا۔

"اسے اپنے ہاتھ میں رکھو یہ ایک ایسی چیز ہے جو دنیا کو نظر نہیں آئے گی سوائے تمہارے۔ جب تم اسے دباؤ گے تو اس سے یہ خوبصورت موتی ٹپکیں گے اور یہ موتی تمہیں اس دور کی تاریخ بتاتے رہیں گے ہر روز ایک موتی تمہارے ہاتھ سے ٹپکے گا اور اس کا رنگ سفید ہوگا اور جب اس دور کے آنے میں آدھا وقت رہ جائے گا تب یہ موتی سبز ہوجائیں گے اور جب یہ دور آئے گا تو یہ موتی سرخ ہوں گے اور جب یہ سرخ موتی بھی تمہارے ہاتھ سے گر پڑیں گے اور آخری موتی تمہاری مٹھی سے نکل جائے گا تو تم پتھر سے انسان بن جاؤ گے اور پھر اس دور میں جی سکو گے تم لو اسے احتیاط سے اپنے ہاتھ میں رکھو۔"

زمبل نے اپنے ہاتھ کی مٹھی بھینچ لی اور میں نے اس کے بعد عمل کیا لکڑی کا وہ پیالہ جس میں میں نے جڑی بوٹیوں کا محلول تیار کرکے رکھا تھا اور ستاروں نے اس کے لئے میری رہنمائی کی تھی میں نے وہ پیالہ اس کے منہ سے لگادیا اور زمبل نے آنکھیں بند کرکے وہ پیالہ اپنے سینے میں اتار لیا لیکن مجھے زمبل سے پیار تھا میں جانتا تھا کہ اب وہ جس نئی دنیا کے سفر پر روانہ ہورہا ہے وہ بہت مشکل سفر ہے اور میں نے اسے روتے ہوئے الوداع کہا اور کہا جاؤ اس بستی سے نکل جاؤ جتنی دور جاسکتے ہو چلے جاؤ اس بستی میں رہ کر تمہیں وہ کچھ دیکھنا ہوگا جو تمہارے لئے تکلیف دہ ہوگا اس لئے اسے چھوڑ دو میں نے تمہیں دیوتاؤں کی حفاظت میں دیا اور وہ وہاں سے نکل پڑا اسے اپنی بستی چھوڑ دینے کا کوئی افسوس نہیں تھا کیونکہ نئی دنیا کے خواب اس کی آنکھوں میں جگمگا رہے تھے۔ وہ دلکش اور پُراسرار دنیا جس کے خواب بہت ہی حسین ہوا کرتے تھے یہ خواب زمبل کی زبان سے نہیں بلکہ میری زبان سے اس کے ذہن تک پہنچے تھے اور وہ انہی خوابوں کو اپنی آنکھوں میں سجائے برق رفتاری سے اپنی بستی سے دور سے دور نکل جانے کی کوشش کررہا تھا اس کی رفتار بہت تیز تھی درخت پیچھے رہ گئے تھے اور وہ ایک اور بستی کے قریب پہنچتا جارہا تھا۔ دشمنی سے دور محبت کی دنیا کا انسان' وہ نہیں جانتا تھا کہ دوستی اور دشمنی کیا چیز ہوتی ہے وہ اس بستی سے بھی ناواقف تھا جو اس کے سامنے آتی جارہی تھی' وہ نہیں جانتا تھا کہ یہ ایلا کے دشمنوں کی بستی ہے اور ایلا کے لوگ اس بستی سے صدیوں سے دشمنی رکھتے چلے آئے ہیں۔ دونوں قبیلے ایک

دوسرے کی جان کے دشمن تھے لیکن زمبل کے لئے نہیں وہ تو محبت کی دنیا کا انسان تھا سورج سر پر چمک رہا تھا اور زمبل کو یوں محسوس ہورہا تھا کہ جیسے اس کے جسم میں کوئی تبدیلی رُونما ہوتی چلی جارہی ہے اس کی رفتار اب اتنی تیز بھی نہیں رہی تھی اور اس کے قدم وزنی ہوتے چلے جارہے تھے۔ اس نے سوچا کہ شاید میں چلتے چلتے تھک گیا ہوں اس کی رفتار سست ہوگئی اور پھر وہ رینگنے لگا اس کا وزن بڑھتا جارہا تھا اور بدن کی حرکت آہستہ آہستہ رکتی جارہی تھی یہاں تک کہ وہ رک گیا اور اس کے بعد وہ پتھر کی طرح ساکت ہوگیا۔ اس نے اپنے بدن کو دیکھا سب کچھ ساکت لیکن یہ دیکھ کر بھی اس کے دل میں تشویش کے بجائے مسرتوں کا طوفان امڈ آیا تھا وہ سوچ رہا تھا کہ سمبالہ کی پیش گوئی درست رہی وہ پتھر بن گیا ہے اس کے ہونٹ مسکرائے اور مسکراہٹ کا یہ کھچاؤ اس کے اعضاء کی آخری حرکت تھی اس کے ہونٹ بھی مسکراتے ہوئے ساکت ہوگئے تھے جبکہ اس کے دشمنوں کی بستی بہت قریب تھی اتنی قریب کہ وہ دور سے انہیں دیکھ سکتا تھا۔ پتھر کی آنکھیں بالکل زندہ آنکھوں کی طرح متحرک تھیں اسے بستی کے چلتے پھرتے لوگ نظر آرہے تھے وہ انہیں بہت دور تک دیکھ سکتا تھا اور وہ ان گھوڑ سواروں کو بھی دیکھ رہا تھا جو اس کی جانب آرہے تھے بہرحال وہ جو کوئی بھی ہیں اگر اس کے دوست نہ ہوئے تو دشمن بھی نہیں ہوں گے وہ اس کے قریب آتے جارہے تھے شاید انہوں نے دور سے اسے دیکھ لیا تھا اور پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ اس کے قریب پہنچ گئے انہوں نے اپنے ہتھیار سنبھال لئے تھے لیکن انہی میں سے کسی ایک نے کہا:

"ارے یہ تو پتھر کا بت ہے لیکن یہ بت یہاں تک کیسے آیا اسے کون اس جگہ رکھ گیا؟"

"ہوسکتا ہے کہ یہ ایلا والوں کی حرکت ہو۔"

"یہ تو ہے بھی ایلا کے لباس میں۔"

"ہاں لیکن بے حد خوبصورت۔"

"تو پھر اس کا کیا کریں ہم؟"

"سردار کو اطلاع دینے کے علاوہ اور کیا کیا جاسکتا ہے۔"

"ہاں ممکن ہے کہ یہ بھی ایلا والوں کی کوئی چال ہو۔"

"تو پھر اسے اٹھا کر ایلا والوں کے پاس لے چلو۔"

"اور وہ کام جس کے لئے ہم جا رہے ہیں۔"

"وہ بھی ہو جائے گا لیکن سردار کو اس بت کے بارے میں اطلاع دینا ضروری ہے۔"

"تو پھر ٹھیک ہے۔" اس کے بعد ان لوگوں نے اسے اٹھا کر گھوڑے پر رکھ لیا اسے خطرہ تھا کہ وہ گھوڑے سے گر نہ پڑے لیکن وہ لوگ اسے سنبھال کر بستی میں داخل ہو گئے اور پھر سردار کے جھونپڑے کے سامنے اسے گھوڑے سے اتار کر زمین پر لٹا دیا گیا۔ اسے لانے والے سردار کو اطلاع دینے کے لئے جھونپڑے کے اندر داخل ہو گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد سردار جھونپڑے سے باہر آ گیا اسے اٹھا کر کھڑا کر دیا گیا اور سردار اسے چاروں طرف سے دیکھنے لگا اس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے ایلا والوں نے ہمارے لئے یہ تحفہ بھیجا ہو آخر ہمارے جھونپڑے کے سامنے ایلا کے ایک دربان کی ضرورت تھی۔" سردار کے لہجے میں طنز ہی طنز تھا جسے اس نے محسوس کیا لیکن وہ تو محبت کا پجاری تھا وہ کہنا چاہتا تھا کہ اسے کسی نفرت کے تحت نہیں بھیجا گیا ہے۔ سردار نے پھر کہا۔

"ہم تو چاہتے تھے کہ ایلا کا کوئی زندہ آدمی ہمارے جھونپڑے کے باہر کھڑا ہو کر زندگی گزارے لیکن وہ لوگ اپنی حقیقت پہچانتے ہیں چلو ایسا کرو کہ اس بت کو ہمارے جھونپڑے کے سامنے کھڑا کر دو اور اس کی گردن میں دربان کا طوق ڈال دو یہ آج سے ہمارا دربان ہے۔" اور پھر زمبل کو سردار کے جھونپڑے کے سامنے کھڑا کر دیا گیا اس کی گردن میں سیاہ رنگ کی ایک زنجیر ڈال دی گئی زمبل نے دکھ بھرے انداز میں ان کے بارے میں سوچا۔

"بیوقوف کہیں کے، چلو ٹھیک ہے اگر ان کی خوشی یہی ہے تو مجھے کیا میں نے تو ویسے بھی ایک طویل زندگی گزارنی ہے اور اس زندگی میں نہ جانے کون کون سے دلچسپ واقعات پیش آئیں چنانچہ وہ سردار کے جھونپڑے کے سامنے وقت گزارتا رہا اسے کوئی احساس نہ تھا نہ بھوک نہ پیاس نہ موسم کا اثر ہر احساس اس کے پتھریلے وجود پر فنا ہو گیا تھا لیکن کچھ عرصے کے بعد اس نے ایلا کے چند معزز لوگوں کو سردار کے جھونپڑے کی طرف آتے ہوئے دیکھا تو اسے حیرت ہوئی۔ بے شمار خیالات اس کے ذہن سے گزرنے لگے ایلا بستی کے چند سپاہی نیزے سنبھالے ان کے پیچھے آ رہے تھے سردار کو بھی ان کے آنے کی اطلاع مل گئی تو جھونپڑے سے باہر نکل آیا ادھر ایلا کے

رہنے والے تعجب سے زمبل کے اس پتھریلے بت کو دیکھ رہے تھے۔ تو سردار نے کہا۔

"آؤ۔ آؤ معزز لوگو! ہم نے تمہارے اس تحفے کو کیسی عزت بخشی ہے ایلا والوں کے لئے اس سے زیادہ فخر کی بات کیا ہو سکتی ہے کہ ان کا بنایا ہوا بت ہمارے دروازے کا دربان ہے۔"

"سردار! ایلا سے تمہاری دشمنی ضرور چل رہی ہے لیکن یہ دشمنی ابھی تک جنگ کا ذریعہ نہیں بنی ہے تم ایلا سے دشمنی چاہتے ہو۔" یہ بات ایلا سے آنے والے ایک بزرگ نے کہی تھی تو سردار نے خونخوار لہجے میں کہا۔

"ہم نے کبھی ایلا سے خوف نہیں کھایا کیونکہ ابھی تک اس نے کوئی حرکت نہیں کی ہم بھی امن سے رہنا چاہتے ہیں لیکن اس وقت تک جب تک ایلا والوں کے دماغ اپنی جگہ قائم رہیں۔"

"تو پھر تم نے ایلا والوں کے سینے پر یہ زخم کیوں لگایا ہے؟"

"مجھے بتاؤ کون سے زخم کی بات کرتے ہو تم؟"

"یہ............ یہ تمہارے جھونپڑے کے سامنے ہے۔"

"اس بت کو یہاں کیوں بھیجا گیا تھا؟"

"یہ بت نہیں یہ تو ایلا کے سردار کا بیٹا ہے کیا تم ایلا کے سردار کے بیٹے کو نہیں جانتے یہ تو اس کا لخت جگر ہے اور اس کا نام زمبل ہے یہ پورے ایک ہفتے سے بستی سے غائب ہے اسے ہر جگہ تلاش کیا جا رہا ہے اور یہ نہیں ملا ہمیں پتا چلا کہ اس کا ہم شکل ایک بت تمہارے دروازے پر ہے اور یہ ایک سچائی ہے۔ ہم نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے کہ زمبل کے پتھریلے جسم کے ساتھ دربانوں کی مالا والا یہ بت تمہارے جھونپڑے کے سامنے موجود ہے کیا سمجھے اور تم نے یہ ظلم کیا ہے کہ ہمارے سردار کے بیٹے کو پتھر کی حیثیت سے یہاں پر کھڑا کر دیا ہے۔"

"بڑے دلچسپ ہو تم لوگ اور بڑی دلچسپ باتیں کرنے کے لئے آئے ہو لیکن ایلا والو! ذرا یہ تو بتاؤ کہ کیا تمہارے ہاں پتھر کی اولادیں پیدا ہونے لگی ہیں یہ تو خوشی کی بات ہے ہمیں اب ایلا والوں سے لڑنے کے لئے لوہے کے ایسے ہتھیار بنانے ہوں گے جو پتھروں کو توڑ سکیں۔" سردار نے مذاق اڑاتے ہوئے کہا اور قاصد کی حیثیت سے آنے والے لوگوں کی آنکھیں سرخ ہو گئیں ان میں سے ایک نے کہا۔

"ایلا میں انسان ہی پیدا ہوتے ہیں لیکن لگتا ہے کہ تیری بستی ضرور پتھروں کے

ڈھیر میں بدل جائے گی ہم یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ تُو نے اپنے جادوگروں کی مدد
سے زمبل کو پتھر بنا دیا ہے لیکن اس بات کو یاد رکھنا کہ ایلا والوں کے لئے اس سے بڑی
گالی اور کوئی نہیں ہو سکتی اور اب سردار تُو تیار رہ کہ تیری ان آبادیوں کو خاکستر کر دیا
جائے اور تجھے اپنی فضول گوئی کا بھرپور بدلہ ملے۔"

"تم سب پاگل ہو جاؤ گے اگر تم قاصد نہ ہوتے تو میں تم سب کی گردنیں کاٹ کر
اپنی بستی کی سرحد کے پاس لگا دیتا اور ایک آدمی کو وہاں متعین کرتا جو دیکھنے والوں کو یہ
بات بتاتا کہ میرے سامنے بڑی بات کرنے والوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جا سکتا ہے جاؤ
پاگل کتو! ہم بھی چوڑیاں پہن کر نہیں بیٹھے ہم تمہارا انتظار کریں گے اور تمہاری
لاشوں کو پھینکنے کے لئے لمبے لمبے گڑھے بھی تیار کریں گے۔"

"ہم اس بت کو لے جانا چاہتے ہیں۔"

"اپنی گردنیں بچا کر لے جاؤ یہی تمہارے لئے کافی ہے میری جھونپڑی کا دربان
یہیں رہے گا۔" سردار خوفناک لہجے میں بولا اور آنے والے ایک دوسرے کی
صورتیں دیکھنے لگے پھر وہ خاموشی سے واپس چلے گئے لیکن ان کے چہرے غصے سے
سرخ تھے اور ان تمام باتوں سے ان لوگوں کی کیفیت سے زمبل پوری طرح واقف تھا
وہ دیکھ رہا تھا سن رہا تھا سوچ رہا تھا اور جانتا تھا کہ اب ان دونوں قبیلوں کا تصادم
ضروری ہو گیا ہے ایلا والوں کو غلط فہمی ہو گئی اور مقامی سردار بھی طاقت کے نشے میں
چُور ہے آہ! کاش میری وجہ سے یہ جنگ نہ ہو میں تو امن اور محبت کا پجاری ہوں پتہ
نہیں یہ دنیا والے اس طرح ایک دوسرے سے کیسے لڑپڑتے ہیں اصل میں یہ پہاڑی
بستیاں جاہلوں کی بستیاں ہیں سمبالہ ان بستی والوں کے بارے میں کیسی کیسی دلکش
کہانیاں سناتا تھا آہ کاش میں واقعی اپنی آنکھوں سے ان آبادیوں کو دیکھ سکوں مگر میں
اس جنگ کو کیسے روک سکتا ہوں آہ! یہ میرے بس میں نہیں ہے اور جھونپڑی کے
سامنے دربان کی حیثیت سے کھڑے کھڑے اس نے مقامی لوگوں کی جنگی تیاریاں
دیکھیں۔ زندگی لینے اور دینے کا کھیل شروع ہونے والا تھا۔ چاروں طرف ہتھیار
نیزے صاف ستھرے کئے جا رہے تھے نئے ہتھیار بنائے جا رہے تھے وحشی نوجوان جنگ
کی مشق کر رہے تھے۔ آبادیوں کے گرد درختوں کے تنے کاٹ کاٹ کر لگائے جا رہے
تھے ضروری مورچے بنائے جا رہے تھے اور فضا ہر وقت جنگ کے نعروں سے گونج رہی
تھی وحشی نوجوان طرح طرح کے منصوبے بنا رہے تھے وہ کہتے تھے کہ وہ ایلا کو خون میں

نہلا دیں گے اور وہاں سے لوٹ مار کر کے واپس آئیں گے وہ ایلا کی خوبصورت لڑکیوں
کو اٹھا کر لے آئیں گے اور انہیں اپنا غلام بنائیں گے ان سے رقص و سرود کی محفلیں
سجائیں گے۔ چاروں طرف آگ اور خون کی پکار تھی اور زمبل کا دل لرز رہا تھا وہ
سخت شرمندگی محسوس کر رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ یہ سب کچھ اس کی وجہ سے ہو رہا ہے
ایسا نہیں ہونا چاہئے لیکن بے بسی کے علاوہ اس کے بس میں کچھ نہیں تھا اس جنگ کو
روکنا اس کے بس کی بات نہیں تھی۔ ایلا کے قاصدوں کے جانے کے پورے ایک
ہفتے بعد ایک صبح اچانک بستی خوفناک نعروں سے گونج اٹھی۔ پتہ چلا کہ ایلا کا لشکر اس
آبادی کے سامنے پہنچ چکا ہے زمبل کا دل رو پڑا آہ! رک جاؤ میرے لئے جنگ نہ کرو
غلط فہمی میں پڑ کر زندگیوں کو ضائع نہ کرو یہ انسانیت نہیں ہے میں تو امن کا پجاری ہوں
میں تو محبت کا متوالا ہوں میری ذات کے لئے خون مت بہاؤ وہ بے آواز چیخ رہا تھا لیکن
کون اس کے دل کی پکار سنتا مقامی لشکر بھی ہتھیاروں سے لیس ہو کر آگے بڑھا اور
میدان میں پہنچ گیا زمبل کی نگاہیں میدان تک نہیں پہنچ سکتی تھیں وہ اس پورے منظر کو
نہیں دیکھ سکتا تھا لیکن تھوڑی دیر کے بعد چیخیں سنائی دینے لگیں اور اس کا دل شدتِ
غم سے کانپنے لگا۔ وہ اندر ہی اندر لرز رہا تھا آہ! کاش کاش یہ کسی کے معاملے میں اس
قدر مداخلت نہ کرتے ارے میں نے تو اپنی زندگی کو سلایا ہے ایک نئی دنیا کی تلاش میں
لیکن تم لوگ کیوں لڑ رہے ہو؟ آہ کتنی زندگیاں میری وجہ سے ضائع ہو رہی ہیں۔ میں
ان پاگلوں کو کیسے روکوں؟ میری آواز سن لو جانورو! زندگی کے دشمنو! جنگ بند کر دو۔
اس کی پتھریلی آنکھوں سے پانی کے دو قطرے لڑھک پڑے پانی اس کے اختیار میں تھا
جنگ کی ہولناک آوازیں اب بھی سنائی دے رہی تھیں اور پہلے سے تیز ہو گئیں تھیں
اس کے کان پھٹے جا رہے تھے لیکن وہ اپنے ہاتھ اٹھا کر اپنے کان بند کرنے سے معذور
تھا وہ یہ آوازیں سنتا رہا لرزتا رہا اور پھر اس نے خون میں نہائے ہوئے انسانوں کو
بدحواسی کے عالم میں بھاگتے ہوئے دیکھا۔ یہ مقامی لوگ تھے جنہیں شکست ہو گئی تھی
ایلا کے وحشی ان کے پیچھے دوڑ رہے تھے انہیں قتل کر رہے تھے اور وہ موت سے
دوچار ہو رہے تھے غرور کی سزا مل رہی تھی انہیں اور اب وہ اپنی زندگی بچانے کی فکر
میں تھے۔ ایلا والوں نے انہیں بدترین شکست دی تھی اور اب ان کی آبادیاں ایلا کے
قبضے میں تھیں پھر انسانوں نے اپنے وحشی ہونے کا ثبوت دینا شروع کر دیا وہ زمین پر
بسنے والوں کو یہ بتانے لگے کہ جنگل کے درندے ان سے زیادہ وحشی نہیں ہو سکتے۔

پوری بستی ایک مشعل بن گئی ہر جھونپڑا آگ میں گھر گیا خوفزدہ بچے معصوم آوازوں کے ساتھ چیختے ہوئے اِدھر سے اُدھر دوڑنے لگے مائیں آگ اور دھوئیں میں اپنے لختِ جگر تلاش کرنے لگیں اور شعلوں کا شکار ہونے لگیں۔ پھر ایلا کے بہادر اس کے پاس پہنچے اور اس نے دیکھا کہ ان لوگوں میں اس کا باپ بھی موجود ہے ایک فاتح سردار جس کے پورے جسم پر اپنے دشمنوں کے خون کے دھبے سجے ہوئے تھے اور جس کے چوڑے ہتھیار نے اپنے بیٹے کا انتقام لینے کے لئے نہ جانے کتنے سر اتار دیئے تھے۔ غم زدہ باپ کی اس صورت نے زمبل کو ذرا بھی متاثر نہیں کیا۔ یہ ایک قاتل کا چہرہ تھا یہ ایک خونخوار وحشی کا چہرہ تھا جو اپنے بیٹے کو پتھرائے دیکھ کر رنجیدہ تھا لیکن اس کے کان ان معصوم ننھی اور کمزور چیخوں کو نہیں سن رہے تھے جو اب بھی جھلسے ہوئے جسموں کو آگ سے آزاد کرانے کے لئے چیخ رہے تھے۔ پھر زمبل کے بت کو بڑے احترام سے ہاتھوں پر اٹھایا گیا اور وہ لوگ اسے لے کر بستی سے باہر نکل گئے۔ زمبل نے انتہائی غم کے عالم میں سوچا کہ کاش آگ پتھروں کو بھی جلا سکتی کاش میں بھی اس آگ میں جل کر خاکستر ہو گیا ہوتا آہ! کاش میں نے وہ نئی دنیا دیکھنے کی خواہش نہ کی ہوتی کاش سمبالہ میری اس خواہش کو ٹھکرا دیتا لیکن اب سب کچھ بے کار تھا اب تو آگ اور خون کے انبار لگ چکے تھے فضا میں گوشت جلنے کی بدبو پھیلی ہوئی تھی اور یہ سب کچھ میری وجہ سے ہوا ہے۔ آخر کار فتح حاصل کرنے والا لشکر ایلا کی سرحدوں سے اندر داخل ہو گیا عورتوں اور بچوں نے فتح پانے والے لوگوں کا پُرجوش خیر مقدم کیا لیکن جن ماؤں کے بیٹے اس جنون کی نظر ہو گئے تھے وہ چیخ چیخ کر رو رہی تھیں ان کی نگاہیں انہیں تلاش کر رہی تھیں۔ جو ہتھیار لے کر گئے تھے اور واپس نہیں آئے تھے ان آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور جو واپس آ گئے تھے وہ انہیں دیکھ کر خوشی کے آنسو بہا رہی تھیں۔ ان کے زخموں کے لئے مرہم تلاش کر رہیں تھیں اور ظالم سردار اپنے بیٹے کے بت کو لے کر اپنے جھونپڑے پر پہنچ گیا اس نے زمبل کے بت کو جھونپڑے کے سامنے رکھ دیا اور زمبل کی ماں باہر نکل آئی وہ چیخ مار کر بیٹے کے بت سے لپٹ گئی لیکن زمبل کو ماں کے آنسو متاثر نہیں کر سکے اس کی چیخیں ان کی چیخوں سے زیادہ دلدوز نہیں تھیں جو آگ میں جلتے ہوئے معصوموں کی چیخیں تھیں۔ زمبل کا باپ بھی غمزدہ شکل بنائے ایک جگہ کھڑا تھا اور پھر تھوڑی دیر کے بعد بستی والے لوگ وہاں پہنچ گئے اور آنے والوں میں بینا بھی تھی جو پھٹی پھٹی آنکھوں سے زمبل کے بت کو

دیکھ رہی تھی۔ پھر وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھی اور زمبل کے قریب پہنچ گئی کچھ لمحے خاموشی سے اسے دیکھتی رہی پھر بولی۔

”تو تم دوسری دنیا میں چلے گئے زمبل‘ تم نے وہی کچھ کیا جو تم کہتے تھے۔ آخر کار تم نے مجھے چھوڑ دیا میں تو تمہاری باتوں کو مذاق سمجھتی تھی لیکن تم نے تم نے تو وہی کر دکھایا جو کہا تھا آہ! کاش میں سمجھ سکتی کہ تم مذاق نہیں کر رہے مجھ سے۔“ اس کی دردناک چیخیں ابھریں اور وہ زمبل کے بت سے لپٹ کر بلک بلک کر رونے لگی تو زمبل نے سوچا۔

”یہ سب جھوٹ ہے فریب ہے مکاری ہے ایلا کے رہنے والے خونی درندے ہیں مجھے ان سب سے نفرت ہے میں ان سب سے نفرت کرتا ہوں۔“ اور پھر اس نے اپنے باپ کی آواز سنی۔

”یہ لڑکی کیا کہہ رہی ہے ذرا اس کے الفاظ تو سنو کیا زمبل نے اسے کچھ بتایا تھا کیا یہ اس پتھریلے بت کے بارے میں کچھ جانتی ہے اس سے پوچھو تو سہی۔“ اور پھر جب سختی کے ساتھ بینا سے اس بارے میں سوالات کئے گئے تو اس نے ان لوگوں کو بتایا۔

”ہاں سمبالہ اسے ایک عجیب دنیا کی کہانیاں سناتا تھا ایک انوکھی اور پُراسرار دنیا کی لاتعداد کہانیاں جہاں کے انسان بہت طاقتور ہوتے ہیں جو ہوا میں تیرتے پھرتے ہیں اور سمندر کے سینے پر دوڑ لگاتے ہیں۔ ان کے مکان بہت اونچے اونچے ہیں وہ عجیب لوگ ہوں گے جو مستقبل میں دور کی دنیا میں آ کر آباد ہو جائیں گے اور زمبل ان کی کہانیاں سن سن کر خواہش کرتا تھا کہ کاش وہ اس انوکھی دنیا کو دیکھ سکے اور جب اس نے سمبالہ سے شدید فرمائش کی کہ اسے اس دنیا میں جانے کا بندوبست کر دے تو پُراسرار قوتوں کے مالک سمبالہ نے اس کے لئے کوششیں کیں اور پھر زمبل نے مجھے بتایا کہ سمبالہ نے اسے اس دنیا میں بھیجنے کا بندوبست کر دیا ہے آہ! اس نے مجھ سے بھی پوچھا تھا کہ کیا میں اس کے ساتھ اس دنیا میں جانا پسند کروں گی لیکن میں نے کہہ دیا کہ میں اپنی بھیڑوں کو نہیں چھوڑ سکتی ان پہاڑوں کی چوٹیاں مجھے اپنے ماں باپ کی طرح عزیز ہیں تو اس نے مجھے بھی چھوڑ دیا اور چلا گیا ہمیشہ کے لئے مگر میں اس کی باتوں کو جھوٹ سمجھتی تھی اور نہیں جانتی تھی کہ سمبالہ درحقیقت اتنا بڑا جادوگر ہے کہ جو کہتا ہے وہ کر کے دکھا سکتا ہے۔“ یہ پوری داستان سن کر زمبل کا باپ غصے سے کانپنے لگا اور اس کی غرائی ہوئی آواز ابھری۔

"ہوں' تو یہ اس جادوگر بوڑھے نے کیا ہے............ مگر بینا تجھے پہلے یہ بات بتانی چاہئے تھی میں تو اس شیطان کے بارے میں پہلے بھی جانتا تھا کہ وہ ضرور کوئی ایسا عمل کرے گا' جس سے ایلا والے تباہ و برباد ہو جائیں گے اور اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ وہ لوگ بھی بے قصور تھے جنہیں ہم نے شدید نقصان پہنچا کر ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا اس کمینے جادوگر نے میرے بیٹے کو راستے سے بھٹکایا ہے' جاؤ اسے باندھ کر لے آؤ' اس سے کہو کہ زمبل کو اس دنیا میں واپس لائے۔ ورنہ ہم اسے زندہ آگ میں جلا دیں گے' آہ کاش ہم نے پہلے ہی غور کر لیا ہوتا۔" سردار کے حکم پر بہت سے افراد ان پہاڑیوں کی جانب چل پڑے جہاں سمبالہ رہتا تھا اور یہ بات زمبل اچھی طرح جانتا تھا کہ سمبالہ اس قدر آسان بھی نہیں ہے کہ اسے آسانی سے گرفتار کر لیا جائے بلکہ یہ ہو سکتا ہے کہ امن پسند جادوگر جس نے آج تک ایلا والوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا اگر برائی پر آمادہ ہو جائے تو ایلا کو وہ نقصان پہنچ سکتا ہے جو اسے دوسری جگہ نہیں پہنچا تھا لیکن جو لوگ سمبالہ کو تلاش کرنے گئے تھے انہوں نے واپس آکر سردار کو بتایا کہ سمبالہ اپنی رہائش گاہ پر موجود نہیں ہے تو سردار نے کہا۔

"دیکھو وہ فرار نہ ہونے پائے اسے ہر قیمت پر تلاش کر کے' گرفتار کر کے لانا ہے۔" یہاں تک کہ سردار کی ہر کوشش ناکام ہو گئی' وہ بڑا پریشان تھا کہ بینا کے باپ نے اس کے پاس پہنچ کر اسے ایک کہانی سنائی جو زمبل نے بھی سنی......... بینا کے باپ نے کہا.......... "ابھی تھوڑی دیر قبل جب کہ بینا کو اس کی حماقت کی بنا پر میں نے پتھروں کے ایک غار میں بند کیا ہوا تھا اور وہاں پہرہ دے رہا تھا کہ میں نے اس جگہ سے باتیں کرنے کی آوازیں سنیں اور حیران رہ گیا' کیونکہ باہر چٹانی دروازہ بند تھا' اور اندر داخل ہونے کے لئے کوئی رخنہ بھی نہیں تھا' تو مجھے حیرت ہوئی اور جب میں دروازہ کھول کر اندر گیا تو میں نے سمبالہ کو دیکھا جو بینا کے قریب موجود تھا اور مجھے دیکھ کر سمبالہ نے نفرت سے زمین پر تھوک دیا اور مجھ سے کہا کہ میری وحشت کے چند لمحات باقی ہیں' صرف چند لمحات اور اس کے بعد ہم لوگ اس دیوانگی سمیت فنا ہو جائیں گے' بینا زمبل کی محبت ہے اور اس کی حفاظت میرا فرض ہے' میں اسے تمہارے ساتھ رہنے نہیں دوں گا اور دیکھو میں اسے لے جا رہا ہوں۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس نے بینا کا ہاتھ پکڑا اور دوسرے لمحے میری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا' سردار بوڑھا جادوگر میرے چہرے پر سیاہی مل گیا ہے' آہ میری بچی بھی مجھ سے جدا ہو گئی' میں

نے تو اسے اس بات کی سزا دی تھی کہ اس نے سمبالہ کی کہانی سردار کو پہلے کیوں نہ سنا دی' اگر وہ ایسا کرتی تو زمبل کبھی غائب نہ ہوتا۔ اب میں کیا کروں' میری بچی بھی مجھ سے جدا ہو گئی............"

"بوڑھے شیطان! میں تجھے زمین کے آخری کونے میں بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔" سردار نے شدید غصے کے عالم میں کہا.......... اور جھونپڑی میں داخل ہو کر اپنے ہتھیار اٹھا لایا اس نے اپنے خصوصی دستے کو تیار ہونے کو کہا اور پھر زمبل نے سردار کے خونخوار جوان چاروں طرف دوڑتے ہوئے دیکھے' پتھر بننے کے بعد اس پر جو بیت رہی تھی' اس کا دل ہی جانتا تھا' یہ ساری باتیں اس کے لئے ناقابل یقین تھیں بہرحال وقت گزرتا رہا' شام' رات' سردار واپس نہیں لوٹا تھا اس کی دیوانگی نہ جانے اسے کتنی دور لے گئی تھی اور پھر رات کو بے شمار مشعلیں بستی کی طرف دوڑتی ہوئی نظر آئیں' ادھر اپنی کامیابی کے نشے میں چُور ایلا کے لڑاکے نشے میں ڈوبے پڑے تھے لیکن ادھر شکست خوردہ آبادیوں کے جوان اپنی بچی کھچی طاقت جمع کر کے انتقام لینے کے لئے چل پڑے تھے اور ایلا پر موت کی بارش ہو گئی' یہ موت ایک تند و تیز سیلاب کی طرح آئی اور پوری آبادی کو بہا لے گئی' ایک بار پھر موت کی داستان تازہ ہوئی اور ایسی ہوئی کہ دیکھنے والے دیکھ ہی نہ پائے' ایلا کی ایک ایک جھونپڑی کو آگ میں جھونک دیا گیا تھا' جھونپڑی سے باہر نکلنے والے مرد' عورتیں اور بچے' تیروں کی بارش میں زندگی سے محروم ہو گئے تھے۔ ایک ایک فرد کو چن چن کر ہلاک کر دیا گیا تھا' تھوڑی ہی دیر کے بعد وہاں آگ اور لاشوں کے سوا اور کچھ بھی نہ بچا' فضا میں جلتے ہوئے گوشت کی چراندھ اور دھواں بسا ہوا تھا اور پتھر کا زمبل وحشت زدہ نگاہوں سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا' کتنا مختصر وقت ہوتا ہے دنیا کے بدلنے میں' دو قبیلے اس طرح برباد ہوئے تھے کہ اب کبھی آباد نہیں ہو سکتے تھے۔ زمبل کے گرد جلی ہوئی جھونپڑیوں کی راکھ کے سوا کچھ باقی نہیں تھا جلے ہوئے بدن' جلی ہوئی چیزیں آہستہ آہستہ شب و روز کی شبنم' دھوپ اور ہواؤں سے مٹی بن گئے اور پھر تیز ہوائیں اس راکھ کو نہ جانے کہاں کہاں اڑا کر لے گئیں' ٹوٹی ہوئی کھوپڑیوں اور ہڈیوں کے انبار کے علاوہ اور کچھ نہیں بچا تھا لیکن زمبل ان ہڈیوں کو نہیں پہچان سکتا تھا اس کا باپ جو سمبالہ کو تلاش کرنے کے لئے نکلا تھا' کبھی زمبل کے پاس واپس نہ آسکا یقینی طور پر وہ انہی آبادی والوں کا شکار ہو گیا تھا جنہیں اس نے تباہ و برباد کیا تھا اور یہ اچھا ہی ہوا تھا کہ اس نے

اپنا جلا ہوا نشیمن نہیں دیکھا تھا ورنہ موت کے بعد بھی بے سکون رہتا' ہڈیاں مٹی بنتی رہیں' کھوپڑیاں ہوا سے لڑھک کر نہ جانے کہاں سے کہاں پہنچ گئیں۔ موسم بدلتے رہے' کبھی کبھی کالی گھٹائیں زمبل کے گرد آلود جسم کو دھوتیں' گرمیوں کی دھوپ اسے خشک کردیتی' سردیوں کا موسم اسے نمی بخشتا' بستیوں کا اب یہاں کوئی نام ونشان نہیں تھا' پتھروں کے ڈھیر کے علاوہ اب یہاں کچھ نہیں رہا تھا اور اس کی آنکھیں بدلتے ہوئے موسم اور بدلتے ہوئے اداروں کو دیکھ رہی تھیں' قرب وجوار کے پتھر ہوا کی کاٹ سے عجیب وغریب شکل اختیار کرگئے تھے' پھر ان پتھروں میں سبزہ اگنے لگا اور رفتہ رفتہ کچھ بارشوں نے یہاں کا ماحول بدل دیا اور زمبل کے چاروں طرف گھاس لہلہانے لگی' جنگلی پھول اگ آئے جن کی مہک پورے ماحول میں رچ گئی' درختوں کے پودے بھی اگ آئے تھے' گرمیوں کا تیز موسم اس گھاس کو زرد کردیتا پھر موسم بہار آتا اور پودے پہلے سے زیادہ سبز ہوجاتے۔ اب اس گھاس میں طرح طرح کے جانور آنے لگے تھے جو پتھر کے اس مجسمے کے قدموں میں کھیلتے' خوبصورت پرندے زمبل کے بدن پر آکر بیٹھ جاتے اسے یہ پرندے بڑے پسند تھے' جنگل کے ایک ایک جانور سے اس کی شناسائی ہوگئی تھی' اور ان جانوروں کے درمیان زندگی گزارنے میں بڑا لطف آتا تھا وہ ان سب کے مسائل سمجھنے کی کوشش کرتا تھا ان سب کا شناسا ہوگیا تھا وہ اگر ایک بھی دن ان میں سے کوئی نہ آتا تو اسے الجھن ہوتی' اور وہ اس کا انتظار کرتا رہتا اس طرح زندگی ایک عجیب وغریب انداز میں گزر رہی تھی' کبھی کسی ذی روح نے ایسی طویل اور ایسی عجیب زندگی نہ گزاری ہوگی' ادھر سمبالہ نے اس کے ہاتھ میں جو تھیلی دی تھی اس سے ٹپکنے والے موتی اس کی نگاہوں میں آتے رہتے تھے' سفید موتی' سبز ہوگئے تھے لیکن اتنا عرصہ گزر گیا تھا کہ اب سمبالہ کو انسانوں کی شکل یاد نہیں رہی تھی وہ نہیں جانتا تھا کہ انسان کیا ہوتے ہیں۔ جو تباہی زمانہ قدیم میں ان آبادیوں میں پھیلی تھی اس کے بعد وہاں کسی انسان کا وجود نہیں دیکھا گیا تھا۔ زمین پر جانور ہوتے اور آسمان پر پرندے اور بس ایسا ہی ہوتا' پھر ایک دن آسمان پر ایک خوفناک گرج پیدا ہوئی اس نے دیکھا کہ ایک خوفناک پرندہ بھیانک انداز میں شور مچاتا ہوا چلا جارہا ہے زمبل کا دل لرز گیا ان ننھے ننھے پرندوں کے درمیان یہ بھیانک پرندہ کہاں سے آگیا؟ یہ تو بہت ہی عجیب تھا لیکن شکر تھا اس پرندے نے ننھے پرندوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا وہ اپنی راہ گزر گیا اور زمبل نے سکون کی سانس لی اب اکثر ایسے پرندے نظر

آنے لگے تھے جو اس کے سر پر سے شور مچاتے ہوئے چلے جاتے کبھی کبھی تو ان کی تعداد بہت زیادہ ہوتی اور ان کی ڈاریں بھیانک شور کے ساتھ پرواز کرکے گزر جاتی تھیں ایک ایسا شور جسے جنگل کے درندے اور پرندے بھی برداشت نہ کرپاتے اور سب کے سب گھنے درختوں میں پناہ لے لیتے' پھر ایک صبح ایک عجیب واقعہ ہوا' زمبل نے آسمان کی بلندیوں پر دھوئیں کی ایک لکیر دیکھی' دھوئیں کا طوفان چھوڑتا ہوا ایک پرندہ زمین کی جانب آرہا تھا اس کی گرج بے حد بھیانک تھی اور وہ زمین کی سیدھ میں چلا آرہا تھا۔ زمبل وحشت زدہ نگاہوں سے اس پرندے کو دیکھنے لگا' پرندے نے زمین سے تھوڑی بلندی پر ایک دائرے میں چکر لگایا' زمبل کی نگاہیں تیز دھوپ میں اس کی چمک سے دھندلائی جارہی تھیں' لیکن وہ دیکھتا رہا' پرندہ زمین سے ٹکرایا اور پھر پیٹ کے بل دور تک دوڑتا چلا گیا' سرسبز وشاداب گھاس نے اس کے پیٹ کو کوئی خاص نقصان ہونے نہیں دیا تھا لیکن اب وہ زمبل سے تھوڑے فاصلے پر رک گیا تھا' زمبل حیران نگاہوں سے اس پرندے کو دیکھ رہا تھا' اتنے بڑے پرندے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا' بہت دیر تک وہ اسی طرح کھڑا رہا اور زمبل کی نگاہیں اس پر جمی رہیں پھر اس نے پرندے کے پیٹ میں ایک سوراخ ہوتے ہوئے دیکھا اس سوراخ سے کچھ آلائش نکل کر باہر آگئی تھی' یہ سب اس کے لئے ناقابل فہم تھا پھر اس نے اس آلائش پر کوئی چیز متحرک دیکھی اور اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں' رفتہ رفتہ ایک کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری متحرک شے باہر نکلی اور زمبل کو ایک دم یاد آگیا کہ یہ تو انسان ہیں' زمانہ قدیم میں بستیوں اور آبادیوں میں رہنے والے ان دوسرے انسانوں کی طرح لیکن ان سے تھوڑے سے مختلف ان کے جسموں پر رنگین لباس تھے اور وہ چل پھر رہے تھے تعداد اچھی خاصی تھی ان کی اور وہ اِدھر اُدھر کا جائزہ لے رہے تھے۔ وہ پرندے کے اردگرد پھر رہے تھے' ہر ایک اپنا اپنا مشغلہ اختیار کئے ہوئے تھا کوئی بلندی پر چڑھ گیا تھا اور دور دور تک کا جائزہ لے رہا تھا کوئی کہیں اور کوئی کہیں' بہت دیر تک وہ اس طرح کھڑے رہے اور پھر انہوں نے عجیب وغریب رنگین چیزیں اس پرندے کے پیٹ سے نکالیں اور انہیں استعمال کرنے لگے' یہ ایک جھونپڑی نما چیز تھی جو رنگین تھی اور بہت خوبصورت نظر آرہی تھی کچھ ریشمی لباس میں ملبوس خواتین بھی نکلیں لیکن حیرانی کی بات یہ تھی کہ اتنی مختلف اتنی خوبصورت' زمبل کی تیز نگاہیں ان کا جائزہ لیتی رہیں اور ان میں سے کسی نے زمبل کو بھی دیکھ لیا...........ان

میں سے ایک نے اشارہ کیا تھا اور دوسرے خوفزدہ سے ہو کر اس طرف دیکھنے لگے تھے' زمبل حیرانی سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا' دفعتاً ہی اس کی نگاہ نیچے اپنے ہاتھوں سے ٹپکتے ہوئے موتیوں پر جاپڑی ان موتیوں کا رنگ اب سرخ تھا ایک عرصہ بیتا جب سفید رنگ کے موتی سرخ رنگ اختیار کر گئے تھے سرخ موتی دیکھ کر اس کی حسرت کی انتہا نہ رہی' آہ سمبالہ نے یہی تو کہا تھا' سمبالہ نے یہی سب کچھ تو بتایا تھا' اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ پرندے نئے دور کے پرندے ہیں اور ان کے پیٹ سے نکلنے والے اس دور کے انسان' کتنے خوبصورت' کتنے حسین' ارے واہ سچ ہی تو کہتا تھا سمبالہ کہ یہ لوگ آسمان کی بلندیوں میں اڑتے پھریں گے' ایسے پرندوں کے پیٹ میں بیٹھ کر۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ پرندے جنہیں وہ خوفناک اور گرج والے پرندے سمجھتا تھا اصل میں ان انسانوں کی پرواز کا ذریعہ تھے واہ کیا خوبصورت لوگ ہیں؟ کیسے حسین؟ کتنے پیارے؟ وہ اس کے بالکل قریب آگئے اور انہوں نے اسے غور سے دیکھا' زمبل بھی انہیں غور سے دیکھ رہا تھا یہ تو اس جیسے ہیں' بالکل اس کی طرح' کتنے خوبصورت' زمبل حیرت و دلچسپی سے انہیں دیکھتا رہا اور پھر وہ اس کے قریب پہنچ گئے ان کے ہاتھوں میں عجیب قسم کے ہتھیار تھے' بہرحال ان کی تعداد سات آٹھ تھی' وہ زمبل کو چاروں طرف سے دیکھنے لگے اور زمبل کا دل چاہا کہ اس کے ہاتھ متحرک ہو جائیں وہ دوڑ کر انہیں اپنے ہاتھ سے لپٹا لے' انہیں پیار کرے اور ان سے کہے کہ دیکھو میں صدیوں سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں' اتنا طویل تھا یہ انتظار اور آخر کار تم میرے پاس آگئے' ان میں سے ایک انسان کی آواز ابھری.........

"میرے خدا کتنا خوبصورت مجسمہ ہے......... لگتا ہے جیسے ابھی ابھی بول پڑے گا........."

"واقعی! اس میں کوئی شک نہیں ہے' ارے یہ......... یہ کیا ہے؟" دوسرے نے کہا۔

"کہاں.........؟"

"یہ دیکھو اس کے قدموں میں........."

"اوہ میرے خدا.........! میرے خدا.........!" جس شخص سے یہ کہا گیا تھا وہ دوڑتا ہوا قریب آیا اور زمبل کے پاس بیٹھ کر ان موتیوں کو دیکھنے لگا جو اصل میں زمبل کی زندگی کے دور بتاتے تھے' وہ سب حیرت زدہ نگاہوں سے ان موتیوں کو دیکھنے

لگے جو سبز گھاس پر ڈھیر کی صورت میں بے حد خوبصورت لگ رہے تھے۔ پھر ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر ایک موتی اٹھایا اور اسے قریب سے دیکھنے لگا پھر اس کے منہ سے لرزتی ہوئی آواز نکلی۔

"زمرد' الماس میرے خدا یاقوت' خدا کی قسم بے نظیر یاقوت اور یہ الماس اور یہ زمرد' ذرا تم دیکھو تو سہی' کرنل فضل یہ......... یہ........."

"ہاں......... ایک عظیم الشان خزانہ جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے تھے........."

"آہ' جہاز کے کیپٹن الیاس کو بتاؤ' کہ اصل میں یہ جہاز اس لئے خراب ہوا تھا کہ ہماری زندگی کی داستان میں ایک نئے باب کا اضافہ ہونے والا تھا........."

"اسے اس کا کام کرنے دو' ورنہ اس جنگل بیابان میں یہ داستان اسی طرح ختم ہو جائے گی۔" دوسرے آدمی نے کہا۔

"اب دیکھو تو سہی یہ' آخر یہ پتھر یہاں کیسے آئے اور ان کی ملکیت' میرا مطلب ہے ان کا مالک کون ہے........."

"اس مجسمے کو کیوں بھول رہے ہو........."

"یہ......... یہ خود بے حد نایاب ہے' نہ جانے اس کی کیا تاریخ ہے اور یہاں یہ کس نے نصب کیا ہے؟ میرے خدا خاصا پرانا معلوم ہوتا ہے اس کے رنگ و روپ سے یہ جائزہ لیا جا سکتا ہے کہ زمانہ قدیم کا انسان بھی پتھروں کی تراش سے کتنا واقف تھا۔"

"میں ایک بات بتاؤں۔"

"ہاں بولو........."

"میرا خیال ہے کہ یہ مقامی لوگوں کا کوئی دیوتا ہے وہ اس کے قدموں میں یہ پتھر چڑھا دیتے ہوں گے۔"

"تم کیا کہنا چاہتے ہو.........؟"

"یہ کہ' ہمیں غافل نہیں ہو جانا چاہئے۔"

"مطلب.........؟"

"یہاں آبادی ضرور ہو گی۔"

"کیسے کہتے ہو.........؟"

"اس مجسمے کو دیکھ کر..........."

"ٹھیک کہتے ہو..........."

"دوسرے لوگوں کو ہوشیار ہونے کی ہدایت کرو۔"

"لیکن سنو' ایک بات سنو..........."

"ہاں بولو..........."

"ابھی کسی کو ان پتھروں کا علم نہیں ہونا چاہئے۔ ورنہ تم جانتے ہو کہ دولت کیا چیز ہوتی ہے یہ سب دیوانے ہو جائیں گے اور کہیں ان میں کشت و خون نہ شروع ہو جائے۔"

"ایک کام کرتے ہیں..........."

"کیا...........؟"

"اس بات کو اپنے دل میں رکھتے ہیں..........."

"بہت مناسب..........."

"اور یہ پتھر اٹھا لیتے ہیں..........."

"تم دیکھ لو' جیسا تم مناسب سمجھو۔" وہ باتیں کر رہے تھے اور زمبل ان کی ہر حرکت کو دلچسپی سے دیکھ رہا تھا ان کی باتیں سمجھ رہا تھا اور چاروں طرف پھیل گئے تھے اور زمبل دل ہی دل میں ہنس رہا تھا اس کا دل چاہ رہا تھا کہ ان دونوں سے کہے کہ نئے دور کے لوگو! یہاں کبھی پُر سکون بستیاں آباد تھیں' یہ جگہ بھی کبھی جنت بنی ہوئی تھی لیکن اب یہاں کوئی نہیں ہے' کس سے خوفزدہ ہو رہے ہو' یہ علاقہ ایلا کے پُر جلال لوگوں کا تھا اور اب یہاں کوئی نہیں ہوتا' اب تو ایک ویران صحرا میں صرف میرا وجود ہے اور میں نے تمہاری دنیا دیکھنے کے لئے نہ جانے کتنی صدیاں گزار دی ہیں' مجھ سے خوف نہ کھاؤ' میں تو تمہارا اپنا ہوں مجھے اپنی دنیا میں لے چلو' مجھے وہ دنیا دکھاؤ' جس کے لئے دو قومیں تباہ ہو گئیں ہیں۔ اس وقت زمبل یہ نہیں جانتا تھا کہ اصل واقعہ کیا ہوا ہے' یہ آخری پرندہ کہاں سے آیا ہے؟ اور اس کے اندر موجود لوگ کون ہیں؟ اسے تو اس بات کی خوشی تھی کہ نئی دنیا کے نئے انسانوں سے اس کی ملاقات ہوگئی' وقت گزرتا رہا' دو دن' دو راتیں' تیسرے دن اچانک ہی اس آہنی پرندے نے بولنا شروع کر دیا اس کی غراہٹیں ابھرنے لگیں اور اس کے اطراف میں موجود لوگ خوشی سے ناچنے لگے ادھر صرف وہ افراد جن سے زمبل اچھی طرح آشنا ہو چکا تھا اور جنہیں

مختلف ناموں سے یاد کیا جاتا تھا' فضل' احسان' صابر وغیرہ وہ اکثر اس کے پاس آتے رہتے تھے پرندے کی آوازیں ابھرتی رہیں اور وہ لوگ خوشی سے ناچتے رہے پھر چند افراد یہاں پہنچ گئے پھر بولے۔

"اب بتاؤ کیا کیا جائے...........؟"

"ہم اس مجسمے کو یہاں سے لے چلیں گے اور اسے اپنے قومی عجائب گھر میں رکھیں گے حکومت کو یہ عطیہ بہت پسند آئے گا..........."

"اور یہ قیمتی ہیرے...........؟"

"دیکھو اب اس قدر دیانت داری کی بھی ضرورت نہیں ہے انہیں محفوظ کر لو اور ہم انہیں آپس میں تقسیم کر لیں گے..........."

"یہی مناسب ہے انہوں نے فیصلہ کر لیا..........."

☆======☆======☆

آہنی پرندے کی غراہٹیں جاری رہیں وہ لوگ رات کی تاریکی میں پھر واپس آئے اور اس بار انہوں نے زمبل کے ہاتھ سے ٹپکتے ہوئے موتیوں کو چمڑے کے تھیلے میں محفوظ کر لیا' زمبل بدستور مسکرا رہا تھا اسے ان لوگوں کی ایک ایک ادا بھلی لگ رہی تھی۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ یہ موتی ان لوگوں کے لئے کس قدر اہمیت رکھتے ہیں' جبکہ کبھی زمانہ قدیم میں زمبل کی بستی اس سے زیادہ حسین موتیوں سے بھری پڑی تھی' گھاس کے اس زمردی فرش کو اگر کھرچ کر دیکھا جاتا تو یہاں کی مٹی میں سے ایسے بے شمار پتھر نکل سکتے تھے کاش میں ان کو ان کے بارے میں بتا سکتا' وہ لوگ جتنی احتیاط سے یہ تمام موتی سمیٹ رہے تھے اور انہیں بڑی حفاظت سے چمڑے کی تھیلیوں میں بند کر رہے تھے' زمبل وہ دیکھ رہا تھا پھر انہوں نے وہ تھیلیاں احتیاط سے اپنے لباس میں چھپا لیں اور اس کے بعد وہ خاموشی سے وہاں سے واپس چل پڑے' دوسرے دن سورج کی روشنی میں زمبل کو وہاں سے اٹھایا گیا ور اس پرندے کے شکم میں محفوظ کر دیا گیا۔ زمبل کا دل اس جگہ آکر خوشی سے اچھل رہا تھا اب وہ اس ان دیکھی دنیا میں جا رہا تھا جس کے بارے میں سمبالہ نے اسے کہانیاں سنائی تھیں اور یہ بات تو بالکل سچ تھی کہ سمبالہ بالکل سچا تھا اور اس نے اسے جو کچھ بتایا تھا وہ ایک ایک لفظ درست تھا اس نے جنگل کے ماحول کو دیکھا تھا اور اس کے سینے سے آواز نکلی تھی۔ "الوداع جنگل کے دوستو' جھولتے درختو' سوندھی سوندھی ہوا کے جھونکو' ممکن ہے تمہارا دل

مجھ سے جدا ہوتے ہوئے اداس ہو' لیکن یہ میری صدیوں کی محنت ہے' مجھے میری نئی زندگی کی دعائیں دینا۔" اور اسے ہوا کی سسکیاں سنائی دی تھیں' درختوں نے روتے ہوئے اسے الوداع کہا تھا اور پھر ایک غراہٹ کے ساتھ آہنی پرندہ متحرک ہو گیا اور زمبل کو یوں لگا کہ جیسے وہ ہوا میں اڑ رہا ہو' آہ یہی تو کہا تھا سمبالہ نے' سمبالہ نے کتنا سچ کہا تھا' کتنی سچی باتیں کی تھیں اس نے' پھر وہ نئی دنیا کے حسین تصور سے سرشار ہو گیا اور آخر کار وہ اس انوکھی دنیا میں پہنچ گیا' چاروں طرف انسانوں کا سمندر تھا اونچی اونچی عمارتیں' سڑکوں پر دوڑنے والے آہنی گھوڑے' رنگین اور دلکش لباس' عجیب وغریب دنیا تھی اور اس دنیا کو دیکھ کر اسے سمبالہ کا ایک ایک حرف یاد آ رہا تھا' نیا انسان فضاؤں میں پرواز کرے گا اور بلاشبہ یہ دنیا' جادو کی دنیا تھی وہاں رہنے والے سب کے سب جادوگر تھے ایک بہت بڑی عمارت میں اسے لے جایا گیا' زمبل اسے جھونپڑا ہی کہہ سکتا تھا لیکن اتنا خوبصورت اتنا بڑا کہ دیکھ کر یقین نہ آئے۔

یہ جھونپڑا گھانس پھونس سے نہیں بنا ہوا تھا بلکہ یہ چکنے اور خوبصورت پتھروں سے تعمیر کیا گیا تھا اور ان پتھروں میں کوئی راستہ نہیں تھا اور یہ جھونپڑے آسمان سے باتیں کرتے معلوم ہو رہے تھے وہ دل و جان سے سمبالہ کا شکر گزار تھا جس نے اسے اس دنیا کی سیر کرائی تھی یہ دنیا جسے صرف خوابوں کی دنیا کہا جا سکتا تھا۔ اسے اس خوبصورت گھر میں لایا گیا پھر ایک بہت ہی خوبصورت جگہ اسے کھڑا کر دیا گیا اسے دیکھنے کے لئے بہت سے لوگ آنے لگے تھے اور یہاں زمبل نے نئے دور کی نئی لڑکیاں دیکھیں جو ان جادوگروں کی اولادیں تھیں۔ ایسی حسین ایسی پیاری ایسے خوبصورت نقوش۔ ان کے ہونٹ سرخ پتھروں سے بنے ہوئے تھے اور ان کی آنکھیں سنگِ موسیٰ اور نیلم سے بنی ہوئی' جھلملاتے ہوئے رنگین لباسوں میں وہ کس قدر پیاری لگتی تھیں اور ان میں سے جب کئی لڑکیوں نے زمبل کے جسم کو چھو کر دیکھا تو اسے بڑی شرم محسوس ہوئی لیکن لڑکیوں کے جسموں سے اٹھنے والی مہک نے اسے مسرور کر دیا اس کا دل چاہا کہ وہ ان کے سرخ پتھروں سے بنے ہوئے ہونٹ چوم لے انہیں پیار کرے مگر یہ سب کچھ اس کے بس میں نہیں تھا ابھی اس کی بند مٹھی میں بہت سے موتی تھے اور آخری موتی کے گر جانے کے بعد ہی وہ پتھر سے انسان بن سکتا تھا بہرحال یہاں آنے کے بعد ایک نئی زندگی کا آغاز ہو گیا تھا اور وہ اس آغاز سے بہت خوش تھا یہی سب کچھ دیکھنے کے لئے تو اس نے اپنی دنیا اپنی بستی چھوڑی تھی اور یہی سب کچھ دوستوں کی

تباہی کا سبب بنا تھا اور اب یہ سب کچھ اس کے سامنے تھا اسے لانے والے بہت خوش نظر آتے تھے۔ زمبل ان کی ایک ایک حرکت دیکھ رہا تھا پھر اسی رات کو بیٹھ کر ان سب نے ان پتھروں کا بٹوارہ کیا انہیں یہ سبز' سفید اور سرخ پتھر بہت پسند تھے لیکن وہ نہیں جانتے تھے کہ ان پتھروں کا اضافہ ہو سکتا ہے یہاں تک کہ اسی رات اور سرخ موتی اس کی مٹھی سے نکل کر نیچے گر پڑا لیکن یہ موتی اس نئے انسان کے ہاتھ لگا جو سفید کپڑے پہنے ایک عجیب سی چیز لئے اس جگہ کی صفائی کر رہا تھا اس وقت زمبل کو یہاں لانے والے اس نئے آدمی نے اس سرخ موتی کو اٹھا کر دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیل گئے۔ اس نے خوفزدہ نظروں سے چاروں طرف دیکھا کہ کوئی اسے دیکھ تو نہیں رہا اور اس کے بعد یہ موتی جلدی سے اپنی جیب میں رکھ لیا۔ اس کے چہرے کی حالت عجیب سی ہو گئی تھی یوں لگتا تھا جیسے وہ اچانک ہی بیمار ہو گیا ہو نہ جانے کیوں لیکن زمبل ہنس پڑا عجیب لوگ ہیں یہ پتھروں سے کتنی محبت کرتے ہیں کتنی خوشی تھی اس کے چہرے پر کیسا عجیب محسوس کر رہا تھا وہ کاش میں ایسے بہت سے موتی اسے دے سکتا۔ دن گزر گیا سورج چھپ گیا اندھیرا پھیل گیا لیکن جھونپڑے میں درجنوں چاند نکل آئے اور زمبل خوف و حیرت سے ان روشن چاندوں کو دیکھنے لگا جن کی روشنی بہت تیز تھی۔ زمانہ قدیم میں اس کے جھونپڑوں میں مشعلیں جلتی تھیں بستی والے مشعلیں اور جانوروں کی چربی سے بنائے ہوئے چراغ جلایا کرتے تھے لیکن ایسی تیز روشنی والے چاند تو بس آسمان پر ہی چمکتے تھے اور ان کی روشنی بھی اس قدر نہیں ہوتی تھی۔ ایسے چاند کی روشنی میں وہ کئی بار بینا کے ساتھ ندی کے کنارے جا کر بیٹھا تھا ان دونوں نے زندگی کے بہت سے سفر طے کئے تھے لیکن ایک اور عجیب بات تھی وہ چاند سنہری تھا یہاں تو بہت سے چاند مختلف رنگوں میں نکلے ہوئے تھے اور یہ چاند صرف اسی عمارت کے اندر تھے۔ زمبل کا دل چاہا باہر نکلے ہوئے ان بہت سے چاندوں کو دیکھے لیکن اس خواہش کی تکمیل اس کے بس میں نہیں تھی البتہ ایک سوراخ اس کی نگاہوں کے سامنے تھا جہاں سے وہ باہر کے کھلے ہوئے آسمان کو دیکھ سکتا تھا روشن رات گزر گئی صبح کا اجالا نمودار ہو گیا وہ لوگ جو اسے یہاں تک لے کر آئے تھے اس کے لئے کچھ منصوبے بنا رہے تھے بہرحال اسے اس بات سے کوئی غرض نہیں تھی اجنبی دنیا اور اس کے لوگ اس کی زندگی کا سب سے بڑا خواب تھے اور اب یہ خواب پورا ہوتا رہا تھا۔ وہ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہو گئے اور زمبل حیرت اور دلچسپی سے ان کے

مشاغل دیکھتا رہا وقت گزرتا رہا دن ڈھل گیا سورج چھپنے میں تھوڑی دیر تھی جب ایک بار پھر انہوں نے بڑے اہتمام سے اسے اٹھایا اور اسے ایک عجیب سی چیز پر رکھ کر وہاں سے چل پڑے نہ جانے اب وہ کہاں جا رہے ہیں زمبل نے سوچا لیکن کہیں بھی جا رہے ہوں اب اسے اس سے کوئی غرض نہیں تھی وہ تو اس نئی دنیا میں گزرنے والے ہر ہر لمحے سے لطف اندوز ہو رہا تھا اس آرزو کی تکمیل کے لئے تو اس نے بہت بڑی قربانی دی تھی سینکڑوں زندگیوں کی قربانی دو قبیلے مکمل طور پر تباہ ہوگئے تھے اور اس نے صدیاں ایک ویرانے میں کھڑے کھڑے گزار دیں تھیں اب اسے ان نئے دوستوں پر مکمل اعتماد تھا بڑی محبت تھی اسے ان سے انہی کے لئے تو اس نے یہ سب کچھ کیا تھا چنانچہ وہ اسے جہاں بھی لے جائیں اسے اس سے کوئی غرض نہیں تھی ایک اور بڑی سی جگہ اسے اتارا گیا اور تھوڑی دیر کے بعد اس نے جو کچھ دیکھا اس نے اسے حیران کر دیا بہت بڑے بڑے عظیم الشان گھر پانی پر تیر رہے تھے اور پانی کی وسیع و عریض چادر تاحدِ نظر پھیلی ہوئی تھی آہ! یہی تو سمندر ہے یہی تو سمندر ہے۔ جس کے بارے میں سمبالہ نے اسے بتایا تھا اور اس سے کہا تھا کہ اسے نئی دنیا میں جو کچھ نظر آئے گا وہ ناقابلِ یقین ہوگا۔ وہ فضاؤں میں اور ہواؤں میں تو سفر کر کے اپنی دنیا سے یہاں تک آیا تھا اب اسے پانی کے سینے پر بھی یہ سفر کرنا تھا اس نے تو گنگناتی ندیاں دیکھی تھیں جن کی تہہ میں رنگین پتھر صاف نظر آتے تھے لیکن یہ پانی بہت عجیب تھا واقعی سمبالہ ٹھیک کہتا تھا یہ نئے انسان تو پانی پر بھی دوڑتے پھرتے ہیں۔ ان کے جھونپڑے بھی کیسے عجیب ہیں نئی دنیا کی ہر بات حیرت انگیز تھی آہ! کاش میں جلدی سے انسان بن جاؤں میرے ہاتھ کا آخری پتھر بھی ہاتھ سے گر جائے میں ان سے دوستی کروں انہیں اپنی داستان سناؤں اور پھر ان سے کہوں کہ مجھے اپنی دنیا اچھی طرح دکھاؤ میں نے اس دنیا کو دیکھنے کے لئے صدیوں کی قربانی دی ہے۔ صدیوں کی قربانی! پھر دوسری رات کا موتی اس کے ہاتھ سے گرا اور لڑھکتا ہوا نہ جانے کہاں سے کہاں چلا گیا اس کا سفر جاری رہا پھر کئی موتی جہاز کے مختلف کونوں میں لڑھکتے رہے اور وہ ایک خوبصورت دنیا کے قریب پہنچ کر رک گیا اور ان لوگوں نے بڑی احتیاط اور پیار سے اس کو اتار لیا اور پھر اسے ایک اور عظیم الشان جھونپڑے میں لے جایا گیا۔ اسے لانے والوں کو یہ بات نہیں معلوم تھی کہ ہر رات ایک موتی اس کی مٹھی سے نکلتا ہے اگر انہیں یہ پتہ چل جاتا تو وہ ان موتیوں کے حصول کے لئے اسے لاکھوں پردوں میں چھپا کر رکھتے کیونکہ انہیں اس سے

زیادہ ان موتیوں سے الفت تھی یہاں تک کہ زمبل کو ایک بہت بڑے ہال میں ایک خوبصورت قالین پر کھڑا کر دیا گیا یہاں اسے مقامی طرز کا ایک خوبصورت لباس بھی پہنا دیا گیا تھا برف کی طرح سفید ہوا کی طرح نرم و ملائم یہ لباس بے حد خوبصورت تھا ڈھیلا ڈھالا لباس جو باریک کپڑے کا بنا ہوا تھا اور اس سے اس کا سڈول جسم اب بھی جھلکتا تھا۔ بہت سے مرد اور عورتیں اسے دیکھنے آتے تھے وہ اپنے اردگرد لڑکیوں کی آنکھوں میں اپنے لئے پسندیدگی کے جذبات پاتا تھا ایک مرتبہ تو کچھ شوخ اور شریر لڑکیاں اس کے پاس آکر کھڑی ہوگئیں اور ان میں سے ایک نے کہا۔

”واقعی اگر ہر صبح اس حسین مجسمے کا جائزہ لے لیا جائے تو آنکھوں کی روشنی بڑھ جائے۔“

”بری بات ہے بت پرستی نہیں کرنی چاہئے۔“

”لیکن ایسے بتوں کی تو واقعی پرستش کرنے کو دل چاہتا ہے ایک بات بتاؤ نینا اگر یہ زندہ ہو جائے اگر اس میں جان پڑ جائے تو کیسا رہے گا؟“ جس لڑکی کو نینا کہہ کر مخاطب کیا گیا تھا اتنی سی مسکراہٹ کے ساتھ خاموش ہوگئی پھر اس نے کہا۔

”ویسے انکل فضل نے ہم پر ظلم کیا ہے لانا تھا تو کوئی زندہ مجسمہ لے آتے۔“

”کیا تم یقین کرو گی کہ کبھی کبھی مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے یہ زندہ ہے ہمیں دیکھ رہا ہے ہماری باتیں سن رہا ہے میں اس سے ایک انجانی لگن محسوس کرتی ہوں۔“

”کمال ہے بھئی کمال ہے ویسے بتوں کے عشق نے ہمیشہ صحرا گردی کرائی ہے دل سنبھال کر رکھنا چاہئے اگر روگ لگ گیا تو لوگ پاگل کہیں گے بے دین کہیں گے۔“

”ارے واقعی اس کا چہرہ دیکھو تو سہی یہ تو واقعی سنجیدہ معلوم ہوتی ہے۔“ ایک دوسری لڑکی نے کہا اور نینا کی آنکھوں سے آنسو لڑھک پڑے وہ منہ چھپا کر سسکیاں لینے لگی اور نہ جانے کیوں زمبل بھی ایک دم اداس ہوگیا آہ! میں اس اچھی لڑکی کے لئے کیا کروں اس نے سوچا۔ دوسری لڑکیاں اسے سمجھانے لگیں۔

”نینا پاگل ہوگئی ہے کیا‘ مانا کہ یہ بہت حسین مجسمہ ہے لیکن کسی سنگ تراش کی تخلیق صرف ایک تصور ہے اور تصور کے لئے آنسو نہیں بہائے جاتے تمہیں معلوم ہے ڈیڈی اسے کسی میوزیم کے حوالے کر رہے ہیں۔“

”اچھا واقعی؟“

”ہاں اس کا یہاں سے چلا جانا اچھا ہے۔“

"مگر میں نہیں چاہتی۔" نینا بولی۔
"تم سچ مچ پاگل ہو گئی ہو اسے فوراً گھر سے نکلوا دیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ ویسے واقعی بڑی بیوقوفی کی بات کر رہی ہے یہ۔ ہم تو مذاق کر رہے تھے لیکن یہ تو مذاق ہی مذاق میں سنجیدہ ہی ہو گئی۔" اور وہ چلیں گئیں لیکن زمبل کے لئے گہری سوچیں چھوڑ گئیں نئی دنیا کی لڑکی اسے پسند کرنے لگی ہے اسے چاہنے لگی ہے اس کے انسانی روپ میں آجانے کے بعد بھی یہ اسے چاہے گی اگر وہ اسے چاہے گی تو کیا وہ اسے اپنائے گا لیکن کیا وہ اسے انسانی حیثیت سے قبول کرے گی آہ! میں انسان کب بنوں گا؟ زمبل کا دل چاہا کہ وہ اپنی مٹھی کھول دے تمام موتی پھینک دے اور اس خوبصورت اور چاہنے والی لڑکی کو سینے سے لگا کر کہے کہ اے نئی اور پُراسرار دنیا کی شہزادی میں نے تیرے ہی لئے تو صدیاں گزاری ہیں میں نے تیرے لئے بینا کو ٹھکرا دیا ہے وہ تُو ہی تو ہے جس کی چاہ میں میں نے پتھریلا لباس زیب تن کیا اور اپنے جسم کو پتھر بنا لیا۔ آہ میں کیسے تمہیں بتاؤں کہ یہ سب کچھ میں نے تیرے لئے ہی تو کیا ہے۔ وقت گزرتا رہا آدھی رات کے قریب ہو گئی تھی جب ایک بار پھر دروازہ کھلا اس نے دروازے کی طرف دیکھا نیلے چاند کی ہلکی روشنی میں اسے وہی لڑکی نظر آئی جس نے اس سے محبت کا اظہار کیا تھا وہ ایک خوبصورت لباس میں ملبوس تھی اس کے لمبے لمبے سیاہ بال بکھرے ہوئے تھے آنکھیں گلابی ہو رہی تھیں آہستہ آہستہ وہ اس کے قریب پہنچ گئی وہ عجیب انداز سے دیکھ رہی تھی یوں محسوس ہوتا تھا جیسے اس کی آنکھیں سو رہی ہوں اور پھر اس کی خوابیدہ آواز ابھری۔ "پتھر کے شہزادے زمانہ قدیم میں بہت سی داستانیں لکھی گئی ہیں کہا جاتا کہ انسان کی طلب اسے بہت کچھ دے دیتی ہے اور وہ جو چاہتا ہے پالیتا ہے بشرطیکہ طلب سچی ہو۔ میری طلب سچی ہے جب سے تُو میری نگاہوں میں آیا ہے میرے دل کی دھڑکنوں کا رنگ تبدیل ہو گیا ہے۔ اے حسین بُت! تو یقین کر میرے دل میں تیرے لئے صرف پاک جذبے ہیں اور میں کچھ بھی نہیں چاہتی تجھ سے سوائے اس کے کہ تُو مجھے دیکھ مجھ سے بات کر میرے ساتھ رہ۔ آہ! کیا میری آہوں میں وہ اثر پیدا ہو سکتا ہے دیکھ اگر میرا عشق سچا ہے تُو تو انسان بن جا مجھے زندگی کی خبر دے دے۔" وہ بلکتی ہوئی اس کے قدموں میں بیٹھ گئی اور اسی وقت زمبل کی مٹھی آہستہ سے کھلی سرخ رنگ کا ایک موتی لڑکی کی آغوش میں گرا تو وہ چونک پڑی اس نے جگمگ کرتے ہوئے موتی کو دیکھا اور حیران نگاہوں سے چاروں طرف دیکھنے لگی پھر اس کے منہ سے آواز

نکلی۔
"یہ کیا ہے کہاں سے آیا ہے؟" اس نے زمبل کی طرف دیکھا اور بولی۔
"کیا یہ تُو نے مجھے دیا ہے اپنی محبت کا تحفہ؟ مجھے بتا کیا تُو بھی میری محبت سے متاثر ہے۔ وہ کھڑی ہو گئی اس نے زمبل کی گردن میں بانہیں ڈال دیں اور زمبل خاموشی سے اسے دیکھتا رہا اس کی آنکھوں میں رحم کے جذبات تھے۔ وہ اس لڑکی کی محبت سے بہت متاثر تھا اس نے لرزتی آواز میں کہا۔
"اور سن انسان کبھی کبھی اپنے وہم کے سہارے زندہ رہتا ہے میں اس موتی کو تیری محبت کا جواب سمجھ رہی ہوں وہ لوگ تجھے یہاں سے لے جا رہے ہیں لیکن تو جہاں بھی جائے گا میں تجھ سے ملنے آؤں گی روزانہ تیرے پاس پہنچوں گی میں۔ سمجھا' میں اس وقت تک تجھ سے محبت کرتی رہوں گی جب تک کہ تُو میرے لئے انسان نہ بن جائے اور میں جانتی ہوں کہ ایسا ہو گا۔" وہ بوجھل قدموں سے باہر نکل گئی اور زمبل نے سوچا کہ میں جس وقت انسان بنوں گا تو سب سے پہلے اس لڑکی سے ملوں گا میں اس سے کہوں گا کہ اس کی محبت نے مجھے زندہ کر دیا ہے کس قدر خوش ہو گی وہ۔ وہ سوچتا رہا سورج نکل آیا اور پھر تیز دھوپ پھیل گئی اور اس کے بعد اس کی زندگی میں ایک نئے دور کا آغاز ہو گیا۔

☆======☆======☆

ابھی تک اس کے دل میں ان لوگوں کے لئے کوئی برائی پیدا نہیں ہوئی تھی وہ بے پناہ خوش تھا ان کے ساتھ۔ نیا نیا ماحول نئی نئی زندگی نئے لوگ نیا انداز۔ اسے وہاں سے بھی اٹھا لیا گیا اور پھر اسے نئی جگہ دے دی گئی جس جگہ وہ آیا تھا وہ بے حد خوبصورت تھی چاروں طرف حسین گھاس لگی ہوئی تھی نادر روزگار پھول کھلے ہوئے تھے پتھر کے ایک پھول سے اس نے پانی ابلتے ہوئے دیکھا اور یہ ابلتا ہوا پانی اسے حیران کرنے لگا۔ ایک پھول سے پانی کیسے ابل رہا ہے ان لوگوں کو شاید اس کی پسند معلوم ہو گئی کیونکہ انہوں نے اسے اس پھول کے نزدیک ہی پتھر کی ایک سِل پر رکھ دیا۔ بے شمار لوگوں نے تالیاں بجائیں اسے یہاں تک لانے والوں کو ہار پہنائے گئے اور وہ ان کا شکریہ ادا کرنے لگے پھر اسی شام اس کے گرد بے شمار لوگ جمع ہو گئے رنگ برنگے چہرے' رنگ برنگے لباس اس کے گرد منڈلانے لگے ایک شخص ہاتھ میں لکڑی کا ہتھیار لئے اس کی حفاظت کر رہا تھا یہ ایک بوڑھا شخص تھا یہ چھوٹے بچوں کو

اور دوسرے لوگوں کو اس کے قریب آنے سے روک رہا تھا۔ رات ہونے تک لوگ
اسے دیکھنے آتے رہے پھر چاند نکل آیا اس کا محافظ اب بھی اس کے قریب موجود تھا وہ
پتھر کی سِل کے قریب بیٹھا ہوا تھا چاند اپنا سفر طے کرتا رہا پھر اس نے دور سے کسی کو
آتے ہوئے دیکھا وہ کوئی لڑکی تھی آہستہ آہستہ وہ اس کے قریب آ گئی اور محافظ اٹھ کر
کھڑا ہو گیا۔

"حمیدہ!"

"ہاں میں ہی ہوں۔"

"کیا بات ہے؟"

"بہت دیر ہو گئی میں کب سے تیرا انتظار کر رہی تھی۔"

"میری ڈیوٹی بدل دی گئی ہے اور اب میں یہاں اس مجسمے کے قریب ڈیوٹی دے
رہا ہوں۔" "تیرا آدمی کہاں گیا؟"

"منحوس کو موت بھی نہیں آتی ہر وقت کھوں کھوں کرتا رہتا ہے اور جاگتا رہتا
ہے۔"

"میری مان تو اسے زہر دے دے اور میرے ساتھ شادی کر لے پھر یہ چوری
چھپے کی ملاقاتیں بند ہو جائیں گی۔" محافظ نے کہا اور زمبل چونک پڑا ایک لمحے کے لئے
اس کے دل میں ایک احساس سا جاگا تھا اس خوبصورت دنیا میں بھی ایسے بدنما دھبے
موجود ہیں ان لوگوں کی باتوں سے وہ حقیقت کو سمجھ گیا تھا عورت کہنے لگی۔

"میں بھی یہی سوچتی ہوں مگر اس کی لاش کہاں چھپائیں گے۔"

"ارے یہیں گڑھا کھود کر گاڑ دیں گے اسے۔"

"مجھے ڈر لگتا ہے۔"

"بیوقوف ڈرنے کی کیا بات ہے میں جو تیرے ساتھ ہوں۔ پھر تو سوچ ہم دونوں
کتنی اچھی زندگی گزاریں گے عیش کریں گے عیش۔"

"مجھے تو یہ سب کچھ ایک خواب لگتا ہے۔"

"ارے چھوڑ میں زندہ ہوں تو خواب کی کیا ضرورت ہے۔"

"رحم بھی آتا ہے اس پر۔"

"اپنے شوہر پر؟"

"ہاں زندگی کی ہر خوشی اس نے مجھے دے دی میرے لیے دن اور رات کام کئے

بھٹی پر بارہ بارہ گھنٹے بیٹھ کر کام کرتا رہا۔ اب تو ہی سوچ سینے پر آگ لگے گی تو بندے کو
ٹی بی نہ ہو گی تو اور کیا ہو گا۔"

"ایک بات کہوں' کام کی چیز جب تک کام دے ٹھیک ہے اور جب اس کا کام ختم
ہو جائے تو اسے بھی ختم ہو جانا چاہئے۔ اب میں ہوں تیرے لئے اور بھٹی کے سامنے
نہیں بیٹھتا کیا سمجھی!"

"ہاں بات تو ٹھیک ہے۔"

"بس تو پھر جب ٹھیک ہے تو ٹھیک ہے۔" اور زمبل ایک دم وحشت زدہ سا
ہو گیا اس نے اپنی آنکھوں سے جو کچھ دیکھا اسے دیکھ کر اسے بے حد افسوس ہوا اور
اس کا دل چاہا کہ ایسے برے لوگوں سے ناواقف اس حسین دنیا کے حسین لوگوں کو
بتا دے کہ اس گندگی کو اپنے آپ سے جدا کر دو ورنہ تمہاری دنیا میں ایک بدنما داغ
لگ جائے گا لیکن وہ اپنی آواز کس تک پہنچا سکتا وہ مجبور تھا اور اس کے بعد پہلی بار وہ
تھوڑا سا دکھی ہو گیا۔ برے لوگ تو ان بستیوں میں تھے جو ایک دوسرے کا خون بہانے
سے گریز نہیں کرتے تھے یہاں بھی ایسے لوگ ہیں جو ایک زندہ انسان کو اس لئے
موت کے گھاٹ اتارنا چاہتے ہیں کہ وہ اب کچھ کرنے کے قابل نہیں رہا۔ آج کی
رات کا موتی اس کے ہاتھ سے نیچے گر پڑا اور لڑھک کر ایک گڑھے میں پہنچ گیا
دوسرے دن جب سورج نکلا بھی نہیں تھا نینا اس کے پاس آ گئی وہ اس کے سامنے
کھڑے ہو کر اس کو دیکھتی رہی اور زمبل اس کی آنکھوں کی بے بسی محسوس کرتا رہا
اس کا دل کڑھتا رہا لیکن وہ کیا کر سکتا تھا پورا دن بے شمار لوگ اسے دیکھنے آتے رہے
لیکن نہ جانے کیوں وہ آج اتنا خوش نہیں تھا جتنا پچھلے روز تھا۔ پچھلی رات کے واقعات
نے اسے اداس کر دیا تھا وہ تو محبت کا پجاری تھا اس نے تو اپنی محبت کی خاطر اپنی دنیا
چھوڑ دی تھی وہ اس نئی دنیا کا عاشق تھا اپنی پسندیدہ جگہ پر گندگی دیکھ کر اسے بہت دکھ
ہوا تھا پھر اس رات اس کی آنکھوں میں تاریکی چھا گئی۔ اس کا محافظ اس کے سامنے
بیٹھا ہوا تھا کہ وہی عورت دوڑتی ہوئی آئی اور ہانپتے ہوئے لہجے میں بولی۔

"میں نے اسے زہر دے دیا ہے میں نے اسے مار ڈالا ہے وہ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر
مر گیا ہے اب بتا کیا کریں۔"

"مار ڈالا!"

"ہاں اس کی لاش بستر پر پڑی ہے جلدی چل کچھ کر ورنہ پولیس کو پتا چل جائے

گا۔"

"چل!" محافظ نے کہا اور اس کو چھوڑ کر عورت کے ساتھ آگے بڑھ گیا زمبل کو کچھ نظر نہیں آرہا تھا وہ بے بسی سے کھڑا رہا اس کا دل رو رہا تھا محافظ پھر واپس نہیں آیا رات بہت اداس گزری دوسری صبح بھی خوشگوار نہیں تھی۔ نینا حسبِ معمول اس کے پاس آئی آج وہ محافظ موجود نہیں تھا چنانچہ وہ اس کے بالکل قریب آکر کھڑی ہو گئی اسے دیکھتی رہی پھر واپس چلی گئی۔ زمبل اپنی جگہ کھڑا رہا اور دن گزرتے رہے نینا چھ سات روز تک آتی رہی پھر اس نے بھی آنا بند کر دیا لیکن ایک شام وہ واپس آئی تو اس کے ساتھ ایک خوبصورت سا نوجوان تھا۔ زمبل کے قریب پہنچ گئی اب اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

"ہوں تو یہ ہے آپ کا محبوب نینا! پتھر کا ایک معمولی سا بت ہے بس حسنِ نظر ہے آپ کا ورنہ یہ اتنا حسین بھی نہیں ہے۔"

"دیوانگی ہے میری دیوانگی لیکن میں نے تمہیں اسی کے روپ میں دیکھا ہے اور اب یہ پتھر نہیں، تم میرے محبوب ہو۔" زمبل کا دل لرز گیا نینا کی محبت اس کے دل کی گہرائیوں میں اترتی جا رہی تھی اس نے بینا کو فراموش کر دیا تھا یہ لڑکی اسے اتنا چاہتی ہے لیکن یہ.......... یہ اسے نوجوان کی آواز سنائی دی۔

"پھر اب کیا خیال ہے؟ کیا میں ان محترم سے بھی آپ کے بارے میں گفتگو کروں۔"

"نہیں تم سحر شکن ہو تمہاری ایک جھلک نے اس پتھر کو شکست دے دی ہے یہ پتھر ہے، اور تم انسان اس کا اور تمہارا کیا مقابلہ 'آؤ!" نینا نے نوجوان کے بازو میں ہاتھ ڈالا اور آگے بڑھ گئی زمبل کا دل رو پڑا اور اس کی بے آواز آہ نکل گئی۔ نہیں نئی دنیا کے انسانو! میرا ذہن خراب مت کرو اپنی طرف سے۔ کیا تمہاری دنیا کے لوگوں کے دل ایسے بھی ہیں اگر تم سب ایک ہی سیاہی کے رنگ میں رنگے ہوئے تو پھر تم نے یہ حسین دنیا کیسے تعمیر کر لی یہ دنیا تو بہت خوبصورت ہے ایک بیوی نے اپنے شوہر کو موت کی نیند سلا دیا ایک محبت کی متوالی نے چند لمحوں میں محبت کے تاج محل مسمار کر دیئے اگر نئی دنیا یہی ہے تو پھر تمہاری اس دنیا میں اور میری اس دنیا میں کوئی فرق تو نہیں تھا بلکہ یہاں تو معصوم پرندے بھی نہیں ہیں وہ محبت کرنے والے ہرن بھی نہیں ہیں جو پیار کی بانسری بجتے ہی دوڑتے ہوئے قریب آجاتے ہیں اس اعتماد کے ساتھ کہ بانسری

بجانے والا انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ پرندے بانسری نواز کے شانوں پر بیٹھ جاتے ہیں اور محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ نہیں نئی دنیا کے لوگو یہ تو کوئی بات نہ ہوئی میرے دل کو خراب نہ کرو میں نے تو تمہارے لئے صدیاں گزار دی ہیں صدیوں انتظار کیا ہے۔ رات کی تاریکی زمبل کے دکھتے دل کو سکون دینے کی کوشش کرنے لگی اور آدھی رات کو اس کے ہاتھ سے سرخ موتی ٹپک پڑا اس کی بند مٹھی کھل گئی تب اس نے اپنے خالی ہاتھ کو دیکھا اب اس ہاتھ میں کچھ نہیں رہا تھا اس نے ایک سرد آہ بھری اور ہاتھ کو چہرے کے قریب کر کے دیکھنے لگا تب اسے ایک عجیب سا احساس ہوا بے حد عجیب سا احساس یہ پتھریلا ہاتھ اس کی مرضی سے تو ہل نہیں سکتا تھا اور اب وہ پتھریلا نہیں لگ رہا تھا اس میں لچک تھی نرمی تھی حرارت تھی کیونکہ اس کے ہاتھ کا آخری موتی بھی گر پڑا تھا اور اب وہ انسان بن گیا تھا۔ وہ حیرت سے اپنے وجود کا جائزہ لینے لگا ہاں واقعی وہ انسان ہے ایک برہنہ انسان ایک لمحے کے لئے اس نے اپنا غم دل سے بھلا دیا اور لرزتے قدم آگے بڑھا کر اپنے آپ کو چل کر دیکھا۔ وہ چل سکتا تھا اب اس کا بدن اس کے قبضے میں تھا اس کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو نکل پڑے وہ پھر سے ایک زندہ انسان ہے اور سمبالہ کے کہنے کے مطابق اب اس نئی دنیا میں سانس لے رہا ہے۔ ایک بار پھر اسے نینا کا خیال آیا بینا تو اس کی آبادیوں میں رہ گئی تھی وہ تو اب راکھ بن چکی ہوگی بھلا اب اس کا اس کائنات میں کیا وجود لیکن نینا' اس نے سوچا تھا کہ انسان بننے کے بعد اس لڑکی سے محبت کرے گا خود کو اس کے عشق پر نثار کر دے گا لیکن وہ بے وفا تو چند لمحے بھی اپنی محبت نہ نبھا سکی اس نے تو سوچا تھا کہ وہ اسے بتائے گا کہ اس کے عشق نے اسے انسان بنا دیا ہے لیکن خیر یہ نئی دنیا بہت بڑی ہے اور اس دنیا میں صرف برے لوگ نہ ہوں گے۔ وہ آگے بڑھا اور باہر نکل آیا چاروں طرف چھوٹے چھوٹے چاند نکلے ہوئے تھے یہ اس نئی دنیا کے چراغ تھے ہنستے مسکراتے لیکن ان چراغوں کے نیچے اندھیرا تھا یہ آسمان کے چاند کا مذاق اڑا رہے تھے کیسی عجیب دنیا ہے کیسی پُراسرار کیسی حسین۔ وہ چلتا رہا پھر اچانک ہی اس نے اپنے عقب میں ایک شور سا سنا لوگ چیخ رہے تھے۔

"چور چور چور!" اور کوئی اس کے قریب سے گزرا اس نے کوئی چیز اس کے پاس پھینک دی وہ تعجب سے پلٹ کر انسان کو بھاگتے ہوئے دیکھتا رہا شور مچانے والے اس کے قریب آگئے اور دوسرے لمحے وہ سب اس پر ٹوٹ پڑے انہوں نے اسے نیچے

گرا کر رسیوں سے باندھ دیا وہ کچھ بھی نہ بول سکا لاتیں گھونسے ' تھپڑ ' گالیاں اس مار
سے اس کے حواس گم ہو گئے پھر جب اسے ہوش آیا تو وہ ایک تنگ و تاریک سی جگہ
میں پڑا ہوا تھا اور اس کے سامنے آڑھی سلاخوں کا دروازہ تھا۔ وہ حیران سا اٹھ کر
بیٹھ گیا اور اس وقت ہتھیار پکڑے ہوئے نئے دور کے ایک نئے انسان نے اس کو دیکھا
اور اس کے قریب پہنچ کر وہ بولا۔

"تھانیدار جی نے کہا تھا کہ جب تمہیں ہوش آجائے تو اس کے سامنے پیش کر دیا
جائے۔ کیا تیرا دماغ ٹھیک ہو گیا؟"

"ہاں!" اس نے معصومیت سے گردن ہلا دی اور سپاہی نے دروازہ کھول کر
اسے باہر نکال لیا اس کا سارا بدن دکھ رہا تھا لیکن وہ لڑکھڑاتے قدموں سے اس جگہ پہنچ
گیا جہاں ایک شخص بیٹھا ہوا تھا اس نے نیچے سے اوپر تک اسے گھور کر دیکھا پھر
گرجدار آواز میں بولا۔

"کیا نام ہے تیرا؟"

"زمبل۔"

"اور باپ کا نام؟"

"فانا!" وہ بولا۔

"کہاں رہتا ہے؟" سامنے بیٹھے ہوئے شخص نے کسی قدر غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں ایلا کا باشندہ ہوں تمہاری دنیا دیکھنے آیا تھا یہ دنیا بڑی خوبصورت ہے بہت
عجیب ہے۔ سمبالہ نے جس قدر بتایا تھا اس سے بھی عجیب لیکن تم لوگ........ تم
لوگ پتہ نہیں کیسے ہو اس حسین دنیا کے حسین انسان کہاں ہیں؟ جو مجھے نظر آئے وہ تو
اچھے نہیں ہیں تم لوگ بہت خوبصورت ہو لیکن اچھے لوگ نہیں ہو مجھے بتاؤ کہ تم نے
یہ حسین دنیا کیسے بنائی؟"

"کیا بک بک کر رہا ہے؟" بڑی مونچھوں والے تھانیدار نے کہا اور اتنی دیر میں
اس کا اسسٹنٹ اندر آگیا زمبل کو دیکھ کر وہ بری طرح اچھل پڑا غور سے اسے دیکھنے لگا
زمبل ساکت و جامد کھڑا ہوا تھا اور اس وقت وہ مجسمہ ہی لگ رہا تھا۔ اس شخص کے منہ
سے آواز نکلی۔

"نیشنل میوزیم کا مجسمہ؟ یہ یہاں کیسے آگیا۔"

"کیا تم اسے جانتے ہو؟" تھانیدار نے اپنے اسسٹنٹ سے پوچھا۔

"اس روز نیشنل میوزیم میں ہی میری ڈیوٹی تھی جناب جب اسے وہاں رکھا گیا
تھا۔"

"کیا بکواس کر رہے ہو؟" تھانیدار نے کہا۔

"سچ کہہ رہا ہوں یہ تو پتھر کا ایک مجسمہ ہے جسے کچھ لوگوں نے میوزیم کے حوالے
کیا تھا۔"

"کیا تم نشہ کرنے لگے ہو؟"

"دعوے سے کہہ سکتا ہوں جناب اپنی بیوی بچوں کے ساتھ میں اسے دیکھنے گیا
تھا۔" اور پھر اچانک ہی اس نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر زمبل کو دیکھا اور خوف سے
اچھل پڑا۔

"یہ......... یہ زندہ ہو گیا!" تھانیدار پریشانی سے کھڑا ہو گیا تھا اس نے کہا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو تم یہ چور ہے یہ چوری کرتے ہوئے پکڑا گیا ہے۔"

"میں نے چوری نہیں کی میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا ہے۔ سمبالہ کا دیا ہوا وقت
ختم ہو گیا اور میں انسان بن گیا تمہاری یہ حسین دنیا مجھے بہت پسند ہے لیکن یہاں کے
لوگ مجھے اچھے نہیں لگے۔ جتنے لوگ ابھی تک آئے ہیں ان کے اندر کوئی نہ کوئی
خرابی ہے اچھے لوگ کہاں ہیں اس حسین دنیا کے حسین لوگ کہاں ہیں مجھے ان سے ملا
دو ورنہ پھر میری دنیا میں واپس بھیج دو میں ایسی دنیا میں نہیں رہنا چاہتا۔" تھانیدار
اس سے طرح طرح کے سوالات کرتا رہا اور زمبل کے جواب پر اس کا منہ کھلے کا کھلا
رہ گیا تھوڑی دیر کے بعد یہ بات جنگل کی آگ کی طرح چاروں طرف پھیل گئی کہ
نیشنل میوزیم کا ایک مجسمہ زندہ ہو گیا ہے۔ تھانیدار نے زمبل کو اپنے پاس محفوظ کر لیا
ایک عجیب ہنگامہ ہو گیا تھا پولیس کے لاتعداد افراد آگئے تھے اور کچھ ذمہ دار لوگ جو
اسے حیرانی سے دیکھ رہے تھے یہاں تک کہ وہ لوگ بھی آگئے جو زمبل کو اس کی دنیا
سے اٹھا کر لائے تھے۔ ان میں سے سب سے بڑی شخصیت کرنل فضل کی تھی احسان
اور صابر حسین بھی ملک کے بہت بڑے لوگوں میں سے تھے وہ اس مجسمے کو انسانی شکل
میں دیکھ کر دنگ رہ گئے تھے۔ کرنل فضل نے کہا۔

"میں اسے لے جانا چاہتا ہوں آفیسر! تم سرکاری کارروائی مکمل کر لو۔" اعلیٰ
حکام کرنل فضل سے انحراف نہیں کر سکتے تھے کرنل فضل آخر کار زمبل کو لے کر اپنی
آرام گاہ میں آگیا انسانوں کا زبردست ہجوم اسے دیکھنے آرہا تھا جب وہ پتھر کا تھا تو اسے

کوئی فکر نہ ہوتی تھی لیکن اب اس کے احساس انسانی احساسات تھے چنانچہ وہ خاصا پریشان ہوگیا تھا لوگ اسے دیکھنے آتے تھے۔ باقاعدہ پولیس کی مدد لے لی گئی تھی اخباری نمائندوں نے الگ گھیرا کر رکھا تھا اور زمبل سخت پریشان تھا وہ بہت سے لوگوں کو اپنی کہانی سنا چکا تھا لیکن لوگ پھر بھی اس سے طرح طرح کے سوالات کرنے آجاتے تھے سب سے بڑی بات یہ تھی کہ نینا اس کے آگے پیچھے گھوم رہی تھی اس نے اس نوجوان کو بھی اب اپنی لغت سے نکال دیا تھا وہ اپنی تمام تر محبت اس پر لٹا دینا چاہتی تھی لیکن زمبل کا دل اب اس کے لئے نہیں دھڑک رہا تھا وہ اس کی حقیقت معلوم کرچکا تھا۔ موقع ملتے ہی نینا نے اس سے کہا۔

"نئی دنیا میں آنے کے بعد تمہیں کیسا لگ رہا ہے کیا تمہیں اس بات کا احساس نہیں کہ میری محبت نے تمہیں زندگی دی ہے؟" زمبل نے کہا۔

"نئی دنیا میں آنے کے بعد جب میں نے تمہیں دیکھا تو مجھے بہت اچھی لگی تھیں تم اور وہ رات مجھے عرصے تک یاد رہے گی جب تم میرے پاس آئی تھیں اور تم نے مجھ سے اظہارِ محبت کیا تھا۔ اس وقت میں نے خواہش ظاہر کی تھی کہ کاش میں جلدی انسان بن جاؤں اور تمہاری محبت کے جواب میں تمہارے قدموں میں گر پڑوں لیکن میں وہ صبح بھی نہیں بھولوں گا جب تم اپنے نئے محبوب کے ساتھ میرے پاس آئی تھیں اور میرا مذاق اڑایا تھا۔"

"میں نے اس پر لعنت بھیج دی ہے زمبل! میں تم سے محبت کرتی ہوں اور اگر اس نے میرے راستے میں آنے کی کوشش کی تو میں اسے جان سے مار دوں گی۔"

"اسی طرح جیسے اس عورت نے اپنے شوہر کو قتل کردیا تھا نہیں لڑکی نہیں میں تو محبت کا متوالا ہوں میں تو امن کا پجاری ہوں خاک اور خون کی اس دنیا سے مجھے ہمیشہ سے نفرت تھی جو میرے ماں باپ کی دنیا تھی لیکن اب مجھے یہ احساس ہوتا ہے کہ وہاں تو پھر بھی کھل کر جنگیں کی جاتی تھیں لیکن یہاں ہر دل میں نفرت اور چالاکی ہے آہ! نہیں سمبالہ نے مجھے یہ نہیں بتایا تھا کہ یہ حسین دنیا اتنے برے لوگوں کی دنیا ہوگی میں تمہارا نہیں ہوسکتا نینا مجھے اپنی دنیا میں جانے دو اس حسین دنیا سے تو میرا دم گھٹ جائے گا ابھی تو چند ہی سانس لئے ہیں میں نے تمہاری اس دنیا میں اس دنیا کے چند سانس بھی مجھے راس نہ آئے۔"

"دیکھو میری بات سنو۔"

"نہیں نینا نہیں میں تمہیں بتا چکا ہوں۔" نینا بہت ہی خوشامد کرتی رہی اس کی لیکن وہ کیسے اس وجود کو قبول کرلیتا جس میں لمحے لمحے بدل جانے کی فطرت نظر آرہی تھی۔ وہ اسے نہیں جان سکتی تھی کرنل فضل نے اس سے تنہائی میں بات کی وہ گہری نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا تو اس نے کہا۔

"اس نئی دنیا میں تمہیں زندگی کی مبارکباد دیتا ہوں زمبل! تمہاری کہانی نے پورے ملک کو دیوانہ کردیا ہے باہر کے ممالک سے تمہارے متعلق مجھے دعوتیں مل رہی ہیں اور کہا جارہا ہے کہ میں تمہیں لے کر دنیا کے مختلف ملکوں کی سیر کروں۔ میں تمہیں یہ ساری دنیا دکھاؤں گا بہت کچھ دکھاؤں گا میں تمہیں اور تم اس دنیا کو دیکھ کر یہ محسوس کروں گے کہ........... کہ۔"

"ایک بات بتاؤ۔"

"ہاں........... ہاں پوچھو!" لیکن زمبل نے اس کے بعد اس سے کچھ نہ پوچھا جو پوچھنا چاہتا تھا وہ بہتر نہیں تھا پھر اس نے کہا۔

"میں تمہاری کیا مدد کرسکتا ہوں اے شخص!"

"تم نے اخباری نمائندوں کو بتایا تھا کہ اس شخص نے جس کا نام سمبالہ تھا تمہارے ہاتھ میں کوئی چیز دی تھی جس سے موتی گرتے تھے اور اس بات کی تصدیق یوں ہوسکتی ہے کہ ہمیں سفید' سبز اور سرخ موتی تمہاے قدموں میں ملے تھے مگر ہمیں یہ نہیں معلوم تھا کہ وہ تمہارے ہاتھ سے گرتے تھے۔ یہاں آنے کے بعد بھی تم کافی دن تک بت کی شکل میں رہے تھے اور اس دوران تمہارے ہاتھ سے جو موتی ٹپکے وہ کہاں گئے؟"

"کیا تمہیں ان موتیوں سے دلچسپی ہے؟"

"ہاں کیوں نہیں۔"

"تو سنو میں تمہیں اس سے بھی زیادہ قیمتی موتی دوں گا تمہیں اس سے خوبصورت پتھر دوں گا مگر مجھے میری دنیا میں چھوڑ آؤ وہاں جہاں سے تم مجھے لائے تھے۔" زمبل نے کہا۔

"پہلے ان موتیوں کے بارے میں بتاؤ جو تمہارے ہاتھ سے گرے تھے۔"

"یہ سوال اب آپ کے لئے بے کار ہیں کرنل صاحب! آپ اپنی آدھی سے زیادہ زندگی گزار چکے ہیں اب آپ کو دولت کی ہوس نہیں کرنی چاہئے۔" یہ آواز

دروازے کی سمت سے آئی تھی۔ کرنل فضل نے چونک کر دیکھا دروازے میں وہی نوجوان کھڑا ہوا تھا جسے زمبل نے نینا کے ساتھ دیکھا تھا اس کے ہاتھ میں کوئی سیاہ سی چیز موجود تھی زمبل اس سیاہ سی چیز کے بارے میں نہیں جانتا تھا لیکن کرنل فضل کے چہرے پر تبدیلی پیدا ہوئی اور انہوں نے کہا۔

"یہ............ یہ کیا حرکت ہے تم یہاں کیوں آ گئے اور اس انداز میں۔"

"خوش قسمتی سے اس کی کہانی مجھے بھی پسند آئی ہے انکل مجھے بھی ان موتیوں کی تلاش ہے جس کا بڑا حصہ آپ حاصل کر چکے ہیں۔"

"دفع ہو جاؤ یہاں سے تم اتنے کمینے انسان ہو مجھے یہ بات معلوم نہیں تھی۔"

"ہاں انکل اس دنیا میں ہر شخص کمینہ ہے۔ دولت اور عورت کے حصول کے لئے سب کچھ جائز ہے اب آپ اس آرزو کو دل میں لئے سکون کی نیند سو جائیے کہ آپ وہ موتی حاصل کر سکیں گے۔ یہ دور اب ہمارا ہے اور ہمیں اس کے لئے موقع دیجئے۔" نوجوان نے کہا اور اس کے ہاتھ میں دبی سیاہ سی چیز سے اس کی زبان باہر نکل آئی زمبل نے حیران نگاہوں سے کرنل فضل کے سینے سے ابلتے ہوئے خون کو دیکھا اور محسوس کرنے لگا کہ وہی کھیل ہو رہا ہے جو ایلا بستی اور دوسری بستی کے درمیان ہوا تھا یعنی آگ اور خون کا کھیل۔ اس کے بعد اس نوجوان کے اشارے پر بہت سے اور نوجوان اندر گھس آئے جنہوں نے اپنے چہروں پر سیاہ کپڑے باندھے ہوئے تھے نوجوان نے انہیں اشارہ کیا اور بولا۔

"اسے باندھ دو اور اس کے منہ میں کپڑا بھی ٹھونس دینا۔" اور پھر وہ زمبل کو اس طرح قابو میں کر کے باہر آئے اور تھوڑی دیر کے بعد ایک اور خوبصورت جھونپڑے میں انہوں نے زمبل کو زنجیروں سے باندھ دیا۔ زمبل پریشان تھا غم زدہ تھا یہاں بندھے بندھے اسے کافی وقت گزر گیا اور اس کے بعد وہ وہی شیطان نوجوان اندر داخل ہوا اور اس نے زمبل سے ان موتیوں کا پوچھا جو یہاں اس کے ہاتھ سے گرتے تھے زمبل نے کہا کہ اسے کچھ نہیں معلوم کہ وہ موتی کہاں چلے گئے اسے تو موتیوں سے دلچسپی ہی نہیں ہے۔ تب چمڑے کا ہنٹر زمبل کے جسم پر برسنے لگا اس کے پورے بدن پر سرخ لکیریں پڑ گئیں جن سے خون رس رہا تھا نوجوان اسے مارتے ہوئے بار بار کہتا تھا کہ میں تجھے ختم کر دوں گا ورنہ مجھے ان موتیوں کے بارے میں بتا۔

"دیکھو میں تم سے کہہ چکا ہوں کہ مجھے ان کے بارے میں کچھ نہیں پتا لیکن میں

تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ اس سے بھی زیادہ اچھے پتھروں کا پتہ بتا سکتا ہوں میں۔ مجھے میری دنیا میں لے چلو وہاں ایسے پتھر پانی میں بکھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ وہ گھاس کے نیچے بے شمار تعداد میں موجود ہیں ہواؤں نے انہیں کچی مٹی کے نیچے دبا دیا ہے۔"

"کون سی ہے تیری دنیا کہاں ہے مجھے اس کے بارے میں بتا۔"

"میری بستی کا نام ایلا تھا اس کے قریب ہی دوسری بستیاں آباد تھیں بس اس کے علاوہ مجھے کچھ نہیں معلوم۔" اور اس کے اس جواب پر نوجوان دانت پیس کر اس کے پورے بدن پر کوڑے برسانے لگا۔ شائیں شائیں کی آواز کے ساتھ زمبل کے بدن پر سرخ لکیریں نمودار ہوتی رہیں اور پھر اس کے حلق سے کراہیں بلند ہونے لگیں اسی وقت اس نوجوان کے ایک ساتھی نے کہا۔

"ایک بات سنو' کرنل فضل کے علاوہ احسان اور صابر بھی اس کے ساتھ تھے انہیں ضرور معلوم ہو گا کہ یہ اسے کہاں سے لائے تھے۔" اس بات پر نوجوان رک گیا پھر اس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں واقعی یہ تو یاد ہی نہیں رہا تھا تم نے خوب یاد دلایا آج ہی رات کو ان دونوں بوڑھے کتوں سے اس کا پتہ معلوم کرنے کے لئے انہیں بھی ختم کر دیں گے۔" نوجوان نے خونخوار نگاہوں سے زمبل کو دیکھا اور اس کے بعد ہاتھ سے کوڑا پھینک دیا' زمبل درد سے کراہتا رہا' اپنے درد سے نہیں بلکہ ان دو افراد کے درد سے اسے دکھ تھا کہ اب دو زندگیاں اور ضائع ہو جائیں گی' کاش سمبالہ نے مجھے یہ بھی بتا دیا ہوتا کہ یہ دنیا بہت خوبصورت ہو گی' اس میں رہنے والے سمندر کی گہرائیوں میں' آسمان کی وسعتوں میں سفر کریں گے' یہاں بہت کچھ ہو گا' لیکن اس دنیا کے لوگ بہت برے ہوں گے.......... بہت برے' کاش وہ مجھے اس نئی دنیا کی کہانیاں نہ سنایا کرتا.......... کاش.........."

☆------☆------☆

کئی دن گزر گئے وہ اسی طرح بندھا رہا البتہ وہ لوگ اسے کھانے پینے کے لئے پابندی سے دیتے تھے' پھر ایک رات ان لوگوں نے اس کی زنجیریں کھول دیں اور اسے لے کر چل پڑے۔ انہوں نے وہی ذریعہ سفر اختیار کیا اور جس جگہ وہ پہنچے یہاں زمبل نے ویسے ہی لوہے کے اڑنے والے پرندے دیکھے' جنہیں کبھی وہ اپنی دنیا میں حیرت سے دیکھا تھا اس وقت اسے انہیں۔ قریب سے دیکھنے کا کتنا شوق تھا' لیکن آج

اسے اس نئی دنیا کی ہر چیز سے نفرت ہو گئی تھی۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں' ان لوگوں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے ایک آہنی پرندے میں بٹھایا اور پھر آہنی پرندہ آسمان کی طرف بلند ہو گیا' زمبل نے آنکھیں کھولیں' آج اس نے خود بھی آسمان میں پرواز کر لی تھی' کاش اس پُراسرار دنیا کے خالق بھی اچھے انسان ہوتے' کاش وہ پتھر کے دور کے انسانوں کی طرح وحشی نہ ہوتے' جنگلوں کی دنیا تو ان تمام چیزوں سے ناآشنا ہے لیکن اتنی خوبصورت عمارتیں بنانے والے' ایسی ایسی اعلیٰ چیزیں بنانے والے تو اس قدر عقل مند ہیں پھر یہ اس قدر وحشی کیوں ہیں؟ بلاوجہ میں نے اتنی صدیاں گزار دیں پھر یہ اس قدر وحشی کیوں ہیں' کتنی زندگیاں ضائع ہو گئیں' کاش تم مجھے اس دنیا کی کہانی نہ سناتے سمبالہ' وہ پرواز کرتا رہا اور ایک بار پھر اسے زمین پر اترنا پڑا' اب اس نے جس دنیا میں سفر کیا تھا وہ جنگلوں اور پہاڑوں کی دنیا تھی' وہ سمجھ چکا تھا کہ ان دونوں سے اس نوجوان کو اس راستے کے بارے میں معلوم ہو چکا ہے اور جب ایک طویل سفر طے کرنے کے بعد وہ ایک خاص علاقے میں پہنچا تو اچانک ہی اس کے دل میں ایک عجیب سی ٹیس سی اٹھی اس نے چیختے ہوئے کہا۔

"ہاں یہی میری زمین ہے' یہی میرا وطن ہے' وہ دیکھو وہ جلے ہوئے جھونپڑے' یہاں سے کچھ دور پہاڑوں کے اس طرف ایلا آباد تھا' میں تمہیں ایلا کے رنگین پتھروں سے بھری زمین کے بارے میں بتاؤں' چلو میں تمہیں وہاں لے چلوں۔" اور وہ ان لوگوں کو لے کر اس علاقے میں پہنچ گیا' جہاں کبھی ایلا آباد تھا' زمبل کا دل غم سے رو رہا تھا' وہ حسین دنیا جس کے لئے اس نے یہ ساری بستی اجاڑ دی تھی اسے کچھ دن بھی تو راس نہ آسکی' اب تو ایلا میں بھی کچھ نہیں ہے اب اسے زندہ رہ کر کیا کرنا ہے۔ اس کے قدم ندی کی جانب اٹھنے لگے اس ندی کی تہہ میں بے شمار رنگین پتھر بکھرے ہوئے تھے اور جب اس نوجوان اور اس کے ساتھیوں نے ان رنگین پتھروں کو دیکھا تو وہ خوشی سے پاگل ہو گئے' وہ سب پانی میں کود پڑے اور زمبل اس خوبصورت دنیا کے بدصورت لوگوں کو نفرت بھری نگاہوں سے دیکھنے لگا تھا وہ ندی کی گہرائیوں سے پتھر جمع کرتے رہے اور زمبل وہاں سے آگے بڑھ گیا' زمین کی وسعتیں طے ہوتی جا رہی تھیں اسے اپنے دل کی ویرانی کا شدید احساس ہوا اور اس کی آنکھوں سے آنسو ابل پڑے' وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور اس کے منہ سے درد بھری آواز نکلی۔

"کہاں چلے گئے تم سمبالہ............ کہاں چلے گئے تم آؤ ایک بار پھر مجھے پتھر بنا

دو' سب کچھ کھو دیا میں نے اس نئی دنیا کے کھیل میں' یہ نئی دنیا خوبصورت دھوکا ہے' ہم تو قبیلوں کے دشمن تھے ایک دوسرے کے دشمن نہیں تھے' نئی دنیا کے سب لوگ آپس میں ایک دوسرے سے نفرت کرتے ہیں' وہ صرف دولت کے پجاری ہیں ان کا معبود دولت ہے۔ میں رنگین پتھروں کے پجاریوں کے درمیان نہیں رہ سکتا' مجھے پھر سے پتھر بنا دو"............ اور اس وقت اسے ایک مدھم آواز سنائی دی............ وہ آواز جو بینا کی تھی' وہ آواز جو اسے پکار رہی تھی۔ اس نے اس آواز کو اپنی سماعت کا وہم سمجھا' لیکن بہت دور ایک مدھم سا سایہ اس کی جانب چلا آ رہا تھا' اجنبی دنیا کے اجنبی مہمان وہ بینا ہی تھی اور میں سمبالہ ہوں' میرا علم ستاروں کی کہانی وہی تھی جو میں نے بتائی' لیکن یہ بات بھی ستارے مجھے بتا چکے تھے کہ نئی دنیا مہذب وحشیوں کی دنیا ہو گی' جنگل اور پہاڑوں کے رہنے والے تو تہذیب سے ناآشنا ہوتے ہیں لیکن تہذیب سے ناآشنا ہونے والے ان جنگل کے باشندوں سے کہیں زیادہ وحشی' علم نے انہیں اپنے آپ سے نفرت دلا دی ہے وہ اس دنیا کو ختم کرنے کے منصوبے بناتے رہتے ہیں۔ ایٹمی ہتھیاروں کی شکل میں ایسی چیزوں کی شکل میں جو انسان کو فنا کر دے' ذرا مجھے بتاؤ تو سہی وہ کون سا جذبہ ہے جو انہیں اپنے جیسوں سے نفرت دلاتا ہے' زمین کی وسعتیں ان کے لئے کھلی ہوئی ہیں' زمین کو آسمانوں سے مخصوص نہیں کی گئی ہے' وہ کہیں بھی آباد ہو کر اپنے جیسے انسانوں کے لئے محبت کی آغوش پھیلا دیں' دنیا کو آتش و آہن سے ختم کرنے کے بجائے حسین پھولوں سے سجا دیں' مٹی کی تخلیق' جب مٹی کا وجود پائے گی تو پھلے پھولے گی بیماریاں ختم ہو جائیں گی' پریشانیاں ختم ہو جائیں گی' اپنے لئے صرف ایک بہتر زندگی کا حصول' ایک دوسرے سے محبت ہی تو آسمانوں کی پکار ہے زمین پر کھلنے والے خوش نما پھول' آگ سے نہیں بنے ہوئے کہ انہیں چھوؤ تو ہاتھ جل جائیں وہ تو خوشبو بکھیرتے ہیں اور یہی تو ایک اشارہ ہے آسمانوں سے۔ محبتیں تقسیم کرو' لیکن نفرت کے پجاری نفرت کر رہے ہیں' ایک دوسرے سے۔ زمبل وہ دنیا دیکھنا چاہتا تھا میں نے اسے وہ دنیا دکھا دی............ لیکن میں جانتا تھا کہ وہ اس دنیا میں رہ نہیں پائے گا وہ واپس آنے کی کوشش کرے گا' اس کی ہستی ختم ہو چکی ہے۔ ایلا کے رہنے والے مجھ سے بھی نفرت کرتے تھے میں نے تو اپنی دنیا ہی الگ تھلگ بنائی تھی' سو میں ان غاروں میں آ کر آباد ہو گیا اور بینا کو بھی اپنے ساتھ لے آیا اور میں نے ایک وقت کا تعین کیا اور وہ عمل جو میں نے زمبل کے ساتھ کیا تھا بنیا کے ساتھ بھی کیا

کیونکہ میں جانتا تھا کہ مستقبل میں جب زمبل اپنی دنیا میں واپس آئے گا تو تنہائی محسوس کرے گا اور ہم نے ایک عمل کیا تو پھر بینا زمبل کو مل گئی اور ہم نے یہ غار آباد کر لئے' اب جب یہ زندگی پاتے ہیں تو ان پہاڑوں میں محبت کے نغمے گاتے پھرتے ہیں اور میں انہیں محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں' لیکن ہم لوگوں کے لئے ایک بہتر طریقہ یہ ہے کہ ہم کچھ وقت کے لئے پتھرا جائیں تاکہ ہماری عمروں میں اضافہ ہوتا رہے.........."

"تو پھر کے یہ دونوں مجسمے اب مجسمے نہیں بلکہ زندہ ہیں۔"

"ہاں.........."

"لیکن تعجب نہیں ہوتا اس بات پر.........."

"تمہیں تعجب ہوتا ہے؟"

"ہاں.......... نہ جانے کیوں مجھے یقین نہیں آتا.........."

"تو تم دیکھو' مجھے دیکھو اور یقین کرو۔" سمبالہ نے کہا اور اچانک اس نے آنکھیں بند کر لیں' فضا میں ایک عجیب سی سنسناہٹ ابھری اور پراتا نے حیرانی سے دیکھا کہ سمبالہ کا بدن بھی پتھرا گیا ہے آہ واقعی اب اس غار میں تین پتھروں کے مجسمے موجود تھے پراتا نے اسے چھو کر دیکھا لیکن اسی وقت نہ جانے کیوں اس کے وجود کو ایک شدید جھٹکا سا لگا اسے یوں محسوس ہوا کہ غار ہل رہا ہو' ایک عجیب دہشت ناک ماحول اور دہشت ناک آواز دھماکے اور خوفناک صورتِ حال' پراتا کانپ کر رہ گیا تھا' یہ صورتِ حال اس کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی نہ جانے کیا ہو رہا تھا.......... نہ جانے کیا..........

☆======☆======☆

اور جو ہو رہا تھا وہ آخر کار سامنے آگیا اس نے اپنے آپ کو ایک چوکور بکس میں بند پایا اور یہ بکس ٹیڑھا میڑھا ایک طرف پڑا ہوا تھا' باہر بہت سے قدموں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں' چیخ وپکار ہو رہی تھی' لوگ ایک دوسرے سے کچھ کہہ رہے تھے' پھر کوئی اس بکس کے پاس آیا اور اس بکس کو بجا کر دیکھا گیا' پراتا نے ایک آواز سنی۔

"اس میں کیا ہے.........."

"کھولو' دیکھو یہ اس کا دروازہ ہے۔"

"مگر جناب۔"

"میں کہتا ہوں کھولو" کسی نے کہا اور چند لمحوں کے بعد دروازہ کھل گیا' وہ لوگ

اسے دیکھ کر ایک دم پیچھے ہٹ گئے تھے' سامنے ایک پولیس آفیسر کھڑا ہوا تھا جس کے ہاتھ میں ایک بڑی سی لکڑی دبی ہوئی تھی۔ اس نے غور سے پراتا کو دیکھا اور پھر طنزیہ انداز میں بولا۔

"باہر تشریف لے آیئے جناب' آپ کے مل جانے سے زندگی بڑھ گئی ہے ہماری!" پراتا خاموشی سے باہر نکل آیا اور پولیس آفیسر اسے اوپر سے نیچے تک دیکھنے لگا.......... پھر بولا۔

"آپ کی تعریف..........؟"

پراتا نے حیرانی سے چاروں طرف دیکھا' لیکن کچھ منہ سے بولا نہیں۔

"چلو اس کو گاڑی میں بٹھاؤ' پروفیسر غازی کی لیبارٹری کی تباہی کے بارے میں یہ ہمیں بہت کچھ بتائے گا۔" پراتا کو یہ سن کر افسوس ہوا کہ پروفیسر غازی کی لیبارٹری تباہ ہو گئی وہ لوگ اسے گاڑی میں بٹھا کر تھانے کی عمارت میں لے گئے اور بعد میں ان سے تفصیلات معلوم ہوئیں اب اس دنیا سے اس قدر واقفیت حاصل ضرور ہو گئی تھی اسے کہ صورتِ حال کو سمجھ سکے کسی وجہ سے پروفیسر غازی کی لیبارٹری تباہ ہو گئی تھی اور چونکہ وہ اس لیبارٹری کے تحت ماضی میں سفر کر رہا تھا' لیبارٹری کی تباہی کے ساتھ ساتھ ہی سارے سلسلے ختم ہو گئے اور اسے اپنی دنیا میں واپس آنا پڑا' یہ تھا اصل واقع' لیکن ان لوگوں نے نہ جانے کیوں اسے بند کر لیا ہے' پھر کافی دیر تک اسے ایک جگہ بیٹھے رہنا پڑا اور اس کے بعد پولیس آفیسر اس کے پاس آگیا۔

"ہاں اب تم اپنا نام پتہ بتاؤ.......... اور یہ بتاؤ کہ وہاں اس لیبارٹری میں تم کیا کر رہے تھے..........؟"

"میرا نام پراتا ہے.........."

"مریخ کے رہنے والے ہو..........؟"

"نہیں.......... اشمولا میں رہتا تھا۔"

"یہ کون سے سیارے کا نام ہے..........؟"

"وہ میری بستی ہے.........."

"جغرافیے میں کس طرف ہے وہ..........؟"

"میں نہیں جانتا.........."

"جغرافیہ تو جانتے ہو..........؟"

"نہیں۔"

"پھر کیا جانتے ہو............؟"

"کچھ نہیں۔"

شکل سے معصوم لگتے ہو........... پروفیسر غازی کی لیبارٹری میں تم کیا کر رہے تھے؟"

"پتہ نہیں۔"

"اچھا' اچھا گویا تھوڑی سی مار کھانے کے بعد زبان کھولو گے' خیر........... یہ تمہارا حق ہے کھانے پینے کی چیز کھانا ہی چاہئے........... چلو ایسا کرو' ابھی تو اسے بند کر دو' لاک اپ میں پہنچا دو تھوڑی دیر کے بعد ذرا اس سے بات چیت کریں گے۔"

اور پھر پراتا کو لاک اپ میں پہنچا دیا گیا' لاک اپ میں دو عجیب و غریب شکلوں کے افراد اور بھی موجود تھے' پراتا کی سمجھ میں کوئی بات نہیں آرہی تھی' بس اتنا اندازہ ہو گیا تھا کہ اسے کہ کسی وجہ سے پروفیسر غازی کی یہ تجربہ گاہ تباہ ہو گئی ہے اور اس تباہی کی وجہ سے وہ ماضی سے حال میں واپس لوٹ آیا ہے' پتہ نہیں پروفیسر غازی کا کیا ہوا........... ؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ اس تجربہ گاہ کے ساتھ ہی ختم ہو گیا ہو۔ بہرحال وہ دونوں افراد جو وہاں بیٹھے ہوئے تھے' اسے دیکھتے رہے' بہت دیر اسی طرح گزر گئی' تب ان میں سے ایک نے اپنی جگہ چھوڑی وہ پراتا کے قریب آکر بیٹھ گیا۔"

"ارے بھائی رے' تو کیا کر کے آیا ہے' ڈاکو ہے' چور ہے' کسی کو مار ڈالا ہے' کیا ہوا ہے' کیا کیا ہے تو نے........... ؟"

"نہ ڈاکو ہوں' نہ چور ہوں اور نہ کسی کو مارا ہے میں نے' بس ایک مصیبت زدہ ہوں۔"

"ہاں رے بھائی' مصیبت جب آتی ہے تو کہہ کر نہیں آتی' بس آجاتی ہے اور انسان کو بھگتنی پڑتی ہے۔"

"تم لوگوں کو کیا ہوا ہے........... ؟"

"بس اے بھائی بس' سمجھ لے تقدیر کا پھیر ہے۔"

"کیوں........... کیا ہوا........... ؟"

"ارے بھیا نکلے تھے کسی کام سے پر تقدیر کی خرابی ہو گئی' لینے کے دینے پڑ گئے' ایک جگہ سانپوں کا کھیل دکھا رہے تھے ایک نیا ناگ پکڑا تھا ہم نے' چھوٹ گیا اور ایک

لڑکے کو کاٹ لیا' بڑے آدمی کا بیٹا تھا بس سمجھ لو' مصیبت آنی تھی اب ہم لاکھ کہہ رہے ہیں ان سے کہ بھائی ہمیں کوشش کر لینے دو' ہو سکتا ہے بچے کو بچانے میں کامیاب ہو جائیں' پر پتہ یہ چلا ہے کہ وہ لڑکا مر گیا ہے' ارے بھیا کاٹا تو سانپ نے تھا ہم اسے کیسے بچا سکتے ہیں۔"

پراتا نے حیرانی سے ان دونوں کو دیکھا اور اسے یاد آگیا کہ اس شکل و صورت کے لوگ سپیرے ہوتے ہیں' سانپوں کو پکڑ کر بند رکھنے والے اور انہیں پالنے والے' اس نے ان دونوں کے چہرے کو دیکھا' پریشانی سے نڈھال ہو رہے تھے اچانک ہی اسے کچھ خیال آیا اور اس نے پوچھا۔

"لڑکا مر چکا ہے........... ؟"

"وہ لوگ یہی کہتے ہیں' مار دیں گے سسرے کو' سانپ کے زہر کا شکار ہو گیا ہے ڈاکٹر تو یہی کہیں گے' پر زہر اس کے بدن سے نکال لیا جائے تو شاید وہ ٹھیک ہو جائے۔"

"تم لوگ کوشش کیوں نہیں کرتے۔"

"مطلب........... ؟"

"مطلب یہ ہے کہ صورت حال وہی ہو جاتی ہے یعنی یہ کہ اگر تم چاہو تو اسے بچا سکتے ہو..........."

"مگر ڈاکٹروں نے کہہ دیا ہے کہ وہ مر چکا ہے اور پھر ہمیں یہاں بند کر دیا گیا ہے۔"

"تم لوگ کوشش کرو' بات کرو تھانیدار سے' اس سے کہو کہ ہمیں چھوڑ دے میں بھی تمہاری مدد کروں گا' بلکہ تم ایسا کرو........... اچھا ٹھیک ہے اب تمہاری دنیا کے لوگوں کو میں بھی سمجھ چکا ہوں' میں بات کرتا ہوں' تم ذرا کسی کو بلاؤ۔" پراتا کے اندر ایک ہمت سی ابھر آئی تھی اور سپیرے اسے دیکھ رہے تھے پھر ان میں سے ایک نے سلاخوں والے دروازے کے پاس جا کر دروازہ پیٹتے ہوئے کہا۔

"ہم تھانیدار سے بات کرنا چاہتے ہیں..........."

تھوڑی دیر کے بعد انہیں باہر نکال لیا گیا اور تھانیدار کے سامنے لے آیا گیا' پراتا لاک اپ میں ہی بند تھا' تھانیدار خود تھوڑی دیر بعد واپس آیا تھا' اس نے پراتا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا کہتا ہے تُو سانپ کا زہر اتار دے گا............"

"ہاں صاحب' آپ مجھے ایک بار وہاں لے چلو' آپ دیکھنا میں کیا کام کرتا ہوں۔" پراتا نے کہا اور تھانیدار کچھ سوچنے لگا پھر بولا۔

"مگر تو............ تُو اس معاملے میں کیا جانتا ہے............؟"

"جو کچھ بھی جانتا ہوں صاحب' آپ دیکھ لیں اگر وہ لوگ اسے دفن کر دیں گے تو پھر بھلا کوئی کیا کر سکتا ہے۔"

تھانیدار کی سمجھ میں کوئی بات آ گئی تھی اس نے کہا۔

"اچھا تو میں ٹیلیفون کرتا ہوں۔" پھر کوئی آدھے گھنٹے بعد کچھ افراد ایک بہت بڑی گاڑی میں آئے تھے' دونوں سپیروں کو اور پراتا کو وہاں سے نکال لیا گیا اور لوگ اسے لے کر چل پڑے۔ پراتا اب کسی قدر بڑا اعتماد نظر آ رہا تھا' اسے یوں لگ رہا تھا کہ جیسے اس جانی پہچانی دنیا میں بہرحال وہ تھوڑا سا مقام بنا لے گا۔ پہلی بات تو زمبل کی کہانی تھی جس نے پراتا کو ایک اعتماد بخشا تھا بے شک بڑی دنیا کے بڑے لوگ' یہ کہانی تو خود پراتا ہی سی محسوس ہوئی تھی' امبینا کے ساتھ نئی دنیا دیکھنے نکلا تھا ہزار سال پورے ہونے کے بعد جون بدلی تھی اس نے' لیکن نئی دنیا میں آنے کے بعد ایسی جون بدل رہی تھی کہ مزا ہی آ گیا تھا۔

گاڑی دوڑ رہی تھی جو لوگ انہیں لینے کے لئے آئے تھے وہ بہت غم زدہ نظر آ رہے تھے یقینی طور پر اس بچے کے رشتے دار ہوں گے۔ بہرحال پراتا سوچ رہا تھا کہ اب ایک نئی زندگی کا آغاز ہو رہا ہے دیکھو اب اس میں کیا کیا کچھ کارروائی ہوتی ہے۔

☆======☆======☆

ادھر دونوں سپیرے سوچ رہے تھے کہ دیکھو کیا ہوتا ہے۔ پھنس گئے تھے بری طرح۔ دادا پوتا تھے دونوں اپنی آبادیوں کو چھوڑ کر اپنے قبیلے کو چھوڑ کر روزی کی تلاش میں نکلے تھے لیکن ناگہانی ایسے آتی ہے یہاں آ کر پھنس گئے تھے بیچارے۔ حادثے تو حادثے ہی ہوتے ہیں وہ لڑکا بھی تو ناگ کو چھیڑ رہا تھا اب یہ الگ بات ہے کہ اس میں ان سے تھوڑی سی غلطی ہو گئی تھی بہرحال گاڑی چلتی رہی اور پھر جس شاندار مکان میں وہ داخل ہوئے تھے وہ دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا اس مکان کے مالک مرزا مقدس تھے ایک بہت بڑے صنعت کار کروڑوں کی جائیداد تھی جس کا تنہا وارث ان کا یہ بیٹا تھا جو سانپ کا شکار ہو گیا تھا۔ گھر میں کہرام مچا ہوا تھا لڑکے کی موت واقع ہو چکی تھی

ڈاکٹروں نے اس بات کی تصدیق کر دی تھی تدفین کی تیاری ہو رہی تھی غسل دے دیا گیا تھا لڑکے کی میت ایک کمرے میں رکھی ہوئی تھی چاروں طرف شور مچا ہوا تھا اور عورتیں رو رہی تھیں مرد بھی رو رہے تھے خود مرزا مقدس دھاڑیں مار رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اب ان کی ان تمام محنتوں کا وارث کون ہو گا۔ پولیس ڈیپارٹمنٹ سے فون آیا تھا اور کچھ لوگ وہاں دوڑے چلے گئے تھے لیکن بقیہ افراد بری طرح ناراض تھے ایک ڈاکٹر صاحب جو فیملی ڈاکٹر تھے دوسرے سے کہہ رہے تھے۔

"بات اصل میں یہ ہے کہ میں بھی اعتراض نہیں کر سکتا میت کو جتنی جلدی دفنا دیا جائے اچھا ہوتا ہے اور پھر سانپ کا کاٹا ہوا ہے لاش ایسے گل سڑ جائے گی کہ اٹھانے والے اٹھا نہیں سکیں گے مرزا صاحب بلاوجہ توہمات میں پڑے ہوئے ہیں بھلا مردے کبھی کہیں زندہ ہوتے ہیں طبی طور پر بچہ مر چکا ہے اور یہ لوگ تماشے کر رہے ہیں۔"

"بات اصل میں یہ ہے ڈاکٹر صاحب کہ والدین کے دل بڑے نازک ہوتے ہیں کہیں سے کوئی بیوقوفی کی اطلاع مل گئی ہے اور یہ لوگ بیوقوفی کر رہے ہیں لیجئے! شاید وہ آ گئے۔" مجمع چھٹ گیا جو لوگ سپیروں کو لینے گئے تھے وہ واپس آئے تھے پیچھے پیچھے پولیس کی گاڑی بھی آئی تھی جس میں انسپکٹر موجود تھا اور اس کے چہرے پر بھی بس ایسے ہی آثار نظر آ رہے تھے بھلا آج کی دنیا میں کون اس بات پر یقین کرتا ہے کہ مُردے بھی زندہ ہو جاتے ہیں یا سانپ نے اگر کسی نوجوان لڑکے کو کاٹا ہے تو کوئی دوسرا سانپ اسے ٹھیک بھی کر سکتا ہے جبکہ طبی طور پر لڑکے کو مردہ قرار دے دیا گیا تھا ڈاکٹر اس کی موت کا سرٹیفکیٹ جاری کرنے کے لئے تیار تھے لیکن اس کے باوجود تماشا ہو رہا تھا بہرحال لوگوں کو تو تماشے پسند ہوتے ہیں۔ دونوں سپیروں کو نیچے اتارا گیا اور اس کے بعد پراتا کو۔ کسی کو یہ خاص اندازہ نہیں ہو رہا تھا کہ عام سی بات تھی لیکن حقیقتوں کو کون جانتا ہے مرزا مقدس آگے آئے اور انہوں نے سپیروں سے کہا۔

"میں تم دونوں کو سزا موت دلوائے بغیر نہیں رہوں گا یہ میرا عزم ہے تم نے میرے گھر کا چراغ گل کیا ہے۔" دونوں سپیرے ہاتھ جوڑ کر مرزا مقدس کے قدموں میں گر گئے "صاحب جی زندگی لینا دینا تو اللہ کا کام ہے صاحب جی آپ ہمیں معاف کر دو ساری غلطی ہماری ہی نہیں تھی ہم تو دو پیسے کمانے کے لئے کھیل تماشا دکھا رہے تھے آپ کے صاحبزادے............"

"خبردار! اپنے ناپاک منہ سے میرے بچے کا نام نہ لینا ظالمو! ختم کر دیا تم نے

میرے بچے کو۔"

"صاحب جی آپ کا جو دل چاہے کرلو ہم بھلا کسی کے دشمن تھوڑی ہوتے ہیں اور پھر ہم جیسے لوگ ہم تو صاحب جی خود اپنے حالات کا شکار ہیں آپ کی مرضی ہے جی اگر موت اس طرح لکھی ہے تو مرجائیں گے اور کیا ہوگا۔"

"اب کیا کررہے ہو یہ بتاؤ۔"

"وہ صاحب جی یہ بھیا جو ہے نا کہتا ہے کہ آپ کے بیٹے کا علاج کردے گا باقی باتیں یہ بتائے گا۔" پراتا جو اب یہاں کے ماحول کو اچھی طرح سمجھ گیا تھا بولا۔

"لڑکے کی لاش کہاں ہے؟"

"پہلے تم یہ بتاؤ کہ تم ہو کون حکیم ہو ڈاکٹر ہو' جادوگر ہو' ولی ہو' درویش ہو' ہو کون؟"

"میں پراتا ہوں صرف پراتا۔"

"یہ کیا ہوتا ہے؟" کسی نے کہا۔

"اگر تم لوگ یہ باتیں کرنا چاہتے ہو تو پہلے دل بھر کر مجھے اپنے سامنے بٹھاؤ اور اپنی پسند کی باتیں کرلو اس کے بعد مجھے اس میت کے پاس لے چلو۔"

"ٹھیک ہے مگر تم کروگے کیا؟"

"بس جو کچھ بھی کرسکتا ہوں کروں گا۔" سپیرے اس موقع سے فائدہ اٹھانے لگے۔

"بات تو یہ ہے جی کہ ہم تو بین بجائیں گے اور اس ناگ کو بلائیں گے جس نے آپ کے بیٹے کو کاٹا ہے۔"

"مگر وہ تو مار دیا گیا تھا۔"

"وہ جی اور بھی ناگ ہوتے ہیں یہ ذرا جادو منتر کی باتیں ہیں۔" پراتا نے کوئی جواب نہیں دیا مرزا مقدس نے کچھ سوچا لوگ اب بھی ان ساری باتوں کو برا بھلا کہہ رہے تھے لیکن مرزا مقدس نے پراتا کو ساتھ لیا اور اس کمرے میں پہنچ گیا جہاں میت رکھی ہوئی تھی عورتیں دھاڑیں مار رہی تھیں مرزا مقدس نے کہا۔

"تم سب لوگ باہر نکل جاؤ اور یہاں سے دور چلے جاؤ خبردار! کوئی بھی عورت یہاں قریب نہ آئے آخر کار تمام عورتوں کو وہاں سے ہٹا دیا گیا کمرے میں صرف لڑکے کی لاش رہ گئی تھی مرزا مقدس اور چند افراد یہاں موجود تھے پولیس انسپکٹر بھی ساتھ

آیا تھا۔

"آپ سب لوگ تھوڑی دیر کے لئے اس کمرے کو چھوڑ سکتے ہیں۔"

"تم کیا کروگے؟" انسپکٹر نے کہا لیکن مرزا مقدس نے فوراً ہی دخل دیا۔

"اگر وہ کچھ کرنا چاہتا ہے تو کرنے دیجئے انسپکٹر صاحب! کتنی دیر میں تم فارغ ہو جاؤ گے۔"

"بس تھوڑی دیر میں جب میں دروازہ بجاؤں گا تو آپ دروازہ کھول دیجئے گا۔"

"کیوں آپ کیا کہتے ہیں۔"

"میاں بچہ تو اب اس دنیا میں ہے نہیں یہ جو کچھ کہتا ہے کرنے دیجئے کوئی بات نہیں اللہ مالک ہے۔" مرزا مقدس بولے اور وہ سب لوگ کمرے سے باہر نکل آئے تو پراتا نے کمرے کا دروازہ اندر سے بند کرلیا اب وہ لڑکے کے قریب پہنچ گیا وہ خوبصورت سا نوجوان لڑکا تھا نیلا رنگ تھا۔ وہ زخم کا نشان نظر آرہا تھا جہاں سے سانپ کا زہر اندر داخل ہوا تھا۔ ایک ہزار سال کی زیادہ عمر کا سانپ جس کے سامنے کوئی بھی سانپ نہیں ٹک سکتا تھا پراتا نے اِدھر اُدھر دیکھ کر سارے رخنے بند کردیئے جہاں سے باہر سے کوئی اندر جھانک سکتا تھا اور اس کے بعد وہ اپنی جون بدلنے لگا تھوڑی دیر کے بعد ایک انتہائی لمبا چوڑا زہریلا سانپ وہاں نظر آرہا تھا اس نے لڑکے کے زخم پر منہ رکھ دیا اور اس کے بعد آن کی آن میں لڑکے کے جسم کا سارا خون اس کے بدن میں منتقل ہوگیا۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں تھی معمولی سی بات تھی پراتا کے لئے اس نے خون میں سے زہر چوس کر باقی خون اسی زخم کے راستے لڑکے کے جسم میں منتقل کردیا وہ ایک صاف وشفاف خون تھا اور تھوڑی دیر تک انتظار کرتا رہا اور اس کے بعد اس نے اپنی شخصیت کو پھر بدلنا شروع کردیا تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ ایک بار پھر انسان کے روپ میں آگیا تھا لیکن اب لڑکے کے بدن میں خون کی سرخی دوڑنے لگی تھی اس کا نیلا پڑا ہوا چہرہ اور نیلے پڑے ہوئے ہونٹ آہستہ آہستہ گلابی ہوتے جارہے تھے بات یہیں پر ختم نہیں ہوتی تھوڑی دیر کے بعد آہستہ آہستہ لڑکے کے بدن میں جنبش ہونے لگی پراتا اس کے پاس موجود تھا باہر بہت سی آوازیں سنائی دے رہی تھیں لوگ سوچ رہے تھے کہ پتا نہیں کیا صورتِ حال ہے۔ مرزا مقدس بھی انتظار کررہا تھا چند لمحوں کے بعد لڑکے نے کراہتی آواز میں کہا۔

"ابو' امی' باجی کہاں گئے آپ سب لوگ؟" پراتا کے دل میں ہمدردی جاگ اٹھی ساری باتیں اپنی جگہ لیکن بہرحال انسان اس کے سامنے تھا جو موت سے زندگی کی طرف واپس آیا تھا وہ لڑکے کے قریب پہنچ گیا اور اس نے کہا۔

"کیسے ہو تم؟"

"ٹھیک ہوں باقی لوگ کہاں ہیں؟"

"آؤ میرے ساتھ باہر چلو۔" پراتا نے اسے اپنے ہاتھ کا سہارا پیش کیا تو وہ اس کے ہاتھ کا سہارا لے کر اٹھ کھڑا ہوا پراتا اسے ساتھ لیے ہوئے دروازے کی جانب بڑھا باہر دونوں سپیرے مستی میں آکر بین بجا رہے تھے وہ بھی اپنی زندگی چاہتے تھے اگر کسی طرح لڑکا ٹھیک ہو جاتا تو انہیں بھی زندگی کی نوید مل سکتی تھی بہرحال ساری باتیں اپنی جگہ زندگی کس کو پیاری نہیں ہوتی دروازہ کھلا اور جب پراتا نوجوان لڑکے کے ساتھ باہر نکلا تو ایسی خاموشی طاری ہو گئی کہ دیکھنے والوں کو یقین نہ آئے سب کے سب لڑکے کو پراتا کے ساتھ دیکھ کر پتھرا گئے تھے وہ ڈاکٹر صاحب بھی۔ البتہ دونوں سپیرے مسلسل بین بجا رہے تھے کیونکہ ان کا رخ دروازے کی جانب نہیں تھا بین کی آواز سن کر پراتا کو اپنے وجود میں ایک ہلکی سی لڑکھڑاہٹ کا احساس ہوا اور وہ خود کو سنبھالنے کی کوشش کرنے لگا لیکن بین کی آواز پر جھومنا اس کی فطرت تھی دونوں سپیروں نے بین بجاتے بجاتے رخ بدلا اور پھر ان کی نگاہیں بھی پراتا اور اس کے ساتھ کھڑے لڑکے پر پڑیں کبھی کبھی حیرانی کے دورے ایسے پڑتے ہیں کہ ان کا رد عمل بالکل مختلف ہو جاتا ہے سپیروں پر جو حیرت طاری ہوئی تو وہ بین پر سے ہونٹ ہٹانا ہی بھول گئے اور بین کی آواز تیز سے تیز تر ہوتی چلی گئی لیکن اس سے پراتا کے انداز میں لغزش پیدا ہوتی جا رہی تھی اور وہ عجیب سے انداز میں جھومنے لگا تھا وہ تو شکر تھا کہ مرزا مقدس نے ایک تیز چیخ ماری اور دوڑ کر بیٹے سے لپٹ گیا اور اس کے ساتھ ہی شور کی آوازیں بلند ہو گئیں لوگ شدت حیرت سے گم رہ گئے اور ایک دوسرے سے صورتِ حال معلوم کرنے لگے۔ سپیروں کی بین بھی بند ہو گئی لیکن وہ دوسروں سے ہٹ کر گہری نگاہوں سے پراتا کا جائزہ لے رہے تھے ان کی آنکھوں میں عجیب سی کیفیت تھی لڑکے کو ہاتھوں ہاتھ لیا گیا مرزا مقدس اسے دیوانوں کی طرح چوم رہا تھا عورتیں بھی شدتِ جوش میں باہر نکل آئیں اور ساری پردہ داری ختم ہو گئی۔ بات ہی ایسی تھی بہت دیر تک یہ ہنگامہ آرائی جاری رہی سپیرے ایک سمت بیٹھ گئے تھے پولیس آفیسر

بھی موجود تھا اور مرزا مقدس کے اردگرد چکر لگا رہا تھا پراتا خود ایک طرف دیوار سے ٹک کر کھڑا ہو گیا تھا اور دونوں سپیرے اسے مسلسل گھورے جا رہے تھے پھر بہت دیر کے بعد مرزا مقدس کو ہوش آیا اور اس نے پراتا کے قریب پہنچ کر کہا۔

"نوجوان تم جو کوئی بھی ہو اس کے بارے میں میں بعد میں معلوم کروں گا پہلے تو میں خلوصِ دل سے تمہارا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں تم نے ایک خاندان کو بچا لیا ہے ہم تمہارا یہ احسان زندگی بھر نہیں بھولیں گے تمہیں تمہاری کاوشوں کا انعام بھی ملے گا۔"

"آپ اس کا انعام پولیس اسٹیشن بھجوا دیجئے مرزا صاحب ہم اسے لے جا رہے ہیں۔"

"مگر کیوں کہاں؟"

"آپ بھول گئے یہ ایک مجرم ہے اور ایک بہت بڑے جرم میں اسے گرفتار کیا گیا ہے ہم اسے ایسے نہیں چھوڑ سکتے۔"

"ارے یہ تو بہت افسوس کی بات ہے کہ ہمارا محسن تھانے میں ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے آپ اگر کوئی گنجائش نکال سکتے ہیں تو براہِ کرم ہماری وجہ سے نکال دیجئے یہ تو ہمارا محسن ہے۔"

"آپ صحیح فرما رہے ہیں مرزا صاحب اس نے واقعی جو کارنامہ کیا ہے وہ بے مثال ہے لیکن اس کے باوجود یہ قانون کا مجرم ہے اور ہم اسے گرفتار کرنے پر مجبور ہیں کیونکہ باقاعدہ اس کا چالان پیش کیا جائے گا۔" مرزا مقدس نے پُرخیال انداز میں گردن ہلائی پھر بولا۔

"اور وہ سپیرے؟"

"نہیں ان کی اب ضرورت نہیں ہے کیونکہ آپ کا بچہ اب زندہ سلامت ہے انہیں وارننگ دے کر چھوڑ دیتا ہوں کہ آئندہ اپنے سانپوں کا خیال رکھا کریں۔"

"بہت بہت شکریہ لیکن یہ بات ذہن میں رکھیے میں جلد آپ کے پاس پہنچوں گا اور اس لڑکے کی ضمانت کا بندوبست کروں گا آپ اپنے کاغذات وغیرہ تیار رکھئے آپ مجھے گائیڈ کریں گے کہ میں کیسے اسے محفوظ رکھ سکتا ہوں۔"

"جی بہتر ویسے آپ اس کا انعام تھانے ہی بھجوا دیجئے گا۔" انسپکٹر جانتا تھا کہ اس انعام میں اس کا حصہ کیسے ہو سکتا ہے بہرحال تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے پراتا کو

گاڑی میں بٹھایا اور وہاں سے لے چلے پر اتا کو ایک بار پھر لاک اپ میں بند کر دیا گیا تھا۔

☆======☆======☆

دونوں سپیروں کی بے شک جان چھوٹ گئی تھی لیکن انہوں نے جو کچھ دیکھا تھا اسے دیکھ کر وہ دنگ رہ گئے تھے۔ مرزا مقدس کے ہاں سے جو انعام انہیں ملا اسے لے کر وہ وہاں سے نکل آئے دونوں ہی نے وہ بات محسوس کی تھی جو پر اتا کی شخصیت کے متعلق ایک عجیب سے تصور کو جنم دیتی تھی بہرحال دونوں ایک ایسی جگہ جا کر بیٹھ گئے جو سنسان تھی اور اس کے بعد نوجوان سپیرے نے کہا۔

"دادو! کیا تم بھی وہی سوچ رہے ہو جو میں سوچ رہا ہوں۔"

"پوتے! اگر تو بھی وہی سوچ رہا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ میں نے آج تک تجھ پر جو محنت کی ہے وہ بالکل ٹھیک ہے۔"

"مگر دادو! عقل خراب ہوئی جا رہی ہے۔"

"میری تو ہو چکی ہے۔" بوڑھے سپیرے نے کہا۔

"دادو! ذرا غور کرو کیا تمہارے خیال میں وہ انسان نہیں تھا۔"

"پوتے! جہاں تک میرا تجربہ کام کرتا ہے تو وہ اِچھادھاری ہے۔ دیکھ دو باتیں ہیں پہلی بات تو یہ کہ اس نے بڑے اطمینان سے اس کا زہر چوس لیا اور اسے ٹھیک کر کے باہر لے آیا دوسری بات یہ کہ بین سن کر اس کی حالت خراب ہوتی جا رہی تھی اور اگر تھوڑی دیر اور بین نہ رکتی تو وہ بین کی آواز پر کھیلنے لگتا۔"

"ہاں دادو! یہی میں نے محسوس کیا تھا مگر.........."

"مگر کیا؟"

"مطلب تو یہ ہوا دادو! کہ جو کہانی ہے وہ سچی ثابت ہو رہی ہے۔"

"ایسی باتیں نہیں کرتے پوتے۔"

"نہیں میرا یہ مطلب نہیں ہے میں تو صرف یہ کہہ رہا تھا دادو! کہ آج تک تو یہ کہانی سنتے ہی آئے ہیں کہ ہزار سال کی عمر پانے کے بعد اِچھادھاری اپنی مرضی کا روپ دھار لیتا ہے پر دیکھا پہلی بار ہی ہے۔"

"دیکھ' اگر اِچھا دھاری ہمارے ہاتھ لگ جائے تو ہم سپیروں کی دنیا میں بادشاہ بن سکتے ہیں معمولی بات نہیں ہوتی سارے کے سارے ہمارے قدموں میں بچھ جائیں گے اِچھا دھاری سانپ کا نظر آنا ہی کسی سپیرے کے جیون میں بہت بڑی بات ہوتی ہے اور اگر وہ حاصل ہی ہو جائے۔ ارے باپ رے باپ پُرکھوں سے یہ ساری کہانیاں سنتے آرہے تھے پر اگر بات سچ ہے تو بڑی بات ہے بھیا! بہت بڑی بات ہے۔"

"اب بتاؤ کیا کریں؟"

"پوتے' ایک بات سمجھ میں آرہی ہے۔"

"وہ کیا؟"

"وہ اسے تھانے لے گئے ہیں۔"

"ہاں۔"

"اور اگر وہ اِچھا دھاری ہے تو بھلا تھانے والے اسے کیا قید رکھ سکیں گے اپنی پسند سے جب تک اس کا دل چاہے گا وہاں رہے گا اور پھر وہاں سے نکل بھاگے گا۔"

"بالکل ٹھیک کہتے ہو دادو۔"

"اب ہماری پکڑ دھکڑ تو کچھ ہوگی نہیں تھانے کے آس پاس کوئی جگہ دیکھ کر وہیں ڈیرا جما دیتے ہیں جیسے ہی وہ نکلے گا اس پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کریں گے۔ یہ بات تو ہم جانتے ہیں کہ سانپ کیسے راستے اختیار کرتا ہے۔"

"اور اگر وہ زمین کے نیچے نیچے نکل گیا تو؟"

"اب یہ تقدیر کا کھیل ہوگا۔"

"تو پھر کیا خیال ہے؟"

"کچھ نہیں اب جبکہ تیرے من میں بھی وہی بات آتی ہے جو میرے من میں تو پھر ایسا ہی کرتے ہیں تھانے کے آس پاس چل کر ڈیرا جماتے ہیں۔"

دادا پوتا وہاں سے چل پڑے۔ مرزا مقدس نے اچھی خاصی رقم انعام میں دی تھی مصیبت سے بچ بھی گئے تھے راستے میں دادو نے کہا۔

"پوتے ایک بات بتاؤں تجھے۔"

"ہاں دادو' بتاؤ۔"

"بزرگوں سے سنتے چلے آئے ہیں کہ اِچھا دھاری کا نظر آجانا ہی تقدیر کی بات ہوتی ہے اور اشارے مل رہے ہیں تم دیکھو وہ ہمیں تھانے میں نظر آیا تھانے سے نکل

گئے اگر لڑکا مرجاتا تو کون جانے ہمیں کتنی بڑی سزا ہوتی۔ تھانے سے نکل کر اس کوٹھی میں پہنچے وہاں پر ہماری جان بچی اور انعام بھی ملا یہ سب بزرگوں کی باتوں کی تصدیق کرتی ہے کیا خیال ہے!"

"دادو! بالکل ٹھیک کہتے ہو۔"

"بس تو سمجھ لے کہ تقدیر ساتھ دے رہی ہے ہمارا۔" تھانے کی عمارت کے پاس پہنچ کر دونوں سپیرے چوری چھپے چاروں طرف کا جائزہ لیتے رہے تیز نگاہ تھی۔ بڑے گیٹ کے سامنے بیٹھنے کے بجائے پچھلے دروازے کی ایک ٹوٹی پھوٹی دیوار کے ساتھ انہوں نے ڈیرہ جمالیا کہ یہاں سے کوئی ان کی جانب متوجہ بھی نہیں ہو سکتا تھا اور وہ اپنے طور پر انتظار بھی کر سکتے تھے۔ پوتے نے کہا۔

"دادو! کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ بڑے گیٹ سے نکل جائے۔"

"دیکھو پوتے اِچھا دھاری ہے تو بڑے گیٹ سے نہیں نکلے گا عقل ہوگی اس کے پاس ورنہ جب تک مرضی آئے بیٹھا رہ کچھ نہیں ملے گا کیا سمجھا۔"

دونوں اب اس بات پر مطمئن ہو گئے اور گیٹ سے فاصلے پر جا بیٹھے۔ بہرحال انسان لو تو لگاتا ہے باقی ساری باتیں بعد کی ہوتی ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ پولیس آفیسر کی اپنی کچھ ذمہ داریاں تھیں لیکن اگر مرزا مقدس زیادہ کوشش کرتا اور اپنے تعلقات کو استعمال کرتا تو وہیں اپنے گھر میں ہی پراتا کو پولیس کے چنگل سے آزاد کرا سکتا تھا کیونکہ بہرحال پراتا پر کوئی باقاعدہ جرم عائد نہیں ہوا تھا اور اس کی کوئی تصدیق نہیں ہو سکتی تھی۔ اصل میں انسپکٹر کے ذہن میں یہ بات تھی کہ جو انعام پراتا کو ملے گا اس میں اس کا اپنا حصہ بھی بن جائے گا باقی تو ساری چیزیں اپنی جگہ تھیں قانونی معاملات کو تو دوسرے طریقے سے بھی دیکھا جا سکتا تھا چنانچہ وہ انتظار کرتا رہا۔ پراتا کو پھر سے لاک اپ میں بند کر دیا گیا تھا اور پراتا اب بڑی کوفت محسوس کر رہا تھا بھلا یہ بھی کوئی جگہ ہے جہاں وقت گزارا جائے رہ رہ کر اسے زمبل کی کہانی یاد آرہی تھی بالکل اسی کی کہانی تھی۔ وہ بیچارہ بھی صدیاں انتظار کر کے نئی دنیا میں آیا تھا اور یہاں سے اپنے لئے غموں کے پہاڑ لے گیا تھا۔ پراتا نے بھی امبینا کے ساتھ مل کر اس نئی دنیا کے خواب دیکھے تھے اور اپنی جون بدل کر یہ سوچا تھا کہ نئی دنیا میں ایک مقام بنائیں ایک ایسا مقام جو اسے خوشیاں بخشے لیکن نئی دنیا کی نحوست نے سب سے پہلے اس سے اس کی امبینا چھین لی تھی

اور وہ امبینا کے لئے سخت دلبرداشتہ تھا اور اب وہ جن مراحل سے گزر کر یہاں تک پہنچا تھا ان میں اس کے سامنے صرف ایک ہی طلب تھی اور وہ طلب یہ تھی کہ امبینا مل جائے تو وہ اشمولا کی جانب چل پڑے۔ بہت ہی بیکار ہے یہ دنیا کچھ بھی نہیں ہے یہاں۔ کافی وقت گزر گیا انسپکٹر بھی انتظار کرتا رہا لیکن مرزا مقدس کو بیٹے کی نئی زندگی ملی تھی۔ بہت کم لوگ اپنے دماغ پر قابو پاسکتے ہیں انسان میں یہی ایک خرابی ہے بڑے بڑے احسان کو وہ بھول جاتا ہے مرزا مقدس بیٹے کی خوشی میں اس طرح بدمست ہوا کہ پراتا کو بھول گیا اس کو یاد نہیں رہا کہ اس نے اپنے محسن کو تھانے سے آزاد کرانے کا وعدہ کیا ہے اور کوئی اس کا انتظار کررہا ہوگا یہ الگ بات ہے کہ انتظار کرنے والا پراتا نہیں بلکہ انسپکٹر تھا جسے صرف یہ امید تھی کہ پراتا کا انعام اس کے حصے میں بھی آئے گا بلکہ جب مرزا مقدس تھانے آئے گا تو وہ خود بھی اس کو مبارک باد دے کر کہے گا کہ صاحب انعام کے حق دار تو ہم ہی ہیں لیکن پراتا اب لاک اپ کے اندر بے زار ہوگیا تھا اور ساری رات گزرنے کے بعد دوسرے دن صبح وہ سخت بیزار تھا اس نے دروازے پر کھڑے ہوئے سنتری سے کہا۔

"سنو! میں یہاں سے جانا چاہتا ہوں میرا دل یہاں سے اکتا گیا ہے۔" سنتری نے مذاق اڑانے والی نگاہوں سے اسے دیکھا اور کہا۔

"بیٹے ماموں کا گھر سمجھ کر آئے تھے کیا کہ جب دل چاہے آؤ اور جب دل چاہے چلے جاؤ۔"

"نہیں اب میرا دل یہاں نہیں لگ رہا۔"

"جیل میں لگ جائے گا وہاں زیادہ قیدی ہوتے ہیں اور پھر مار بھی اچھی خاصی پڑتی ہے۔"

"تمہاری بات میری سمجھ میں نہیں آرہی بس میں جانا چاہتا ہوں یہاں سے۔"

"کہانا باپ کا گھر ہے کیا۔"

"میرے باپ کا گھر نہیں ہے یہ مگر میں جانا چاہتا ہوں۔"

"ابے چپ بیٹھ' جانا چاہتا ہے جانا چاہتا ہے۔ دو ڈنڈے پڑیں گے تو ٹانگیں بیکار ہوجائیں گی صاجزادے!" پراتا بے بسی سے اسے دیکھنے لگا سنتری اسے گھورتا رہا اتنی دیر میں ایک اور سنتری وہاں پہنچ گیا تھا پہلے سنتری نے دوسرے سے کہا۔

"سنو! بھائی کی بات سنو۔"

"کیوں کیا ہوگیا۔"

"یہ یہاں سے جانا چاہتے ہیں۔"

"تو تالہ کھول دو۔" دوسرے سنتری نے مذاق اڑانے والے انداز میں کہا اور دونوں ہنسنے لگے۔ پراتا کو آہستہ آہستہ غصہ آتا جارہا تھا اس نے ایک بار پھر انہیں مخاطب کیا۔

"دیکھو مجھے جانے دو ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔"

"یہ لو یہ تو بھئی کھل نائیک بن گیا جانے دو ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔" پہلے سنتری نے کہا اور پراتا نے اچانک اپنے دونوں ہاتھ اوپر بلند کرلئے سنتری اسے دیکھتا رہا دوسرا سنتری بھی خاموشی سے دیکھ رہا تھا لیکن اس وقت ان دونوں کی حیرت عروج پر پہنچ گئی جب انہوں نے اچانک پراتا کے جسم کو پتلا ہوتے ہوئے دیکھا اس کے جسم سے ہلکا ہلکا دھواں خارج ہورہا تھا۔ اٹھے ہوئے دونوں ہاتھ اپنا رنگ بدلتے جارہے تھے اور پھر ایک سنتری اچھل کر دوسرے کے اوپر چڑھ گیا اس نے خوفزدہ انداز میں کہا۔

"د............د............ دیکھ رہے ہو۔"

"سس............ سانپ۔"

"ارے باپ رے یہ کیا ہوا؟" چوڑے پھن والا ناگ انہیں گھور رہا تھا پھر اس نے اپنا پھن نیچے ڈالا اور سلاخوں والے دروازے کی جانب بڑھنے لگا دونوں سنتری سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے تھے۔ پراتا سلاخوں سے باہر نکل آیا اب اتنی عقل تو آرہی تھی کہ اس میں کہ کسی اور سمت کا رخ کرے ادھر سنتری شور مچارہے تھے سانپ' سانپ' سانپ انچارج باہر نکل آیا اس نے غصیلے انداز میں دونوں سنتریوں کو نچاتے ہوئے دیکھا اور غصے سے چیخا۔

"کیا مصیبت نازل ہوئی ہے تم پر؟" دونوں نے زمین پر پاؤں مار کر انسپکٹر کو سلوٹ کرنا چاہا لیکن بدحواسی کے عالم میں ان کے پاؤں ایک دوسرے کے پاؤں پر لگے اور دونوں ہی چیخ پڑے۔

"سانپ!" انسپکٹر غصیلے انداز میں انہیں گھورنے لگا پھر آہستہ سے آگے بڑھ کر ان کے قریب پہنچ گیا۔

"کیا تم دونوں پاگل ہوگئے ہو؟"

"نن............ نہیں صاحب!"

"تو پھر کیا حرکت کر رہے ہو یہ؟"

"صاحب جی لاک اپ میں سانپ۔"

"لاک اپ میں سانپ؟"

"آؤ میرے ساتھ۔" انسپکٹر نے کہا اور اپنا سروس ریوالور نکال لیا۔ ریوالور نکال کر وہ آگے بڑھا اور لاک اپ کے سامنے پہنچ گیا۔

"کہاں ہے سانپ؟"

"سس............ سر جی نکل گیا۔"

"تو پھر تمہیں کیوں موت آ رہی ہے؟ ارے یہ قیدی کہاں گیا؟"

"وہ............ وہی تو سانپ تھا صاحب جی۔"

"کیا مطلب؟"

"خدا قسم! کہہ رہا تھا کہ اب اس کا دل اکتا گیا ہے یہاں سے وہ جانا چاہتا ہے ہم اس کا مذاق اڑانے لگے۔ صاحب جی اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ہم نے قسم لے لو آہستہ آہستہ کر کے وہ سانپ بن گیا اور پھر نکل گیا یہاں سے۔" انسپکٹر دونوں سنتریوں کو گھورتا رہا تو اس نے کہا۔

"قریب آؤ۔" سنتری قریب پہنچے تو انسپکٹر نے کہا۔

"منہ کھولو!" تو دونوں سنتریوں نے اپنے منہ کھول دیئے انسپکٹر نے ان کے منہ سونگھ کر دیکھے اور برا سا منہ بنا کر بولا۔

"لعنت ہو تم پر کبھی دانت صاف نہیں کرتے۔"

"سانپ کا ہمارے دانتوں سے کیا تعلق صاحب جی!"

"میں سونگھ رہا تھا کہ تم شراب تو نہیں پیئے ہوئے ہو کہیں۔"

"لیجئے صاحب ہم جیسے غریب لوگ شراب پی سکتے ہیں۔"

"اب بک بک کئے جا رہے ہو میں پوچھتا ہوں وہ کہاں گیا؟"

"صاحب جی اسی کی تو ساری بات ہے۔"

"تلاش کرو گدھو جاؤ اسے تلاش کرو۔ اور دونوں گدھے پراتا کو تلاش کرنے کے لئے بھاگ دوڑ کرنے لگے لیکن پراتا اب انہیں کہاں ملنے والا تھا وہ تو اب نئے جہانوں کا سفر کر رہا تھا اور اپنی عقل سے بھی کام لے رہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ دونوں سپاہی

پوری کہانی سنا دیں گے اور اس کے بعد وہ کچھ ہوگا جو ناقابلِ یقین ہوگا چنانچہ وہ اُدھر سے اُدھر جانے کے بجائے تھانے کی عمارت کے عقبی حصے کی جانب چل پڑا اور پھر اسے ٹوٹی ہوئی دیوار سے باہر نکلنے کا راستہ نظر آ گیا وہ خاموشی سے باہر نکل آیا اس وقت سانپ کی حیثیت سے ہی آگے بڑھنا زیادہ مناسب تھا جگہ بھی اس کام کے لئے بہت بہتر تھی اور اسے ایک درخت کی جڑ نظر آئی وہ سیدھا اس کی جانب چل پڑا اور کچھ لمحوں کے بعد درخت کی جڑ میں پہنچ کر رک گیا قرب و جوار میں گاڑیاں چل رہی تھیں لوگ اِدھر سے اُدھر آ جا رہے تھے چنانچہ اس نے درخت کے اوپر تھوڑا سا وقت گزار لینا مناسب سمجھا۔ اس کا چمکدار لچکدار جسم درخت کے تنے پر اوپر چڑھنے لگا خاصا گھنا درخت تھا اور اس کے پتے بھی دور دور تک پھیلے ہوئے تھے پراتا اس پر چڑھتا چلا گیا سب سے اوپر ایک چوڑی سی شاخ پر اس نے اپنا مسکن بنایا اور اس سے لپٹ کر دم لینے لگا۔ نگاہیں ابھی تک تھانے کی عمارت پر اٹھی ہوئیں تھیں اور وہ یہ دیکھ رہا تھا کہ اُدھر سے کیا کارروائی ہوتی ہے لیکن ادھر سے تو کوئی خاص کارروائی نہیں ہوئی یا تو سپاہی تھانے کی عمارت کے اندر ہی اندر چکر لگاتے پھر رہے تھے یا پھر وہ جان بُوجھ کر باہر نہیں آئے تھے۔ البتہ یہ بات پراتا کے علم میں بھی نہیں تھی کہ دو افراد اس کی گہری نگرانی کر رہے ہیں یہ وہی دادا پوتہ تھے جنہوں نے بڑی آس لگا کر یہ رات تھانے کے سامنے ہی گزاری تھی اور انتظار کرتے رہے تھے بلکہ اس سلسلے میں دادا پوتا آپس میں بحث بھی کرتے رہے تھے پوتے نے کہا تھا۔

"داداجی! اب بس بھی کرو بیٹھے بیٹھے کمر دکھ گئی ہے۔"

"پوتے! تُو جانتا ہے کچھ پانے کے لئے محنت تو کرنا ہوتی ہے۔"

"وہ تو تم ٹھیک کہہ رہے ہو دادو پر کچھ پانے کی امید بھی تو ہو۔"

"تیرا کیا خیال ہے کیا وہ ناگ نہیں تھا۔"

"مانتا ہوں داداجی تھا سو فیصدی تھا مگر ایک بات بتاؤ۔"

"ہاں پوچھو۔"

"تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو کہ وہ تھانے سے نکل بھاگے گا؟"

"دیکھو بیٹا تھانے میں رہ کر کیا وہ تیری دادی کا انتظار کرے گا بے وقوف اِچھا دھاری ہے وہ اور اِچھا دھاری کبھی کسی کے قبضے میں نہیں رہتے ان کا سنسار الگ ہوتا ہے ان کی دنیا الگ ہوتی ہے وہ قابو میں آنے والے نہیں ہوتے سمجھا پاگل! وہ کسی کے

"قابو میں نہیں آتے اس لئے کہ وہ اِچھادھاری ہوتے ہیں۔" پوتا خاموشی سے گردن ہلانے لگا تھا۔

☆======☆======☆

پراتا دیر تک ناگ کے روپ میں سفر کرتا رہا۔ پھر اچانک اسے احساس ہوا کہ دو افراد اس کا تعاقب کر رہے ہیں۔ یہ دونوں وہی سپیرے تھے۔ پراتا نے انہیں پہچان لیا لیکن اب وہ کوئی نیا کھیل نہیں کھیلنا چاہتا تھا۔ اسے انسانوں کی اس دنیا کی حقیقت معلوم ہو چکی تھی۔ اب وہ یہ دنیا چھوڑ دینا چاہتا تھا۔ دل میں اگر کوئی غم تھا تو امبینا کا' ان لمحات کو ہمیشہ کوستا رہتا تھا جن میں یہ فیصلہ کیا تھا کہ انسانی روپ دھار کر انسانوں کی دنیا دیکھ لی جائے' اس دنیا کے لوگ سانپ کو ایک موذی جانور کہتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ خود سانپ سے زیادہ زہریلے' اس سے زیادہ خطرناک اور ایک دوسرے سے نفرت کرنے والے ہوتے ہیں یہ لوگ۔ کیسے کیسے فن آتے ہیں انہیں' شکر ہے کہ سانپوں کو صرف قدرتی طور پر زہر ملا ہے حالانکہ وہ قدرتی طور پر زہریلے ہیں لیکن دنیا کے لوگ فطری طور پر زہریلے ہو جاتے ہیں' کیا کروں' کیا کرنا چاہئے مجھے' کوئی ایسی ترکیب ہو' کوئی ایسی تدبیر ہو' جس سے اس زہریلی دنیا سے نجات مل جائے' امبینا غلط ہوا ہے' بہت برا ہوا ہے امبینا' کاش میں تجھے تلاش کر لیتا اور اس کے بعد ہم دونوں واپس اپنی وادی میں پہنچ جاتے جہاں سانپوں کی مملکت ہے' زندگی کتنی ہی ہوتی لیکن کم از کم اپنی دنیا میں مست رہتے۔

بہت غم کے عالم میں یہ ساری باتیں سوچ رہا تھا' دونوں سپیرے' مسلسل اس کا تعاقب کر رہے تھے' ایک بار اس کے دل میں جھنجلاہٹ پیدا ہوئی اور اس نے سوچا کہ انہیں اس تعاقب سے نجات دلا دے' کوئی ایسی بات نہیں تھی جو وہ نہ کر سکتا' اس لئے چھپ کر ان کا انتظار کرتا اور جب وہ قریب آتے تو انہیں ڈس لیتا لیکن پھر اس میں اور انسانوں میں فرق ہی کیا رہ جاتا وہ انسانوں کی دنیا میں رہ کر انسانوں جیسا کام کرتا چنانچہ اس نے ارادہ بدل دیا البتہ سپیروں سے نجات پانے کے لئے ایک عمل کیا وہ ایسے مکان کے سامنے کھڑا تھا جس کا ٹوٹا پھوٹا احاطہ اس کی نگاہوں کے سامنے تھا۔ سپیرے ایک موڑ گھوم رہے تھے چنانچہ اس نے فوراً ہی ایک جگہ رک کر اپنا روپ بدلا اور انسان کے روپ میں آ گیا' لیکن دونوں سپیرے مسلسل اس کی جانب چلے آ رہے تھے انسانوں کے درمیان رہ کر اب اس نے انسانوں جیسی چالاکیاں سیکھ لی تھیں

چنانچہ وہ اس طرح سیدھا چلنے لگا جیسے کوئی راہ گیر اپنے کسی کام سے جا رہا ہو خاصہ فاصلہ طے کر لیا تھا اس نے لیکن سپیرے مسلسل اس کے پیچھے چلے آ رہے تھے' یا تو انہیں شبہ ہو گیا تھا اس پر یا پھر اتفاق تھا اور سپیرے سانپ کی تلاش میں چلے آ رہے تھے لیکن بہرحال پراتا انسان نہیں تھا ایک عجیب سا خوف اس کے دل میں پیدا ہوا چند قدم آگے بڑھا تھا کہ ایک بوسیدہ مکان کا دروازہ اسے کھلا ہوا نظر آیا اور وہ بے اختیار اس دروازے میں داخل ہو گیا۔ دونوں سپیرے دروازے کے سامنے آگے نکل گئے تھے پراتا خاموشی سے انہیں دیکھتا رہا' پھر جب وہ کافی دور نکل ہی گئے تو پراتا نے دروازے سے باہر قدم رکھنے کا فیصلہ کیا ہی تھا کہ عقب سے اسے ایک آواز سنائی دی۔

"رک جاؤ باہر مت جانا.........."

پراتا چونک کر رک گیا اس نے پلٹ کر دیکھا تو اچھی جسامت کا ایک بوڑھا آدمی جس کے جسم پر بوسیدہ لباس تھا عجیب سے انداز میں کھڑا اسے دیکھ رہا تھا پھر اس نے ایک ٹھنڈی سانس بھر کر کہا۔

"طویل عرصہ گزر گیا اس گھر میں کوئی مہمان نہیں آیا اب جب تم نے اس گھر کے دروازے سے اندر قدم رکھ ہی دیئے ہیں تو آؤ اندر آ جاؤ' میں اپنی مشکل کا حل نہیں تلاش کر سکا لیکن تمہاری مشکل کا حل میں تمہیں ضرور دے دوں گا' وعدہ کرتا ہوں' آ جاؤ۔ تمہیں اس گھر میں بالکل تکلیف نہیں ہو گی۔" کچھ عجیب سا لہجہ تھا اس کا' الفاظ بھی عجیب تھے۔ پراتا نے ایک لمحے کے لئے سوچا اور اس کے بعد وہ اندر داخل ہو گیا' بڑے سے ایک کمرے میں انتہائی بوسیدہ فرنیچر پڑا ہوا تھا بوڑھے نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں بیمار ہوں بہت سے معاملات میں الجھا ہوا ہوں بیٹھو تمہاری خاطر تو نہیں کر سکتا لیکن تمہیں ایک چیز دکھا سکتا ہوں' ایک ایسی چیز جسے دیکھ کر تم حیران رہ جاؤ گے مگر نہیں' جب میں وہ تمہارے سامنے پیش کروں گا تو تمہیں ایک عجیب سا احساس ہو گا' حقیقت یہ ہے کہ میں اس کہانی کی گہرائیاں تلاش نہیں کر سکا لیکن مجھے یقین تھا.......... مجھے یقین تھا کہ تم کسی نہ کسی طرح میرے سامنے آؤ گے اور یہ ایک انوکھا خواب تھا تم میری باتوں کو سمجھ نہیں پا رہے ہو گے' بلاشبہ مجھے خود بھی احساس ہے کہ میں دیوانوں کی طرح بول رہا ہوں' لیکن کیا کروں میں۔ یہ دیوانگی ہی میری تقدیر ہے اور تقدیر سے بھلا کون لڑ سکا ہے آج تک' کیا سمجھے........"

پراتا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بوڑھا کچھ دیر خاموش رہا پھر بولا۔

"اس سے پہلے کہ میں تمہیں وہ انوکھی شے دکھاؤں' پہلے میں تمہیں اس کے بارے میں تمام تفصیلات بتادوں۔ بولو میری کہانی سننا پسند کرو گے؟"

"اگر تم سمجھتے ہو کہ مجھے اپنی کہانی سنا کر تمہارے سینے کا بوجھ ہلکا ہو سکتا ہے تو میں اس سے کبھی انکار نہیں کروں گا.........."

"ہاں' تم انکار نہیں کرسکتے' کیونکہ.......... کیونکہ' تم انسان نہیں ہو۔"

پراتا کا ذہن بھک سے اڑ گیا تھا' وہ انسان کے روپ میں تھا پھر بوڑھا کیسے کہہ سکتا ہے کہ وہ انسان نہیں ہے' چند لمحے خاموشی سے صورتِ حال کا جائزہ لیتا رہا' پھر اس نے کہا۔

"سناؤ اپنے بارے میں کیا سنانا چاہتے ہو۔"

بوڑھا کسی خیال میں گم ہو گیا تھا۔ پھر اس نے گہری سانس لے کر کہا۔

"کیا تم یقین کرو گے کہ مجھے تمہارا انتظار تھا؟"

"یہ بات تم پہلے بھی کہہ چکے ہو۔"

"ہاں' لیکن کیا تم نے یقین کیا؟"

"نہیں۔"

"اوہ! اس صاف گوئی کے لئے شکر گزار ہوں۔ پہلے میں تمہیں مختصر الفاظ میں یہ بتادوں کہ کب ایک مشکل میں گرفتار ہو کر ستاروں کا علم سیکھا۔"

"ٹھیک۔"

"ستاروں سے میں نے اپنی مشکل کا حل پوچھا۔"

"انہوں نے بتایا؟"

"ہاں۔"

"کیا؟"

"یہی کہ میری مصیبت دور کرنا کسی انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔"

"تو پھر؟"

"وہ کوئی انسان کے روپ میں ہو گا۔ اب تم مجھے بتاؤ کیا میں نے ٹھیک کہا ہے؟"

"ممکن ہے۔"

"نہیں میرے دوست' تم سو فیصدی وہی ہو جس کا مجھے انتظار تھا اب میرے

بارے میں سنو۔"

"میرے آباو اجداد بڑی اچھی حیثیت کے مالک تھے' بے شمار زمین تھی ہماری اور میں نے بچپن سے جوانی تک ایک مخصوص حد تک کا وقت' سیر و شکار' تفریح' مہم جوئی میں گزارا اس کے علاوہ کوئی کام نہیں تھا۔

چار بھائیوں میں سب سے چھوٹا تھا۔ اس لئے سب کی آنکھوں کا تارا تھا۔ سبھی مجھے چاہتے تھے لیکن میری فطرت شروع ہی سے مجھے نحوست کی طرف دھکیل رہی تھی۔ مہم جوئی کی عادات میں اضافہ ہوتا جارہا تھا کوئی پریشانی اور دقت تھی نہیں۔ ابتدا میں تو چھوٹے چھوٹے سیر و شکار ہی کرتا رہا لیکن اس کے بعد لمبے سفر اختیار کرنا شروع کردیئے۔ کچھ ہم خیال ساتھی مل گئے تھے جو بعد میں میرے ساتھ رہا کرتے تھے اور ہم لوگ ملک سے باہر ایسے علاقوں میں بھی چلے جاتے تھے جو مہم جوئی کے لئے مناسب ہوں۔ ان دنوں ہم تبت میں تھے۔ تبت کی بلند ترین چوٹیاں ہمیں اپنی طرف کھینچ لائی تھیں۔ ہم نے ایک ناقابلِ تسخیر پہاڑ کا سفر کرنے کا ارادہ کرلیا اور اس کے لئے انتظامات کرنے لگے۔

تبت کے باشندے ہمارے رہبر اور معاون تھے۔ چند افراد کو ہم نے ساتھ لے لیا اور اس بلند و بالا پہاڑ کو سر کرنے کے لئے چل پڑے۔ تمام ضروری انتظامات کر لئے گئے تھے۔ جو تبتی باشندے ہمارے ساتھ سفر کر رہے تھے انہوں نے اپنا ایک سربراہ چن لیا تھا جس کا نام شکائی تھا۔ شکائی ایک نوجوان تندرست و توانا آدمی تھا اور بہت ہی نیک اور شریف طبیعت کا مالک' خاموش طبیعت رکھتا تھا اور کم گفتگو کرتا تھا۔ ویسے اس کارکردگی کی بنا پر میں نے اسے پسند کیا تھا۔

ہم بلند و بالا پہاڑوں کے خطرناک راستے طے کر رہے تھے اور آگے بڑھتے رہے اور کئی روز کے سفر کے بعد ہم لوگ درمیان میں پہنچ گئے۔ یہاں سے ایک آسان راستہ پہاڑ کی بلندیوں پر جانے کے لئے پگڈنڈیوں کی شکل میں نظر آیا تو میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ رک گیا۔

"واہ یوں لگتا ہے کہ جیسے یہ راستہ باقاعدگی کے ساتھ بنایا گیا ہے۔" میں نے کہا اور میرے ساتھی بھی اس پگڈنڈی کو دلچسپی کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔ اگر اس پگڈنڈی کے ذریعے سفر کیا جاتا تو پہاڑ کے ایک مخصوص حصے تک پہنچنے میں کافی آسانیاں فراہم ہو سکتی تھیں جبکہ اس کے دوسرے جانب سے یعنی اس راستے جس سے ہم اب تک

سفر کرتے رہے تھے خاص مشکلات پیش آسکتی تھیں۔ چنانچہ میں نے وہی رخ اختیار کیا لیکن اس وقت شکائی میرے پاس پہنچ گیا۔

"کچھ کہنا چاہتا ہوں جناب!" اس نے سنجیدگی سے کہا اور میں چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

"کیا بات ہے شکائی؟"

"یہ پگڈنڈی سفر کے لئے مناسب نہیں ہے۔" شکائی نے کہا۔

"کیوں؟" میں نے متحیرانہ لہجہ میں کہا۔

"بس جناب! میں پہلے بھی اس طرف آچکا ہوں یہ راستے منحوس راستے کہلاتے ہیں آپ کو اس طرف سے سفر نہیں کرنا چاہئے۔ تھوڑی سی مشکلات ضرور پیش آئیں گی مگر سفر کا وہی راستہ مناسب ہے۔"

"منحوس راستے!" میں ہنس پڑا۔

"تم ان راستوں سے سفر کر چکے ہو شکائی؟" میں نے پوچھا۔

"جی ہاں جناب' دوبار لیکن درمیان ہی سے لوٹ آنا پڑا۔"

"کیا نحوست ہے ان میں؟" میں نے ہنستے ہوئے سوال کیا۔

"میں نہیں جانتا جناب! لیکن میں جن سیاحوں کے ساتھ یہاں پر آیا ہوں ان میں سے بہت سے ایسے تھے جنہوں نے ان روایات کا مذاق اڑایا تھا اور پھر اس کے بعد انہیں ان راستوں سے واپس ہی لوٹنا پڑا۔ نہ جانے کیوں لاماؤں میں اور تبت کے باشندوں میں یہ بات مشہور ہے کہ یہ پگڈنڈیاں بہت منحوس ہیں۔"

"اگر یہ بات ہے شکائی تو ٹھیک ہے ہم صرف تفریحی مقصد کے تحت پہاڑ کی چوٹی پر جارہے ہیں اور ہمیں کوئی قیمتی شے حاصل کرنا مقصود نہیں ہے۔ چنانچہ یہ روایات تو ہمارے لئے کافی دلکش ہوسکتی ہے۔"

"بالکل ٹھیک ہے جناب! میں آپ کو روکنے کی جرأت تو نہیں کرسکتا لیکن چند مشکلات ضرور پیش آئیں گی۔"

"وہ کیا؟" میں نے سوال کیا۔

"ممکن ہے ہمارے ساتھی مزدور ان راستوں پر سفر ناپسند نہ کریں۔"

"اوہ۔ ہاں یہ مشکل تو ہے لیکن کیا تم انہیں سمجھا نہیں سکتے۔" میں نے پوچھا۔

"میں؟" شکائی ہچکچاتے ہوئے انداز میں بولا۔

"کیا تم ان راستوں سے ڈرتے ہو؟"

"جی ہاں جناب! ان دیکھے راستے انسان کو خوفزدہ کرہی دیتے ہیں۔ سامنے کوئی مصیبت آئے تو اس سے نمٹنے کا بندوبست بھی کیا جاسکتا ہے لیکن اگر فضا میں خاموش بلائیں گردش کررہی ہوں تو آدمی کیا کرسکتا ہے۔"

ٹھیک ہے! ان خاموش بلاؤں کو بھی دیکھیں آخر یہ ہیں کیا؟" میں نے مسکراتے ہوئے کہا اور شکائی پریشانی سے گردن ہلانے لگا۔

"ٹھیک ہے جناب! اگر آپ کی یہی مرضی ہے تو میں آپ کا ساتھ دوں گا لیکن مزدوروں میں سے اگر کچھ واپس جانا چاہیں تو براہ کرم انہیں ضرور اجازت دے دیں۔ ہم ان کی زندگی خطرے میں نہیں ڈال سکتے۔"

"ٹھیک ہے شکائی! اگر ایسی بات ہے تو تم یہ اختیار رکھتے ہو کہ جس کو چاہو واپس کردو۔" میں نے کہا اور شکائی گردن ہلا کر چلا گیا۔

اور اس کا کہنا سچ ہی نکلا۔ تقریباً آٹھ مزدور واپس چلے گئے میں نے انہیں معاوضے کی ادائیگی کردی تھی جس کا میں نے ان سے وعدہ کیا تھا۔ باقی چند مزدور ہمارے ساتھ رہ گئے تھے جو باہمت اور نوجوان تھے۔ میرے ساتھی بھی اس سفر کے سلسلے میں خاصے متجسس نظر آرہے تھے اور ان میں سے کوئی خوفزدہ نہیں تھا۔ ہم نے ان پگڈنڈیوں پر سفر شروع کردیا اور بڑے تعجب کی بات تھی کہ تھوڑے سفر کے بعد شکائی کے چہرے سے بھی خوف دور ہونے لگا اس نے چاروں طرف دیکھ کر کہا۔

"نہ جانے کیوں ان پگڈنڈیوں کو منحوس قرار دے دیا گیا ہے۔ بظاہر تو کوئی ایسی بات نظر نہیں آئی جسے خطرے کا باعث کہا جائے۔"

ہم آگے بڑھتے رہے اور پہاڑیوں کی بلندیاں طے ہوتی رہیں۔ ہمیں ایک ایسا پہاڑ نظر آیا جس میں ایک غار کا دہانہ تھا۔ یہ غار انتہائی عجیب وغریب محسوس ہورہا تھا۔ کیونکہ دہانے کی شکل انسانی شکل سے مشابہ تھی۔ عجیب وغریب صورتِ حال تھی اور یہی چیز تعجب کا باعث بن گئی۔ ورنہ غار تو راستے میں بہت سے بڑے تھے۔

غار سے پھوٹنے والی روشنی نے مجھے متحیر کردیا۔ میں سوچنے لگا کہ یہاں اس خطرناک جگہ کون رہتا ہے۔ انسان کا گزر تو یہاں مشکل سے ہی ہوتا ہے لیکن تبت کا علاقہ تھا تبت کے راہب اپنے مذہب کی پیروی کرتے ہوئے تارک الدنیا ہوجاتے تھے ممکن ہے کہ یہاں بھی کوئی ایسا ہی راہب زندگی کے دن گزار رہا ہو۔ بات مہم جوئی کی

تھی اور دلچسپ چیزوں کو دیکھنے کا تجسس میرے ذہن میں ضرورت سے زیادہ تھا چنانچہ فیصلہ کرلیا کہ غار کے اندر جاکر دیکھوں گا۔ پھر میں جب آگے بڑھا تو دفعتاً ہمارے رہبر شکائی نے میرے شانے پر ہاتھ رکھ دیا۔

"نہیں نہیں۔ میرے محترم دوست اس غار میں نہ جاؤ۔" وہ مضطربانہ انداز میں بولا۔ میں چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

"کیوں شکائی کیا بات ہے؟"

"میرے عظیم دوست! میرا دل گواہی دیتا ہے کہ یہ غار اچھے نہیں اور ان میں داخل ہونے سے ہم کسی بھی مصیبت کا شکار ہوسکتے ہیں۔"

"اس احساس کی کوئی خاص وجہ ہے تمہارے ذہن میں؟" میں نے سوال کیا۔

"نہیں لیکن لوگوں کا خیال ہے کہ پہاڑوں پر سفر کرنے والے آفات کی نشاندہی کے سلسلہ میں ضرورت سے زیادہ حساس ہوتے ہیں۔ ہمارے ذہن ہمیں برفانی طوفانوں سے قبل ازوقت آگاہ کردیتے ہیں۔ چلتے چلتے ہمیں یہ احساس ہوجاتا ہے کہ آگے یقیناً کوئی ایسا گڑھا موجود ہے جو ہم سے ہماری زندگیاں چھین سکتا ہے اور ہم سب وہ راستے ترک کردیتے ہیں۔ میرے محترم دوست اور میرے ا[illegible] اس وقت بھی میرا ذہن یہی بتارہا ہے کہ ضرور کسی نہ کسی جگہ ہم حادثے کا شکار ہو[illegible] گے۔"

"لیکن تمہاری بدقسمتی ہے شکائی کہ میرا تعلق ایک ایسے مذہب سے ہے جس [illegible] توہمات کو اہمیت نہیں دیتے۔ نہ ہی میں تمہاری اس بات سے متفق ہوں۔ بہتر یہ ہے کہ سب باہر رکو میں تنہا اس غار میں جاؤں گا۔" میں نے کہا اور شکائی پریشانی سے مجھے دیکھنے لگا۔ شکائی کی باتوں سے میرے دوست ساتھی متاثر ہوگئے تھے۔ چنانچہ انہوں نے بھی مجھے سمجھانے کی کوشش کی لیکن میں نے ان کی بات ٹال دی اور ان سے کہا۔

"دوستو! میں تمہیں اپنے ساتھ جانے پر مجبور نہیں کروں گا۔ میرا پہاڑوں پر آنے کا مقصد ہی یہی تھا کہ میں مکمل طور سے یہاں کی سیروسیاحت کروں مجھے یقین ہے کہ غار کو اندر سے دیکھنے کے بعد بخیریت واپس آجاؤں گا۔ چنانچہ تم کسی قسم کا تردد نہ کرو۔" ان لوگوں کے سمجھانے کے باوجود میں نے ان میں سے کسی کی بات نہیں مانی اور میں اس غار کے دہانے سے اندر داخل ہوگیا۔ وہ سب کئی کئی قدم پیچھے ہٹ گئے تھے۔ جیسے ان کا خیال ہو کہ جیسے ہی میں غار میں داخل ہوں گا غار کے دہانے میں شعلے بھڑک اٹھیں گے لیکن مجھے کسی بات کی پرواہ نہیں تھی۔ روشن غار سے اندر داخل

ہو کر میں نے چاروں طرف دیکھا غار زیادہ کشادہ نہیں تھی لیکن اس چھوٹے سے غار میں ان شعلوں کے علاوہ اور کوئی چیز موجود نہیں تھی۔ چنانچہ یہاں داخل ہونے سے اس غار کے بارے میں کچھ معلومات نہیں حاصل ہوسکیں اور میں نے اس دوسرے سوراخ کی جانب رخ کیا اور جب اس سوراخ سے اندر پہنچا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ غار کا یہ دوسرا حصہ انتہائی وسیع وعریض ہے۔ اس کی قدرتی چھت تھی جو بے حد بلند تھی اور اس غار کی دیواروں میں بھی مشعلیں نصب تھیں۔ غار کے درمیان سنگ موسیٰ سے بنا ہوا ایک مہیب مجسمہ تھا اور مجسمہ کے سینے کے عین درمیان کوئی چیز بجلی کے بلب کی طرح چمک رہی تھی۔ مجسمہ کا قدوقامت اور اس کی تراش بے حد حسین تھی۔ سوائے اس کے چہرے کے یہ چہرہ یقیناً خوفناک تھا اور مشعلوں کی روشنی میں ایسا ہی محسوس ہوتا تھا جیسے کوئی عفریت منہ کھولے کھڑا ہو۔

لیکن سب سے زیادہ تعجب کی بات یہ تھی کہ غار میں کوئی انسانی وجود موجود نہیں تھا حالانکہ یہ مشعلیں کسی نہ کسی نے تو روشن کی ہوں گی وہ کہاں ہے۔ وہ اس غار کا مکین ہے میں غار کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک دیواروں کے کنارے کنارے چکر لگا آیا لیکن اس مجسمہ کے سوا اور کوئی چیز ان دونوں غاروں میں موجود نہیں تھی۔ پھر میں نے ہمت کرکے مجسمہ کو قریب سے دیکھنے کا فیصلہ کیا اور اس کے سامنے پہنچ گیا۔

بلند وبالا مجسمہ کے قدموں میں سیڑھیاں بنی ہوئیں تھیں۔ بلاشبہ اسے سنگ تراشی کا ایک نایاب شاہکار کہا جاسکتا تھا۔ میں نے گلے میں لٹکا ہوا کیمرہ اتارا اور اس کی کئی تصویریں لے ڈالیں۔

ہر رخ سے تصویریں لینے کے بعد میرا تجسس مجھے اس کے نزدیک لے گیا۔ اب میں اس کے سینے میں چمکتی ہوئی روشنی دیکھنے کا خواہش مند تھا اور جب آخری سیڑھی پر پہنچ کر میں نے اسے قریب سے دیکھا تو میری آنکھیں چکاچوند ہو کر رہ گئیں۔ ایک حسین گڑیا اس مجسمہ کے سینے میں موجود تھی۔ میری جہاندیدہ نگاہیں اس بات کا بخوبی اندازہ لگاسکتی تھیں کہ یہ تین تراشے ہوئے ہیرے ہیں جنہیں جوڑ کر گڑیا کی شکل دی گئی ہے۔ اتنے بڑے بڑے ہیرے حاصل کرنے کا تصور بے حد سرور انگیز تھا۔ میں نے اپنے طور پر ان کی قیمت کا تعین بھی کرلیا تھا۔

بلاشبہ میں ایک صاحب حیثیت آدمی تھا۔ زمیندار کا بیٹا تھا۔ شاید دولت کی ہوس

کبھی پوری نہیں ہوتی۔ حالانکہ میری مہم جوئی کا شوق صرف تفریح کی حد تک تھا۔ میں نے دوسرے سیاحوں کی مانند خزانے حاصل کرنے کے خواب نہیں دیکھے تھے لیکن اگر خزانے خود چل کر کسی انسان تک پہنچ جائیں تو شاید چند ہی ایسے درویش صفت انسان ہوں گے جو انہیں نظرانداز کردیں۔

چند لمحات کے لئے میں اس غار کے ماحول کو بھول گیا تھا اور میری نگاہوں میں صرف تین ہیرے تھے جنہیں خوبصورتی سے تراشہ گیا تھا۔

گڑیا سیاہ مجسمہ کے سینے میں اس طرح رکھی ہوئی تھی جیسے کسی طاق میں کوئی چیز رکھ دی جائے۔ میرا لرزتا ہوا ہاتھ اس کی جانب بڑھا۔ یہ میری پہنچ سے دور نہیں تھی اور میں نے گڑیا پتھر کے سینے سے نکال لی۔

ایک لمحے کے لئے مجھے یوں لگا جیسے پورے غار میں گڑگڑاہٹ ہونے لگی ہو۔ عجیب سی آوازیں میرے کانوں سے ٹکرائیں اور میرے قدم لرزنے لگے۔ میں سیڑھی سے گرتے گرتے بچا تھا۔ میں نے خود کو سنبھالا اور حیرت سے چاروں طرف دیکھا تب مجھے احساس ہوا کہ یہ صرف میرا وہم ہے۔

میں نے اس قیمتی گڑیا کو اپنے لباس کے اندرونی حصے میں پوشیدہ کرلیا۔ میرا چہرہ فرطِ مسرت سے سرخ ہو رہا تھا۔ اتنی قیمتی اور نایاب شے میں یہاں سے لے جا رہا تھا‘ اس بات کا احساس میرے بدن کی لرزش بن گیا تھا۔

غار کا ماحول اب بھی اسی طرح پرسکون تھا لیکن جوں جوں میں واپسی کے لئے قدم بڑھاتا گیا میں نے محسوس کیا میرے عقب میں مشعلیں بجھ رہی ہیں اور جب میں نے غار کے دہانے سے دوسری جانب قدم رکھا تو میرے عقب میں روشن غار تاریک ہوگیا تھا۔ البتہ دوسرا حصہ بدستور روشن تھا۔ انتہائی حیرت کی بات یہ تھی کہ جوں جوں میرے قدم آگے بڑھ رہے تھے یہ مشعلیں خودبخود بجھتی جارہی تھیں۔

ایک لمحے کے لئے میرے ذہن پر خوف کا ہلکا سا تاثر ابھرا لیکن اس چھوٹے دہانے کا فاصلہ طے کرکے میں غار کے بیرونی دہانے سے باہر نکل آیا جہاں میرے ساتھی میرے منتظر تھے۔ مجھے مسرت کی نگاہوں سے دیکھا گیا۔ خاص طور سے شکائی میرے نزدیک پہنچ گیا اور اس نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

"آہ میرے آقا۔ میرے دوست! تم خیریت سے ہونا۔"

"ہاں شکائی میں نے تم سے کہا تھا نا کہ میرا تعلق ایک ایسے مذہب سے ہے جو توہم

پر یقین نہیں رکھتا اور اس کے علاوہ غار میں کچھ بھی نہیں سوائے ایک سنگی مجسمہ کے جو دیوقامت ہے البتہ چند چیزیں ایسی ہیں جو حیران کن ہیں۔"

"وہ کیا؟" میرے ایک ساتھی نے پوچھا۔

"غار میں مشعلیں روشن تھیں لیکن ان مشعلوں کو روشن کرنے والا کوئی نظر نہیں آیا اور جب میں وہاں سے واپس پلٹا تو یہ مشعلیں خودبخود بجھ گئیں۔ تم دیکھ لو غار کا دہانہ تاریک ہوچکا ہے۔"

"ہاں ہم نے دیکھا تھا اور ڈر گئے تھے۔ ہم تو تمہاری خیریت کی دعا مانگنے لگے تھے کہ نہ جانے یہ کیا ہوگیا۔" میرے ساتھیوں نے کہا اور پھر شکائی نے آگے بڑھ کر میرا ہاتھ پکڑ لیا۔

"بس میرے آقا! اب یہاں سے آگے بڑھیں۔ نہ جانے کیوں مجھے اس مقام سے وحشت ہو رہی ہے۔"

میں نے شکائی کی بات کا جواب نہیں دیا۔ ویسے بھی اب یہاں رکنا بے مقصد تھا چنانچہ ہم نے آگے کی طرف قدم بڑھا دیئے۔ بلاشبہ مجھے قیمتی چیز حاصل ہو چکی تھی۔ یہ میرے لئے اتنی زبردست اہمیت نہیں رکھتی تھی کہ میں فوری واپسی کا فیصلہ کرلیتا۔ ہم پہاڑ کی چوٹی تک پہنچے اور وہاں ہم نے اپنے نشانات چھوڑے۔ میرے ساتھی اور میں بڑا خوش تھا اور شکائی بھی بڑی حد تک مطمئن نظر آنے لگا تھا۔ حالانکہ اس کی اطلاع کے مطابق سیاح یا مہم جو اس راستے سے اوپر نہیں پہنچ سکے تھے اور انہیں درمیان ہی سے واپس جانا پڑا تھا لیکن ہم نے کامیابی سے اپنی منزل طے کی تھی۔ چند روز ہم یہاں رکے اور بے شمار تصاویر بنائی گئی تھیں اور اس کے بعد واپسی کا سفر بھی طے ہوگیا۔ میں نے واپسی کے لئے بھی اسی راستے کی تجویز پیش کی تھی لیکن نہ جانے کیوں میرے ساتھی متفق نہ ہوئے اور ہم نے کسی حد تک دشوار گزار راستہ طے کیا گو مجھے اس راستے سے اختلاف تھا لیکن میں نے سوچا کہ کوئی حرج نہیں ہے اگر یہ لوگ اسی راستے سے سفر کرنے پر بضد ہیں تو میں بھی ان کے ساتھ ہی چلوں گا اور اب ہم پہاڑ کی بلندیوں سے نیچے اتر رہے تھے۔

ہماری واپسی کے سفر کا تیسرا دن تھا۔ شام سے آسمان ابرآلود ہوگیا تھا اور شکائی نے آسمان کو دیکھتے ہوئے پیش گوئی کی تھی کہ شاید برف باری ہو جائے۔ اس نے کہا کہ اس علاقے میں برف باری اس موسم میں نہیں ہوتی لیکن بے موسم اگر برف باری

شروع ہو جائے تو پھر وہ بڑی تباہ کن ہوتی ہے اور کافی شدید بھی۔

شکائی کی اس بات کو ہم نے نظر انداز نہیں کیا اور برف باری سے بچنے کے انتظامات کرنے لگے لیکن برف باری سے پہلے تیز ہواؤں کے جھکڑوں نے ہمارا استقبال کیا تو ہم میں سے ہر شخص پریشان ہو گیا۔ جو بلندیاں ہم اتر رہے تھے۔ ان میں سے بعض کے راستے اتنے خطرناک تھے کہ ہواؤں کے تیز جھکڑوں سے ہمارے قدم ذرا بھی لڑکھڑا جائیں تو زندگی کا تصور بھی محال ہو جائے۔ اس صورتِ حال سے ہم کافی خوفزدہ ہو گئے تھے اور جہاں تھے وہیں دبک کر رہ گئے تھے۔ بڑی بڑی چٹانیں موجود تھیں اور کہیں پر اگر مضبوطی سے جمے رہا جائے تو یہ سخت موسم ٹل سکتا ہے۔ چنانچہ چند لمحات میں فیصلہ کر لیا گیا اور ہم نے وہیں پڑاؤ ڈال دیا لیکن وہاں خیمے لگانے کا موقع کہاں تھا۔ ہوائیں تیز سے تیز ہوتی جا رہی تھیں اور تاریکی چھاتی گئی۔ پھر ہواؤں کا زور ٹوٹا اور برف باری شروع ہو گئی۔ برف باری تھی کہ برف کا قہر اتنی شدید برف باری کا تصور بھی محال تھا۔ برف کے انبار جگہ جگہ جمع ہوتے جا رہے تھے بہرصورت چونکہ ہوائیں چلنا شروع ہو گئیں تھیں اس لئے کسی حد تک سکون تھا اور ہنگامی طور پر یہی طے کیا گیا کہ اس جگہ کو چھوڑ کر کسی ایسی مسطح چٹان کو تلاش کیا جائے جہاں خیمے نصب ہو سکیں ورنہ اس برف میں تو زندہ رہنا ممکن نہیں تھا۔

پوری پوری ہمت کرنے کے بعد ہم لوگ نیچے اترنے لگے شدید برف باری اور تاریکی کی بنا پر یہ اندازہ کرنا مشکل تھا کہ کون کس جانب جا رہا ہے تاہم کسی مناب جگہ کی تلاش بھی ضروری تھی ورنہ موت تو دونوں ہی شکل میں نزدیک سے نزدیک تر نظر آ رہی تھی۔

میں جس جگہ سے نیچے اتر رہا تھا وہ گھومتی ہوئی ایک چٹان کے گرد سے نیچے جا رہی تھی۔ میرا خیال تھا کہ میرے ساتھی بھی میرے پیچھے پیچھے ہی ہوں گے یا اگر دوسری جانب سے بھی کوئی اگر نیچے اتر رہا ہے تو بہرصورت ہمارا فاصلہ زیادہ نہیں ہو گا چنانچہ میں خاموشی سے اترتا رہا اور ایک ایسی جگہ پہنچ گیا جو کافی وسیع تھی اور جہاں چار چھ خیمے لگائے جا سکتے تھے اتنی ہی جگہ درکار تھی کیونکہ صرف وقت گزارنے کا مسئلہ تھا میں نے پلٹ کر اپنے ساتھیوں کو دیکھنے کی کوشش کی لیکن کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ تب میں نے حلق پھاڑ پھاڑ کر انہیں آوازیں دیں لیکن مجھے خود بھی احساس تھا کہ میری یہ آواز چند فٹ سے زیادہ آگے نہیں جا رہی ہو گی۔ برف باری کا شور اتنا زیادہ

تھا کہ آواز گھٹ رہی تھی۔ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے اس چٹان پر میرے سوا کوئی موجود نہ ہو۔ وہ لوگ نہ جانے کس طرف اتر گئے تھے۔ کہیں ان میں سے کچھ حادثہ کا شکار نہ ہو جائیں لیکن بھلا اس موسم میں ان کے لئے کیا کر سکتا تھا سوائے اس کے کہ ان کی زندگی کی دعا کروں اور اپنی زندگی کی دعا کروں اور اپنی زندگی بچانے کی فکر۔

چنانچہ ایک محفوظ سی جگہ میں میں نے اپنا خیمہ لگایا اور میں دبک گیا۔ میں سخت پریشان تھا۔ ویسے میں نے لیمپ جلا کر نیچے دروازے کے سامنے رکھ دی تھی تاکہ دوسرا کوئی شخص پہنچے تو اس روشنی کی مدد سے کوئی سمت اختیار کرے۔

برف باری بدستور جاری تھی اور راستے کا تعین کرنا خاصا مشکل کام تھا لیکن میں گیس سے ٹٹولتا ہوا آگے بڑھتا رہا اور چند ساعتوں کے بعد ایک بوسیدہ سے خیمے کے قریب پہنچ گیا جس سے روشنی باہر آ رہی تھی لیکن دوسرے لمحے مجھے احساس ہوا کہ یہ خیمہ میرے کسی ساتھی کا نہیں ہے کیونکہ میں ان خیموں کو باآسانی پہچان سکتا تھا جو ہم لوگ اپنے ساتھ لائے تھے۔

بڑا ہی تعجب ہوا تھا۔ کیونکہ اس سفر کے دوران ہم نے کسی اور مہم جو یا سیاح کو نہیں دیکھا تھا اور سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ کوئی اور بھی پہاڑوں کی بلندیاں طے کر رہا ہے۔ بہرحال جو کوئی بھی تھا انسان تو ہے اور پھر وہ کس طرح یہاں تک آیا۔ یہ تجسّس مجھے خیمے میں داخل ہونے سے نہ روک سکا میں اندر پہنچا تو میری نگاہ ایک شخص پر پڑی جو کسی جانور کی کھال بچھائے' آلتی پالتی مارے ہاتھ جوڑے بیٹھا تھا اوپری برہنہ بدن اور گنجے سر سے مجھے یہ اندازہ ہو گیا کہ وہ کوئی بدھ بھکشو ہے کوئی ایسا تارک الدنیا جس نے شاید دنیا کو چھوڑ کر یہ ویران پہاڑی آباد کر لی ہے اس کی آنکھیں بند تھیں اور خیمے میں جلتی ہوئی روشنی میں وہ نمایاں نظر آ رہا تھا۔ سوکھا ہوا بدن جس کی ایک ایک پسلی گنی جا سکتی تھی۔ گلے میں پڑی ہوئی بڑے بڑے منکوں کی مالا۔ بڑی بڑی جٹائیں۔ عجیب سا چہرہ تھا۔

میں دلچسپی سے اسے دیکھنے لگا اور اب میں سوچ رہا تھا کہ میں اسے کس طرح مخاطب کروں۔ تھوڑی دیر اسی طرح گزر گئی۔ میں نے گہری سانس لی اور چند قدم آگے بڑھ گیا پھر میں زور سے کھنکارا اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔ عجیب آنکھیں تھیں اس کی ویران اور بھیانک۔ وہ مجھے دیکھتا رہا پھر اس کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"ہوس۔" وہ کھرکھراتی ہوئی آواز میں بولا۔

"کون ہو تم؟" میں نے سوال کیا۔

"روشنی۔"

"بدھ مذہب سے تعلق رکھتے ہو؟"

"ہاں۔" اس نے انگلی اٹھا کر کہا۔

"یہاں کیا کر رہے ہو؟"

"روشنی جلائے بیٹھا ہوں۔ جانے کسے راستہ دکھانے کی ضرورت پیش آجائے۔" وہ درویشانہ انداز میں بولا۔

"دن کے وقت کیا کرتے ہو؟"

"روشنی دکھاتا ہوں۔"

"تمہاری باتیں اپنی سمجھ میں نہیں آتیں۔ میں جا رہا ہوں۔ میں تو یہ سوچ کر آیا تھا کہ ممکن ہے کہ میرا کوئی ساتھی..........."

"رک جاؤ۔ میں تمہارا ساتھی ہوں۔"

"تب صاف زبان میں بات کرو مجھے بتاؤ تم یہاں کیا کر رہے ہو اور کب سے یہاں ہو۔"

"صاف زبان میں سننا چاہتے ہو تو تمہارے کام کی ایک ہی بات بتاؤں گا۔"

"چلو وہی بتاؤ۔"

"کسی کی چیز ہر ایک کے لئے نہیں ہوتی۔"

"کیا مطلب؟"

"تم نے جرم کیا ہے۔"

"خوب۔ کون سا جرم؟"

"ستیانا نے عظیم تپسیا کی تھی تب اس کی ہیروں جیسی محبوبہ مجسم ہو کر اس کے پاس پہنچ گئی اور اس نے اسے سینے میں سجا لیا۔ اس نے دعا کی تھی کہ وہ ہوس کا پجاری نہیں ہے۔ بس اتنا موقع مل جائے کہ وہ اپنی محبوبہ کو دل میں سمو لے۔ تب اس سے پوچھا گیا کہ یہ کیسے ممکن ہے اور وہ کیا چاہتا ہے تو اس نے اپنا مقصد بتا دیا اور مورنا اس کے سینے میں سما گئی۔ ہاں وہ جو تمہارے لباس میں پوشیدہ ہے کسی کا دل ہے۔"

"کہاں کی اڑا رہے ہو؟" میں نے پریشان ہو کر کہا۔

"میری آنکھیں تمہارے اندر جھانک رہی ہیں۔"

"لیکن تمہاری بکواس میری سمجھ میں نہیں آ رہی۔"

"وہ جو تم نے سیاہ مجسمے کے سینے سے نکالا ہے تمہاری ملکیت نہیں ہے۔ ستیانا کی کہانی طویل ہے مختصراً سن لو۔ اس نے ساری زندگی مورنا کو چاہا لیکن ہیروں جیسی مورنا سیاہ ستیانا کے لئے نہیں تھی۔ کسی نے اسے پسند نہیں کیا لیکن وہ جو اس کے لئے آہیں بھرتے بھرتے جوان ہوا اس کے حصول کے لئے سب کچھ چھوڑنے کو تیار تھا۔ سو اس نے دعا کی کہ مورنا اسے مل جائے چاہے اس سے زندگی چھین لی جائے۔ ہیروں جیسی مورنا اسے مل گئی لیکن وہ سنگ میں بدل گیا تھا اور مورنا وہ بھی اس میں سما گئی تھی۔ تم نے ستیانا کی زندگی چرائی ہے نوجوان!"

"اوہ۔ تمہاری آنکھیں بہت دور تک دیکھتی ہیں۔" میں نے مسکرا کر کہا۔

"ہاں میری آنکھیں بہت دور تک دیکھ رہی ہیں۔ میری مانو تو اسے واپس ستیانا کے سینے میں سجا دو۔"

"فضول بکواس ہے۔"

"میں کمزور ہوں تمہیں مجبور نہیں کروں گا۔ کر بھی نہیں سکتا لیکن تمہیں مشورہ ضرور دوں گا۔"

"دو۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ستیانا کی امانت اسے واپس کر دو۔ ستیانا نحوستوں کا بت ہے۔ تم اگر اس کا دل نکال لے گئے تو وہ تمہیں چین سے نہیں رہنے دے گا۔ یہ ہیرے کی گڑیا تمہارے لئے نحوست کی دیوی بن جائے گی۔ ستیانا کے علاوہ یہ جس کے پاس ہوگی وہ سکون سے نہ رہ سکے گا۔ اس لئے اسے واپس کر دو۔ اسے واپس کر دو۔"

مجھے حیرت تو ہوئی تھی۔ اس بوڑھے تبتی کو اس بارے میں کس طرح معلوم ہوا۔ جب کہ اس بارے میں کسی کو معلوم نہیں تھا لیکن میں اتنے کچے ذہن کا مالک نہیں تھا کہ ان توہمات کی باتوں سے متاثر ہو جاؤں' جو چیز مجھے مل گئی تھی۔ وہ بے حد قیمتی تھی اور میں کسی قیمت پر اسے کھونا نہیں چاہتا تھا۔ باقی رہی ستیانا وغیرہ کی بات' تو وہ پتھر کا مجسمہ میرا کیا بگاڑ سکتا ہے' میں نے سوچا اور پھر میں اس بوڑھے راہب کے پاس سے واپس چلا آیا' چلتے چلتے اس کی آواز میرے کانوں میں گونجی تھی۔

"نحوست کی دیوی ستیانا کے علاوہ جس کے پاس رہے گی اس پر نحوستیں نازل

ہوتی رہیں گی۔ اس بات کو یاد رکھنا۔" لیکن میں نے کوئی بات یاد رکھنا پسند نہیں کی اور واپس اپنے خیمے میں آگیا۔ اب مجھے اپنے ساتھیوں کی فکر تھی۔ نہ جانے وہ لوگ کہاں کہاں بھٹک رہے ہوں گے اور برف کے اس طوفان نے نہ جانے ان کے ساتھ کیا حشر کیا ہو۔ بہرصورت یہ رات تو گزارنا تھی۔

میں کافی رات تک سو نہیں سکا۔ رات کے نہ جانے کون سے حصے میں نیند آئی اور میں سو گیا۔ جب جاگا تو برف باری رک چکی تھی اور مطلع صاف تھا۔ مجھے سب سے پہلے اپنے ساتھیوں کی تلاش ہوئی۔ میں نے جلدی سے خیمہ وغیرہ لپیٹا فولڈنگ خیمہ تھا۔ بالکل جدید طرز کا بنا ہوا تھا۔ میں نے اسے اپنی پشت پر باندھا اور پھر اطمینان کے ساتھ چٹان کے اس سرے تک آگیا یہاں سے نیچے اترا جا سکتا تھا۔

وہ پورا دن مجھے تنہا نیچے اترنے میں گزارنا پڑا۔ پھر رات ہو گئی لیکن پورا دن گزرنے کے بعد بھی میرے کسی ساتھی کا پتہ نہیں تھا۔ البتہ دوسرے دن صبح جب میں نیچے اتر رہا تھا تو میں نے اپنے سے کچھ فاصلے پر چند افراد کو نیچے اترتے ہوئے دیکھا یہ میرے ساتھی ہی تھے۔ اس وقت انہیں مخاطب کرنا مناسب نہیں تھا ہاں جس سمت ہم سب جا رہے تھے' وہاں ایک جگہ ایسی تھی جہاں ہم سب جمع ہو سکتے تھے اور وہاں پہنچ کر میں رک گیا۔ میرے ساتھی مجھ سے پیچھے رہ گئے تھے تھوڑی دیر کے بعد وہ بھی وہاں پہنچ گئے تھے اور مجھے دیکھ کر بے حد خوش ہوئے۔

ہم لوگ ایک دوسرے کا حال دریافت کرتے رہے' میرے ساتھیوں کو بھی برف باری میں بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ بہرحال ان میں سے کوئی زخمی یا ہلاک نہیں ہوا تھا اور یہ خوشی کی بات تھی۔

ہیروں کی وہ قیمتی گڑیا میرے پاس تھی اور میں نے سوچا تھا کہ اسے اپنے نوادرات میں شامل کرلوں گا ظاہر ہے اسے فروخت کرکے دولت حاصل کرنے کی خواہش تو میرے ذہن کے کسی گوشے میں نہیں تھی' کبھی کبھی بوڑھے راہب کی خوفناک باتوں کا خیال آبھی جاتا تھا لیکن ان باتوں کی پرواہ کون کرتا' میں نے ان پر توجہ نہیں دی تھی۔

ایک طویل عرصے کے بعد میں اپنے وطن سے میں داخل ہوا۔ میرا علاقہ ایک مخصوص حد سے شروع ہوتا ہے چنانچہ میں اس کی سرحد تک پہنچا تو میری ملاقات چند افراد سے ہوئی اور یہ لوگ میرے خیر خواہ تھے۔

میرا ایک دوست سردار تارا سنگھ میرے نزدیک پہنچ گیا اور اس نے افسوسناک انداز میں مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔ "آہ کیا تمہیں کچھ بھی نہیں معلوم؟"

"کیسے ہو تارا سنگھ' کیا حال چال ہیں۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرے دوست میرے حال چال تو ٹھیک ہیں' لیکن تم۔ تم ایک طویل عرصہ کے بعد وطن واپس آئے ہو۔"

"ہاں کیوں کیا بات ہے؟"

"افسوس میں بدنصیب ہی تمہیں یہ اطلاع دینے کو رہ گیا تھا' کیا تمہیں معلوم ہے؟"

"ہاں کچھ سنا تھا' مگر میں ایسی باتوں پر توجہ کہاں دیتا ہوں۔"

"افسوس وہ تنازعہ ایک بھیانک شکل اختیار کر گیا۔ تارا سنگھ نے کہا اور میں نے اس کا شانہ جھنجھوڑ دیا۔

"کیا کہہ رہے ہو تارا سنگھ' جلدی سے کہو' تم صاف صاف کیوں نہیں کہتے۔"

میرے دوست! گلاب خان اور اس کے ساتھیوں نے تمہاری حویلی پر حملہ کیا تھا۔ انتہائی خونریز تصادم ہوا' گلاب خان کے دو بھائی مارے گئے اور تمہارے تینوں بھائی بھی ہلاک ہو گئے۔ حویلی حکومت کی تحویل میں چلی گئی ہے۔ بہت عرصے سے تمہاری تلاش کی جا رہی تھی لیکن تمہارے بارے میں کوئی تفصیل معلوم نہ ہو سکی۔ گلاب خان غصے سے دیوانہ ہو گیا ہے اور اب وہ تمہاری تلاش میں ہے۔"

"اوہ کیا بکواس کر رہے ہو تارا سنگھ!"

"میں نے کہا نا میں ہی بدنصیب تمہیں یہ کہانی سنانے کو رہ گیا تھا۔" تارا سنگھ نے غمزدہ لہجے میں کہا۔

میں نے آج تک گھریلو امور پر کوئی توجہ نہیں دی تھی لیکن اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ مجھے اپنے بھائیوں سے محبت نہیں تھی۔

تارا سنگھ نے جو کچھ بتایا اس نے میری دنیا اندھیر کر دی۔ میرا بھرا گھر مٹ گیا تھا اور اب میں اپنے ہی وطن میں اجنبی بن گیا تھا۔ تارا سنگھ نے مجھے بہت تسلیاں دیں اور مشورہ دیا کہ میں ابھی اپنے گھر جانے کی کوشش نہ کروں۔ سب کچھ تباہ ہو گیا تھا۔ میرا دل ٹوٹ گیا تھا۔ یوں بھی میں لڑنے بھڑنے والا جذباتی آدمی نہیں تھا۔ میں گلاب خان کے خلاف کیا کارروائی کرتا۔

چنانچہ بد دل ہو کر میں نے وہ علاقہ چھوڑ دیا اور ایک دوسرے شہر آ گیا۔ میری مالی حالت بہت خراب ہو گئی تھی۔ جگہ جگہ مارے مارے پھرنے کے بعد میری جیب میں پھوٹی کوڑی بھی نہ رہی۔ کسی کام دھندے کی عادت ہی نہیں تھی۔ کیا کرتا فاقوں تک نوبت پہنچ گئی۔

تب ایک دن اس قیمتی گڑیا کا خیال آیا۔ سوچا تھا اسے اپنے نوادرات میں شامل کروں گا لیکن اب تو کچھ بھی نہیں رہا تھا۔ اب میں اس کا بھی کیا کروں گا لیکن اس دن پہلی بار ایک اور خیال بھی میرے ذہن میں آیا اور یہ خیال بوڑھے راہب کی پیش گوئی تھی۔

اس کی پیش گوئی کے مطابق یہ گڑیا نحوست کی دیوی تھی اور میرا خاندان تباہ ہو چکا تھا۔

کیا یہ اس کی نحوست ہے؟ اور میرے ذہن میں خوف ابھر آیا۔ اگر یہ بات ہے تو مجھے اس سے چھٹکارا پالینا چاہئے لیکن میرے دوست میں نے ہر ممکن کوشش کی اس منحوس گڑیا نے میرا ساتھ نہیں چھوڑا' بار بار مجھے ایک ہی اشارہ ملتا رہا وہ یہ کہ میں اسے جہاں سے لایا ہوں وہیں واپس پہنچاؤں' لیکن اب نہ تو میرے پاس اس کے لئے وسائل تھے نہ کوئی ایسا طریقہ جس سے میں یہ کام کرلوں۔ میرے حالات بد سے بدتر ہوتے چلے گئے اور میں تمہیں کیا بتاؤں' بس یہ سمجھ لو کہ میں نے بڑی بے بسی کے عالم میں زندگی گزارنی شروع کر دی' میں نے پُراسرار علوم سیکھے' فاقہ کشی کی' میں اس مشکل سے جان بچانا چاہتا تھا لیکن یہ کسی طور ممکن نہیں ہوا' تب مجھے میرے علم نے بتایا کہ اس گڑیا کو واپس اس کی جگہ پہنچانا اب کسی انسان کے بس کی بات نہیں ہے' ہاں اس کا ایک ہی طریقہ ہو سکتا ہے کوئی غیر انسانی شخصیت انسان کا روپ دھار کر اس کے ساتھ سفر کرے تو یہ اس جگہ پہنچ سکتی ہے۔"

"میں سمجھا نہیں؟"

"میرے دوست' میرا علم بتاتا ہے کہ تم انسان نہیں ہو' ستارہ شناسی نے مجھے بہت سی باتوں سے روشناس کرا دیا ہے' تمہیں یہ سب کچھ ضرور حیران کن معلوم ہوگا لیکن پُراسرار علوم کا ایک اپنا ہی مقام ہے۔ میرے علم نے مجھے دو ہی باتیں بتائی ہیں اگر زندہ رہنا چاہتا ہوں اور برے حالات سے چھٹکارا حاصل کرنا ہے تو اس گڑیا سے نجات پالوں' تم سے ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں۔"

"ہاں بولو............" پراتا نے کہا۔

"تم اندر سے جو کوئی بھی ہو اگر میرے ساتھ ایک مہربانی کرو تو میں تمہیں وہ ترکیب بتا سکتا ہوں' جس سے مجھے اس گڑیا سے نجات مل جائے اور ستاروں کے علم کے مطابق تم جس مشکل کا شکار ہو' تمہیں اس مشکل سے نجات مل جائے۔"

بڑی عجیب بات کہہ رہا تھا یہ شخص' میری مشکل تو صرف میری امبیتا تھی۔ امبیتا مجھے مل جائے اور میں انسانوں کی اس ہولناک دنیا سے نجات حاصل کر کے وادی اشمولا' پہنچ جاؤں بس اس کے علاوہ وہ میری زندگی کا اور کوئی مقصد نہیں تھا۔ اگر ایسا ہو جائے تو میں یہ سمجھوں کہ مجھے اس کائنات میں ہر خوشی مل گئی اور جب بوڑھے نے وہی کہا جو میری آرزو تھی تو میں دنگ رہ گیا میں نے اس سے کہا۔

"ہاں میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں بولو کیا چاہتے ہو؟"

"دیکھو میں بس ایک بات خصوصی طور پر تم سے کہنا چاہتا ہوں............ وعدہ جو بھی کرو اس میں سچائی ہونا چاہئے اس کے بعد تمہیں دنیا کی کسی بھی چیز سے ہاتھ دھونا پڑے یا بدترین نقصان اٹھانا پڑے۔"

"چلو ٹھیک ہے میں وعدہ کرتا ہوں۔" پراتا نے کہا اور بوڑھا اپنی جگہ سے اٹھ گیا پھر نہ جانے کہاں سے وہ ایک ایسی حسین جمیل گڑیا لے کر آیا جسے دیکھ کر انسانی آنکھ پلک جھپکنا بھول جائے' حسن و جمال کا پیکر تھی وہ' ہیروں کی تراش نے ایک ایسے حسین وجود کو جنم دیا تھا کہ انسان اسے دیکھے تو پاگل ہو جائے بے شک وہ ایک چھوٹی سی گڑیا تھی لیکن اتنی حسین و جمیل کہ ناقابل یقین' بوڑھے نے اسے میرے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

"میرا علم کہتا ہے کہ تم جس چیز کے حصول کے لئے سرگرداں ہو وہ تمہیں اس وقت مل جائے گی جب تم اس گڑیا کو اس کی منزل تک پہنچا دو گے۔" پھر اس کے بعد میں نے وہ گڑیا اس سے لے لی' پراتا یعنی میں انسانوں کا ڈسا ہوا سانپ وہاں سے چل پڑا' گڑیا کو اپنے پاس رکھنے کے لئے مجھے انسانی وجود میں ہی رہنا پڑا تھا' پہلی بار امید کی ایک کرن روشن ہوئی تھی' بوڑھے نے یا تو مجھے بے وقوف بنایا تھا اور اپنی مشکل میرے سر ڈال دی تھی لیکن اگر اس نے مجھے بے وقوف نہیں بنایا ہے تو میں ہزار بار اپنی امبیتا کو حاصل کرنے کے لئے ایسی وادیوں کا سفر کر سکتا تھا' حالانکہ اگر میں چاہتا تو ایک سانپ کی حیثیت سے ان وادیوں میں جا سکتا تھا لیکن گڑیا کو بھی سنبھال کر رکھنا تھا

نقشے میری رہنمائی کر رہے تھے۔ راستے میں بہت سے ساتھی ملے' لیکن ظاہر ہے میں ان سے اپنے دل کی بات نہیں کہہ سکتا تھا آخر کار میں اس جگہ پہنچ گیا جہاں کے بارے میں مجھے بتایا گیا تھا وہ جگہ مجھے نظر آگئی اور میں نے اس حسین گڑیا کو اس کی منزل تک پہنچادیا اور اسے میں اپنی تقدیر ہی کہہ سکتا ہوں یا پھر دیوتاؤں کا احسان کہ وہیں مجھے ایک انسانی وجود نظر آیا یہ اس جگہ کی پجارن تھی' اور جب اس نے رخ بدل کر میری طرف دیکھا تو نہ جانے کیوں میرا دل سمٹ کر بند ہونے کے قریب ہوگیا' یہ حسین لڑکی تو بالکل اسی گڑیا کی مانند تھی' بھرپور جوان' اس نے مجھے دیکھا' دیکھتی رہی اور پھر اچانک اس نے اپنے ہاتھ بلند کئے اور اس کے جسم سے دھواں خارج ہونے لگا میں حیرت اور خوشی سے اچھل پڑا تھا۔ بوڑھے نے پیش گوئی تو کی تھی کہ مجھے میری منزل وہاں مل جائے گی اور امبینا میرا انعام ہوگی۔ یہ تو سچ ہی ثابت ہو رہا تھا تھوڑی دیر کے بعد طلسمی وجود میرے سامنے آگیا' حسین ناگن جو امبینا کے سوا اور کوئی نہیں تھی' میں نے ایک دم روپ بدلا اور جب میں سانپ کے روپ میں آیا تو امبینا دوڑ کر مجھ سے لپٹ گئی' وہ اس طرح مجھ سے لپٹی تھی کہ میرے وجود کا ہی حصہ بن گئی تھی۔ ہمیں اس طرح قہقہوں میں ڈوبے ہوئے ایک طویل وقت گزر گیا ہمارے جذبات بے زبانی کی زبان سے ایک دوسرے سے دوری کی کہانی سنا رہے تھے نہ جانے کب امبینا نے خود کو سنبھالا اور مجھ سے بولی۔

"دیکھ لیا ناپراتا' اپنی زمین' اپنی وادی چھوڑنے کا نتیجہ' آہ نہ جانے کیسی کیسی مشکلات سے گزرے ہوگے' یہ انسان تو بڑے ظالم' بڑے سنگدل ہوتے ہیں' وہ ہمیں موذی کہتے ہیں' لیکن ان سے زیادہ موذی' شاید روئے زمین پر دوسرا جاندار نہ ہو' پراتا میں تمہیں بتاؤں گی کہ میرے اوپر کیسی کیسی مصیبتیں گزری ہیں' آہ میں تمہیں کیا بتاؤں' مجھے یقین نہیں تھا پراتا کہ تم مجھے اس طرح مل جاؤ گے' انسانوں کی اس دنیا سے بھاگ کر میں نے یہ ویرانے اپنائے تھے اور نہ جانے کیوں میرے دل کی یہ آواز تھی کہ ایک دن تم مجھے یہاں نظر آؤ گے آخر تم آگئے پراتا' چلو وادی اشمولا چلیں ہماری عمریں اگر دس ہزار سال بھی ہو جائیں' تو کبھی بھول کر بھی مت سوچنا کہ اپنی جون بدلو گے اور انسانی جون میں آؤ گے۔ اصل میں اس دنیا میں رہنے والے انسان خود اپنی جون بدل چکے ہیں اور ہزار سال کی عمر نہ ہونے کے باوجود یہ لوگ سانپ سے زیادہ موذی ہو چکے ہیں ان سے بڑا سانپ اس کائنات میں اور کوئی نہیں ہو سکتا آؤ چلیں۔"

واپسی کا سفر بڑا ہی خوشگوار تھا وادی اشمولا کے سانپ جوں کے توں تھے اور اپنی دنیا میں حسین زندگی گزار رہے تھے تب بزرگ سانپوں نے کہا۔

"اپنی سرزمین اپنا گھر چھوڑنا سب سے بڑی بے وقوفی ہے جو تم نے کی لیکن اچھی بات ہے کم از کم اب تم دوسرے اِچھادھاریوں کو یہ بتا سکو گے کہ انسانی جون کبھی نہ بدلنا' باقی چاہے کچھ بھی بن جاؤ۔

☆====ختم شد====☆